



انا

جیا عباسی



Urdu Novels Mania Team©

www.urdu novelsmania.com

ناول: انا

از۔ جیا عباسی

وہ چھت پہ کھڑی آسمان کو دیکھ رہی تھی۔ جس پر کالے بادلوں کی چھت بنی تھی۔ بادل برسنے کو بیتاب ہو رہے تھے۔ وہ مڑی اور جلدی جلدی رسی پر لٹکے کپڑے اُتار کر سیڑھیاں اُترتی اپنے کمرے کی سمت بڑھنے لگی کہ تبھی سلما مامی کی آواز کانوں سے ٹکرائی۔

"آپ کیوں میرے بیٹے کے ساتھ یہ ظلم کر رہے ہیں؟ وہ اگر اپنی مرضی سے شادی کرنا چاہتا ہے تو آپ مان کیوں نہیں جاتے۔ آخر کب تک میں اپنے بچے کی دوری برداشت کرتی رہوں گی۔" وہ روتے ہوئے بول رہی تھیں۔

دروازے کے پار کھڑی وہ ان کی آواز صاف سن سکتی تھی۔ وہ جانتی تھی اندر کس کے بارے میں بات ہو رہی ہے۔ اسے ایک دم غصہ آنے لگا۔ ایک عورت ہو کر وہ دوسری عورت کا گھر خراب کرنے کی بات کر رہی تھیں۔

"ہنہ!! ابھی اگر ان کے شوہر نے دوسری شادی کر لی ہوتی تو رورو آسمان سر پر اٹھالینا تھا۔ مگر۔۔ مگر یہاں بیٹا ہے اس کی خوشیاں زیادہ عزیز ہیں۔" وہ تلخی سے سوچنے لگی تبھی ماموں کی آواز بھی کانوں میں پڑی۔

"تم جانتی ہو ہم اس کا نکاح "ماہ جبین" کے ساتھ کرا چکے ہیں۔ اور ہم نے اسے باہر صرف دو سال کے لیے بھیجا تھا۔ کیونکہ جناب تعلیم مکمل کرنے کے بعد وہاں جاب کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اس نے کیا کیا۔۔۔ آٹھ سال گزر گئے۔ پر۔۔۔ پروہ لوٹ کر نہ آیا۔ کیا منہ دکھاؤں گا اپنی مرحوم بہن کو کہ اس کی ایک لوتی نشانی کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔" وہ تاسف سے سلما بیگم کو دیکھتے ہوئے بولے۔

"آپ کو بس اپنی مرحوم بہن اور اس کی بیٹی کی پرواہ ہے۔ اپنے زندہ بیٹے کی نہیں۔" وہ اب چلا رہی تھیں۔ کمرے میں بیٹھے صدیق صاحب افسوس سے اپنی بیوی کو دیکھتے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

اور وہ جو باہر کھڑی باتیں سن رہی تھی۔ قدموں کی آواز سنتے ہی اپنے کمرے کی جانب چل پڑی۔

وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑا اپنے بال جیل سے سیٹ کرتا آفس کی تیاری کر رہا تھا۔ بلیک کوٹ پینٹ میں اپنی تمام تر وجاہت لیے وہ چھا رہا تھا۔ دراز قد، ورزشی جسم، کالے بال، گوری رنگت اور اوپر سے اس کی کانچ کی طرح چمکتی ہری آنکھیں۔ ایک دنیا اس کی دیوانی تھی مگر وہ مغرور شخص ایک نظر بھی کسی پر ڈانٹا گوارا نہیں کرتا تھا۔

ہاتھ میں گھڑی باندھتا کمرے سے نکلا ہی تھا جب ہاتھ میں کپڑے لیے وہ اپنی ہی دھن میں سیر پھیاں اُترتی اس سے ٹکرائی۔ عین ممکن تھا۔ وہ زمین بوس ہو جاتی مگر دو مضبوط بازوؤں نے اسے گرنے سے پہلے ہی تھام لیا۔ کپڑے ہاتھ سے نیچے گر چکے تھے۔ وہ چہرے پر آنے والوں کو کان کے پیچھے کرتی سامنے کھڑے شخص کو دیکھ رہی تھی۔ جس نے اسے مضبوطی سے تھاما ہوا تھا۔ چہرے پر الجھن واضح طور پر دکھائی دے رہی تھی۔ مگر یہ الجھن اس لڑکی کے ٹکرانے کی وجہ سے نہیں تھی۔ بلکہ۔۔۔ اس لڑکی کی آنکھوں میں تیرتی نمی کی وجہ سے تھی۔

وہ خود کو سنبھالتی کپڑے اُٹھا کر اپنے کمرے میں چلی گئی اور وہ وہیں کھڑا اسے جاتے دیکھتا رہا۔

گھر کے سب بڑے ناشتے کی ٹیبل پر موجود تھے۔ وہ بھی سیڑھیاں اترتا سیدھا ڈائننگ ٹیبل تک آیا اور کرسی کو پیچھے کرتا اس پر بیٹھ گیا۔ ایک نظر سامنے رکھی کھالی کرسی پر ڈالی جو کسی کی غیر موجودگی کا احساس دلارہی تھی۔ وہ سوچ ہی رہا تھا جب ماں کی آواز کانوں میں پڑی۔

"بیٹا عزام!! کب سے انتظار کر رہے ہیں تمہارا اور تم اب آرہے ہو۔ اگر آج تم ناشتہ ادھورا چھوڑ کر گئے تو ہم سے بُرا کوئی نہیں ہوگا۔" علایہ بیگم اسے گھورتی ہوئی بولیں۔

"اچھا امی جان!! پورا ناشتہ ختم کروں گا۔ آپ ناراض نہ ہوں۔"

وہ مسکرا کر کہتا ناشتہ کرنے لگا نظر بار بار سامنے رکھی کرسی کی طرف اٹھتی جسے شاید آج خالی ہی رہنا تھا

پر صدیق صاحب جو مرکزی نشست پر بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔ انھوں نے اپنی چھوٹی بیٹی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"مناب!! جاؤ جا کے ماہ جبین کو بلا کے لاؤ۔"

ماہ جبین کا زکرسنتے ہی سلما بیگم کا منہ تک کڑوا ہو گیا۔

"جی بابا سائیں!!" مناب اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کرسی چھوڑتی اٹھ کر چلی گئی۔

وہ کپڑے الماری میں رکھ کر اب اپنے یونی جانے کی تیاری کر رہی تھی۔ جلدی جلدی ساری کتابیں بیگ میں رکھتی کمرے سے نکل ہی رہی تھی جب مناب کمرے میں آئی۔

"ماہ جبین چلو آ کے ناشتہ کرلو۔ بابا سائیں تمہیں بلارہے ہیں۔"

"مجھے بھوک نہیں ہے آپ۔" سلما مامی کی باتوں کا اثر ابھی اُتر نہیں تھا۔ اس لیے ناشتہ سے صاف انکار کر دیا۔

"یہ کیا بات ہوئی!! کمزور ہو جاؤ گی چلو چل کر ناشتہ کرو پھر یونی جانا۔" مناب اس کا ہاتھ پکڑ کر کمرے سے کھینچتے ہوئے لے گئی۔ وہ بھی ہار مانتی اس کے ساتھ چل پڑی۔

سیڑھیاں اُتر کر ناشتہ کی ٹیبل کی طرف آتے اس نے سب کو ایک ساتھ سلام کیا۔

ماہ جبین کو دیکھتے ہی سلما بیگم کا منہ بن گیا۔

وہ ان کو انور کرتی عزام کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس کو دیکھتے ہی عزام بھی سکون سے ناشتہ کرنے لگا پہلے والی بے چینی اس کے آتے ہی ختم ہو گئی تھی۔

ناشتہ میں صرف جوس کا گلاس پی کر وہ اُٹھ گئی۔ سب کو سلام کرتی وہ شاہ بی بی کے کمرے میں چلی گئی۔ اُن سے دعا سلام کے بعد بیگ کندھے پر لٹکائے وہ باہر نکل گئی تھی۔ عزام بھی اُٹھ کھڑا ہوا۔ ملازم سے بریف کیس منگوا کر وہ بھی سلام کرتا باہر نکل گیا مگر باہر نکل کر وہ اسے کہیں دکھائی نہیں دی۔

"شاید چلی گئی۔" خود کلامی کرتا وہ گاڑی میں بیٹھ گیا۔ اپنی سوچوں میں گم وہ کہیں اور ہی کہو گیا تھا جب "بھاؤ" کی آواز پر ایک دم اپنی سوچ سے باہر آیا۔ چہرہ بائیں جانب موڑا تو ماہ جبین تھی جو پچھلی نشست سے آگے کو جھکے اس کو مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔

"پاگل لڑکی!! ڈر دیا اور یہ آپ گاڑی میں پہلے کیسے آئیں؟" عزام نے گھورتے ہوئے پوچھا۔ ماہ جبین نے مسکراتے ہوئے دوسری چابی اس کی نظروں کے سامنے لہرا دی۔ عزام بھی نفی میں سر ہلاتا مسکرانے لگا۔ "چلو اب آگے آکر بیٹھو۔" اس نے کہتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کی۔ ماہ جبین بھی "ٹھیک ہے" کہتی آگے آگئی۔

کمرے میں صرف سائنڈ لیمپ روشن تھے۔ جس کی روشنی میں وہ بیڈ پر لیپ ٹاپ اون کیے بیٹھا تھا۔ بال ماتھے پر گرائے، گہری ہری آنکھیں اسکرین پر جمائے وہ کام میں مصروف تھا۔ ہاتھ تیزی سے لیپ ٹاپ پر حرکت کر رہے تھے۔ کمرے میں ایک عجیب سی خاموشی کاراج تھا۔ جسے اس کے موبائل کی رنگ ٹون نے توڑا۔ اس نے سائنڈ ٹیبل پر رکھا موبائل اٹھایا تو اسکرین پر نظر آتے "امی جان" الفاظ جگمگا رہے تھے۔

اس نے گہرا سانس لے کر موبائل کان سے لگایا۔

"ہیلو!!"

"اسامہ میرے بچے!! اپنی ماں پر تجھے کیوں رحم نہیں آتا؟ دیکھو گھر آ جاؤ میرے بیٹے اپنی ماں کو سزا مت دو۔" اسکے ہیلو کہتے ہی سلما بیگم کی روتی ہوئی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

"امی جان آپ بابا سائیں کو کیوں نہیں سمجھاتیں کہ وہ اپنی ضد چھوڑ دیں۔ میرا اور اس لڑکی کا کوئی جوڑ نہیں۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا اب بھی کہہ رہا ہوں۔ میں تب ہی گھر واپس آؤں گا جب آپ مجھے اس زبردستی کے رشتے سے آزاد کرنے پر راضی ہوں گے اور مجھے میری

مرضی سے شادی کرنے کی اجازت دینگے۔" یہ کہہ کر اس نے فون کاٹ دیا۔ آنکھوں کے سامنے اپنوں کے ہنستے مسکراتے چہرے نظر آنے لگے۔ ایسا نہیں تھا اپنوں کی یاد اسے ستاتی نہیں تھی۔ بس اس ان چاہے رشتے نے سب سے دور کر دیا تھا۔

گاڑی یونی کے گیٹ کے سامنے روک کر اس نے ماہ جبین کو دیکھا۔ جو پچھلی سیٹ سے بیگ اٹھا کر اب گاڑی کا دروازہ کھول رہی تھی۔

"میں لینے آؤں گا اور اگر بارش بڑھ جائے تو انتظار کر لینا اکیسے مت نکل جانا۔" عزام کے کہنے پر ماہ جبین نے شیشے کے پار دیکھا جہاں ہلکی ہلکی بارش شروع ہو چکی تھی۔ "ٹھیک ہے بڑی!! اب میں جاؤں؟"

"ہمم!! جاؤ۔"

عزام مسکرا کے بولا۔ ماہ جبین بھی مسکراتی ہوئی گاڑی سے اتر گئی۔ اس کے اندر جانے تک عزام کی نظروں نے اس کا پیچھا کیا تھا۔ ماہ جبین کے جاتے ہی وہ بھی گاڑی سٹارٹ کر تا آگے بڑھ گیا۔

"یار صنوبر!! موسم کتنا پیارا ہو رہا ہے نا۔" وہ گھانس پر بیٹھی آسمان کو دیکھتے ہوئے بولی۔
 "ہاں!! صبح سے ہلکی ہلکی بارش جو ہو رہی ہے۔" صنوبر نے کہتے ہوئے پاؤں سیدھے کر کے
 گھانس پر پھیلا لیے۔

"یہ ادیبہ اور ثمرین کہاں رہ گئیں؟ ان کی کلاس اب تک ختم نہیں ہوئی کیا؟"
 ماہ جبین نے چہرہ موڑ کر کلاسز کی جانب دیکھا جہاں سے وہ دونوں چلتی آرہی تھیں۔
 "کہاں رہ گئیں تھیں تم اور یہ تمہارے چہرے پر بارہ کیوں بکے ہیں؟"
 ان دونوں کے قریب آتے ہی ماہ جبین نے پہلے ادیبہ پھر ثمرین سے پوچھا۔ جس کا چہرہ
 مڑجھایا ہوا تھا۔
 www.urdu novels mania.com

"ثمرین کے منگیتر نے ثمرین سے شادی سے انکار کر دیا اور ایک ہفتے پہلے کسی اور سے
 شادی کر کے اسے گھر لے آیا۔"

"کیا!!!!!!!"

ادیبہ کے کہنے پر وہ دونوں ایک دم چلا اٹھیں۔ شکدسی بھی ثمرین کو دیکھتی تو بھی ادیبہ کو۔

"یہ کیسے اور تم دونوں نے ہمیں بتایا کیوں نہیں؟" ماہ جبین سنبھل کر بولی۔
 "اور تبھی تم لوگ ایک ہفتے سے یونی نہیں آرہی تھیں۔" صنوبر نے بھی غصے سے کھولتے
 ماہ جبین کا ساتھ دیا۔

"یا راس نے منع کیا تھا بتانے کے لیے۔" ادیبہ منمنائی۔

"ایک مہینے بعد تمہاری شادی تھی۔ وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے؟ مرد ہے اس کا مطلب یہ تو
 نہیں جو چاہے کرے۔" ماہ جبین کا مارے غصے کے بُرا حال ہو رہا تھا۔

"یہی تو وہ مرد ہے۔ بھلا اس پر کوئی اپنی مرضی تھوپ سکتا ہے اور یہ بہتر نہیں کہ اس نے
 پہلے ہمت کر کے اُس لڑکی کو اپنا لیا۔ اگر شادی کے بعد مجھے چھوڑ دیتا تو میں کہاں جاتی۔"
 ثمرین اس ایک ہفتے میں سنبھل چکی تھی۔ اس لیے ماہ جبین اور صنوبر کو بھی سمجھانے لگی۔
 "وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن تم نے پوچھا کیوں نہیں؟ یہ ہمت تم سے رشتہ جوڑنے سے پہلے
 نہیں دکھا سکتا تھا۔ شادی سے ایک مہینہ پہلے ہی دکھانی تھی؟"

www.urduNovelsMania.com

صنوبر کی بات پر ثمرین نے گہرا سانس لے کر ان دونوں کو دیکھا پھر آہستہ سے بولی۔

"میں اتنی بے وقعت نہیں جو اُس سے باز پرس کرنی کہ اُس نے کیوں مجھے چھوڑا اور کم از کم
 اُس نے اتنی ہمت تو کر لی۔ اسامہ کی طرح تو نہیں جو ماہ جبین سے نکاح کرنے کے بعد فرار
 ہو گیا اور آٹھ سال گزرنے کے بعد بھی واپسی کا کوئی ارادہ نہیں۔"

اب کی بار ماحول میں خاموشی چھا گئی۔ جو ماحول کچھ دیر پہلے حسین لگ رہا تھا اب اُسی میں گھٹن محسوس ہونے لگی تھی۔

"میرا مقصد تمہارا دل دکھانا نہیں ہے ماہ جبین۔ صرف تم دونوں کو سمجھا رہی ہوں۔" ان چاروں کی ایک دوسرے سے گہری دوستی تھی۔ اس لیے ایک دوسرے کے چہرے پر رقم تکلیف آسانی سے پڑھ لیتی تھیں۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ کم از کم اُس نے اتنی ہمت تو دکھائی اور تم بہت ہمت والی ہو۔ جو اتنا سب کچھ ہونے کے بعد بھی عقل سے کام لے رہی ہو۔"

ماہ جبین کی بات پر ثمرین دھیرے سے مسکرا دی۔ اندراٹھنے والی تکلیف تو بس وہی جانتی تھی۔ اس ایک ہفتہ اُس نے خود کو کیسے سنبھالا تھا۔

"اچھا اس سب کو چھوڑو، یہ بتاؤ ماہ جبین کیا تم نے اپنے گھر والوں کو بتایا کہ تم اریسمس منڈس ایکسچینج پروگرام (Erasmus Mundus Exchange Program)

کے لیے اپلائی کر چکی ہو؟" ادیبہ بات بدلتے ہوئے بولی۔

"ابھی نہیں مجھے موقع ہی نہیں ملا عزیزی سے بات کروں۔" ماہ جبین منہ بناتے ہوئے بولی۔

"یار ماہ جبین!! کچھ بھی کہہ لو عزی ہے بہت ہینڈ سم۔ یونی میں اس کی کارر کتے ہی ہر لڑکی ایک بار مڑ کر تو ضرور دیکھتی ہے۔" صنوبر نے آپہیں بھرتے ہوئے کہا۔ جس پر ماہ جبین کا ہاتھ سیدھا اس کی کمر پر پڑا تھا۔

"عزام بھائی بولو۔ اُنہیں عزی صرف میں بلا سکتی ہوں۔" وہ فخر سے گردن اکڑا کر بولی۔
 "کیوں بولوں میں بھائی بلکہ وہ تو تیرے بھائی ہونگے۔" صنوبر نے کہنے کے ساتھ ہی اُٹھ کر دوڑ لگا دی۔ ماہ جبین بھی اس کے پیچھے لپکی تھی۔
 "تیری تورک!!"

ان دونوں کو چوہے بلی کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتے دیکھ ادیبہ اور شمرین کا ہنس ہنس کر بُرا حال ہونے لگا۔ یونی کا ماحول ایک بار پھر خوشگوار ہو گیا تھا۔

Urdu novels mania
 www.urdu novels mania.com

بادلوں کے چھٹتے ہی سورج کی کرنیں کراچی کی سرزمین پر پھیلتی چلی گئیں۔ وقفے وقفے سے چلتی ہوانے ماحول میں موجود جس کو کچھ کم کیا تھا۔ ایسے میں اُس نے گاڑی کو یونی کے سامنے روک کر گیٹ کی جانب دیکھا تھا۔ جہاں سے وہ اپنی دوستوں کے ساتھ باتیں کرتی

کھلکھلاتی ہوئی آرہی تھی۔ گلابی رنگ کے شلوار قمیض کے باعث اس کی گوری رنگت میں بھی گلابی پن جھلک رہا تھا۔ سنہری آنکھیں دھوپ کی وجہ سے چمک رہی تھیں۔ وقفے وقفے سے چلتی ہوا کا جھونکا اس کی بھوری گھنگریالی لٹ کو اڑا کر چہرے پر لے آتا جسے وہ بار بار کان کے پیچھے اڑس دیتی۔

"وہ دیکھ تیرے عزی بھائی آگئے۔" صنوبر کی بات پر ماہ جبین نے چہرہ موڑ کر سامنے دیکھا جہاں وہ کار میں بیٹھا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"تیرے منہ میں خاک!! چلو میں چلتی ہوں کل ملاقات ہوگی۔" وہ صنوبر کو کہہ کر آخری بات ان دونوں کو دیکھتے ہوئے بولی جو ان کی نوک جھونک سن کر مسکرا رہی تھیں۔ ان سے مل کر وہ عزام کی جانب بڑھ گئی جو گاڑی میں بیٹھا اس کے انتظار میں تھا۔

"عزی آپ کو پتا ہے آج کیا ہوا؟"

وہ گاڑی میں بیٹھتے ہی شروع ہو چکی تھی۔ اس کو بولتا دیکھ عزام نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا ساتھ ہی گاڑی سٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔

"وہ میری دوست ہے نا ثمرین اُس کی ایک مہینے بعد شادی تھی لیکن اس کا منگیتر ایک ہفتے پہلے کسی اور سے نکاح کر کے گھر لے آیا۔ بھلا یہ بھی کوئی بات ہوئی جتنی ہمت اب دکھائی تھی۔ اگر رشتہ طے ہونے سے پہلے دکھالیتا تو ثمرین کی زندگی تو نہ خراب ہوتی۔ آخر مجھے سمجھ

نہیں آتا یہ مرد اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہیں؟ مطلب کہ مرد ہیں تو جو چاہے وہ کرینگے کیا دوسرے کے جذبات اور احساسات کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہے۔"

مردیہ اور مرد وہ کی تکرار میں اسے بھول گیا تھا۔ ساتھ بیٹھا شخص بھی ایک مرد ہے۔ جو مسکراتے ہوئے بڑے صبر اور تحمل کے ساتھ مردوں کی برائیاں سن رہا تھا۔

"اب آپ بتائیں کیا مرد۔۔۔"

وہ ایک دم بولتے بولتے رکی۔ زبان دانتوں میں دباتے اس نے چہرہ موڑ کر دائیں جانب دیکھا، جو اس کی باتوں سے محفوظ ہوتا، سامنے دیکھتے ہوئے ڈرائیو کر رہا تھا۔

"سوری! مجھے خیال ہی نہیں رہا آپ بھی تو مرد ہیں۔ مردوں کی برائی کیسے برداشت کر رہے ہوں گے۔"

ماہ جبین کی بات پر اب کی بار عزام کا قہقہہ گاڑی میں گونجا تھا۔ اس نے ایک نظر اپنے برابر بیٹھی ماہ جبین کو دیکھا۔

www.urdu novels mania.com

"نہیں!! بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو آپ۔ مردوں کو دوسرے کے بارے میں بھی سوچنا چاہیے پر کیا یہ اچھا نہیں شادی سے پہلے ہی اس نے یہ قدم اٹھالیا۔"

اس نے ماہ جبین کو دیکھا جو سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"مطلب ہاں!! آپ کی یہ بات ٹھیک ہے اُسے یہ قدم رشتہ طے کرنے سے پہلے اٹھانا چاہیے تھا۔ لیکن سوچو اگر ثمرین سے شادی کے بعد وہ اس لڑکی سے دوسرا نکاح کر کے لے آتا تو؟ اُس نقصان سے یہ نقصان بہتر نہیں؟"

"پھر اس نے رشتہ ہی کیوں کیا جب اُس لڑکی سے ہی شادی کرنی تھی تو؟" وہ جھنجھلا کر بولی۔
 "دیکھو ماہین!! ہو سکتا ہے اُس کے گھر والوں نے زبردستی رشتہ پکا کر دیا ہو اور اگر وہ ثمرین سے شادی کر لیتا تو پھر صرف ایک کی نہیں تین تین لوگوں کی زندگی خراب ہو جاتی۔"
 "وہ کیسے؟" ماہ جبین نے بھنویں اچکائیں۔

"وہ ایسے کہ جس لڑکی سے نکاح کیا ہے۔ وہ اُس سے پیار کرتا ہے۔ اُس لڑکی کے ساتھ کئی وعدے کیے ہونگے۔ اس لیے اپنی محبت کا گلا دبا کر، ان وعدوں کو توڑ کر، اس لڑکی کا دل دکھا کر، وہ ثمرین سے شادی کر بھی لیتا تو کبھی خوش نہیں رہ پاتا اور نہ ہی ثمرین کو خوش رکھتا۔ کیونکہ دوسروں کی خوشیوں کی قبر پر اپنی خوشیوں کی سیج نہیں سجائی جاتی۔"
 عزام کی بات پر ماہ جبین اسے دیکھتی رہ گئی پھر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔
 "آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ شاید اس میں ہی اللہ کی کوئی بہتری ہوگی ثمرین کے لیے۔"

"چلو گھر آ گیا ہے۔ اب آپ اس بارے میں زیادہ نہیں سوچو۔" اس نے کہتے ہوئے گاڑی گیٹ کے سامنے روکی۔ چوکیدار نے اسے دیکھتے ہی دروازہ کھولا تھا۔ وہ آگے بڑھتا گاڑی کو پورچ میں لے گیا۔

"تم لوگ پارٹی بعد میں پلان کرنا پہلے میرا مسئلہ حل کرو۔"

سادہ سفید شلوار قمیض میں ملبوس وہ پریشانی سے کمرے میں ادھر سے ادھر چکر کاٹتی ان تینوں کو لتاڑتے ہوئے بولی۔ جو اس وقت کانفرنس کال پر موجود اسکا لرشپ کے ملنے کی خوشی میں پارٹی کا پلان بنا رہی تھیں۔ تھوڑی دیر پہلے ہی اسے ای میل موصول ہوئی تھی۔ جس کے ملتے ہی اس نے فوراً ان تینوں کو فون کھڑکا دیا تھا۔

"تو کیوں اتنی پریشان ہو رہی ہے؟ جا کر سیدھا عزی بجائی سے بات کر۔" اسپیکر میں صنوبر کی شرارت بھری آواز ابھری جس پر ماہ جبین تپ اُٹھی۔

"میری یہاں جان پر بنی ہے اور تجھے مذاق سوجھ رہا ہے۔"

"یار!! صنوبر ٹھیک کہہ رہی ہے۔" ثمرین اور ادیبہ ایک ساتھ بولیں۔

"تم دونوں بہنیں اس موٹی عورت کی ہاں میں ہاں نہ ملاؤ۔" ماہ جبین غصے سے بولی۔ جس پر
 ثمرین اور ادیبہ کی ہنسی چھوٹ گئی۔ جبکہ صنوبر کو دوہرا صدمہ لگا۔
 "اے اے اے اے!! موٹی کس کو بولا۔۔۔؟ اوپر سے عورت۔"
 "بکواس بند کرو اور مدے پر آؤ۔"

"ماہ جبین تم کو عزام بھائی سے ہی بات کرنی چاہیے۔ آج تک انہوں نے ہی تمہیں ہر
 مسئلے سے نکالا ہے۔ اب بھی وہ سب سنبھال لینگے۔" ادیبہ سمجھاتے ہوئے بولی۔
 "نہیں!! یہ بات میں نے اُن سے چھپائی ہے۔ وہ اس بات پر ناراض ہوں گے۔" اس
 کے لہجے میں بے بسی درآئی۔
 "تو کیا ہوا؟ وہ جتنا بھی ناراض ہوں لیکن تمہارے ہر مسئلے کو حل کر دیتے ہیں۔ اب بھی کر
 دینگے۔"

"ہاں!! ثمرین ٹھیک کہہ رہی ہے۔ غزی دل کے بہت اچھے ہیں۔" صنوبر ثمرین کی ہاں
 میں ہاں ملاتی شرارت سے بولی۔
 "تجھے تو میں کل بتاتی ہوں۔ اب ڈنر کا ٹائم ہو رہا ہے۔ تم لوگوں سے کل بات ہوگی۔
 بائے۔"

اس نے کہتے ہی فون کاٹ دیا۔ دل کسی بھی طرح سے مطمئن نہیں ہو رہا تھا۔ تاہم اب جب سمندر میں کشتی اُتار ہی دی تھی۔ تو کسی کنارے تو لگانا ہی تھا۔

سب ہی ڈائننگ ٹیبل پر موجود ڈز کرنے میں مصروف تھے۔ کھانا پُر سکون ماحول میں کھایا جا رہا تھا۔ ماہ جبین نے منہ میں نوالہ ڈال کر ایک نظر سامنے نشست پر بیٹھے صدیق صاحب کو دیکھا۔ پھر سامنے موجود عزام کو۔

"اففف!! کہاں پھنس گئی۔"

عزام پر نظریں جمائے سوچنے لگی ساتھ میں منہ بھی چل رہا تھا۔ تبھی اس کی نظریں محسوس کر کے عزام نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ عزام نے بھنویں اُچکائیں۔ جیسے پوچھ رہا ہو "کیا"۔

ماہ جبین فوراً نفی میں سر ہلاتی واپس اپنی پلیٹ پر جھک گئی۔

"اللہ جی! مجھے ہمت دے۔ آج تو میں گئی کام سے۔" منہ بسور کر سوچتی، ایک اور نوالہ منہ

میں ڈالا۔

"چائے کمرے میں بھجوادے گا۔ میں کمرے میں جا رہا ہوں۔" صدیق صاحب کھانا ختم کرتے ہوئے اُٹھے۔

سب تقریباً کھانا ختم کر چکے تھے۔ تبھی انہیں اُٹھتا دیکھ ماہ جبین بھی فوراً اپنی کرسی چھوڑ کر اُٹھی۔

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے ماموں جان۔"

ماہ جبین کی آواز پر وہاں موجود ہر شخص نے چہرہ اُٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ سلما مامی کے چہرے پر بیزاری در آئی۔

"لو!! شروع ہو گیا اس کا ڈرامہ۔"

"ٹھیک ہے بیٹا!! میرے پیچھے آؤ۔" وہ کہہ کر مڑنے لگے کہ ایک بار پھر وہ بولی۔

"نہیں ماموں جان!! مجھے یہیں۔۔۔ سب کے سامنے بات کرنی ہے۔"

"ایسی کیا بات ہے؟" ان کے چہرے پر الجھن واضح تھی۔

عزام بھی الجھن بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ یہ پہلی بار تھا۔ اس کے علم میں لائے بغیر وہ کچھ کرنے جا رہی تھی۔ کہنے جا رہی تھی۔

"ماموں جان!! وہ میں۔۔۔"

"کیا بات ہے؟ بولو؟ آج سے پہلے تم نے کبھی اتنا تو نہیں سوچا۔" وہ اس کے بات ادھوری چھوڑنے پر بولے۔

"وہ میں نے" اریسمس منڈس ایکسچینج پروگرام" کے لیے اپلائی کیا تھا اور مجھے اسکا رشپ بھی مل گئی ہے۔ جس کے باعث مجھے پانچ مہینے کیلئے فرانس جانا پڑے گا، اسٹڈی کرنے۔" ماہ جبین کی بات پر ڈاننگ ہال میں ایک لمحے کے لیے سناٹا چھا گیا۔ سب شاکڈ سے اسے دیکھ رہے تھے۔ تبھی سلما مامی کی آواز نے اس خاموشی کو توڑا۔

"میں کہتی تھی نا!! اسے اتنی چھوٹ مت دیں۔ دیکھ لیا انجام اب اس گھر کی لڑکیاں اکیلی ملک سے باہر جائیگی۔ یہ تو پہلے ہی آوارہ ہے۔ وہاں جا کر اور بگڑ جائے گی۔" سلما مامی کی بات پر اس نے ان کی طرف دیکھا۔ زبان میں شدت سے کچھ اٹا سنانے کی کھلی ہوئی۔ لیکن۔۔۔ اس نے ایک نظر صدیق صاحب اور دوسری عزام پر ڈالی۔ وہ اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"اففف رے قسمت!! ان کے سامنے تو کچھ بول بھی نہیں سکتی۔" نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے وہ یہ کڑوا گھونٹ خاموشی سے پی گئی۔

"یہ سب کیا ہے ماہ جبین؟ جب سب کچھ خود طے کر لیا تب تم ہمیں بتا رہی ہو۔ ہم سے پوچھنا تک گوارہ نہیں کیا۔" وہ غصے سے بولے جس پر ماہ جبین کا سر شرم سے جھک گیا۔ مناب اور علایہ بیگم افسوس سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"سوری ماموں جان!! مجھ سے غلطی ہو گئی۔" سر جھکا کر کہتے اس نے چور نظر سے عزام کو دیکھا۔ جو بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ جس نے اتنی بڑی بات اس سے چھپائی تھی۔ "آپ کہیں نہیں جائیگی اور اب سب اپنے کمرے میں جائیں۔"

"لیکن ماموں جان۔۔۔"

"ہم اپنا فیصلہ سنا چکے ہیں۔" وہ درشت لہجے میں کہتے وہاں سے چلے گئے۔ سلما مامی بھی ایک کٹیلی نظر اس پر ڈالتی ان کے پیچھے چل دیں۔

اس نے ایک نظر باقی سب پر ڈالی جو خاموش تماشائی بنے کھڑے تھے۔ وہ پلکیں جھپکا کر آنسو پر بند باندھتی وہاں سے چلی گئی۔ عزام کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

وہ چھت پر دیوار کے ساتھ لگی بیٹھی بھگی آ نکھوں سے آسمان پر نظر آتے چاند کو دیکھ رہی تھی۔ دائیں جانب پھولوں سے سجے گئے موجود تھے۔ جن سے اُٹھتی گلاب کی خوشبو ذہن کو سکون بخش رہی تھی۔

اس نے نظریں جھکا کر فرش پر دیکھا جہاں اس کے سائے کے ساتھ ایک اور سایہ نظر آنے لگا تھا۔ اس نے چہرہ بائیں جانب موڑا جہاں تھوڑے فاصلے پر وہ بیٹھا آسمان کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے بھی چہرہ موڑ کر نظر واپس آسمان پر جمادیں۔

"آپ ناراض ہیں؟"

"مجھے ایسا کوئی حق نہیں۔"

اس کے جواب پر ایک بار پھر اس نے عزائم کی طرف دیکھا وہ سنجیدہ سا سامنے دیکھ رہا تھا۔ ادھر گلاب کے پھول بھی رک کر دلچسپی سے انہیں سننے لگے۔

"پوچھیں گے نہیں کیوں نہیں بتایا؟"

"آپ مجھے بتانے کی پابند نہیں۔"

ماہ جبین نے چہرہ واپس آسمان کی طرف کر لیا۔ جہاں موجود چاند بھی سانس روکے انہیں سننے لگا۔

"آپ چچی جان کی باتوں پر رو رہی ہو؟"

عزام کی بات پر گلاب کے پھول بھی اس کا جواب سننے کے لیے بے چین ہو گئے۔
آسمان پر موجود چاند خاموشی سے انہیں سن رہا تھا۔

"میرا دل کرتا ہے۔ اس گھر سے کہیں دور چلی جاؤں۔ کسی ایسی جگہ جہاں سکون ہو۔ نہ کسی کے طعنے ہوں، نہ کسی کے الزام۔"

وہ اس کے سوال کو نظر انداز کر کے بولی۔ گلاب کے پھول بھی اس کے غم میں افسردہ ہونے لگے۔

"یہ آپ کا اپنا گھر ہے۔ آپ کو کہیں جانے کی ضرورت نہیں۔"

آسمان پر موجود چاند نے بھی اس کی تائید کی۔

"اپنا گھر وہی ہوتا ہے۔ جو پیسوں سے خریدا جائے۔ جہاں صرف آپ کا حق ہو۔ نہ باپ کے گھر سے جانے کا دوکھ ہو، نہ سسرال سے نکالے جانے کا خوف۔ پھر چاہے وہ ایک کمرے کا ہی کیوں نہ ہو پر آپ کا ہو۔"

اب کی بار عزام نے چہرہ اس کی جانب موڑا جواب سامنے نظر آتے ان دونوں کے سائے کو دیکھ رہی تھی۔ دائیں جانب گلاب کے پھول کان لگائے اس کے جواب کے منتظر تھے۔ چاند بھی جواب سننے کو بیتاب ہوا۔

"گھر سے جانے کے بجائے، فی الحال آپ فرانس جانے کی تیاری کریں۔"

عزام کی بات پر اس نے ایک جھٹکے سے اس کی طرف دیکھا۔ گلاب کے پھول بھی حیران ہوتے اسے دیکھ رہے تھے۔ چاند مسکراتا ہوا بادل میں چھپ گیا۔

"لیکن ماموں جان۔۔۔"

"میں ان سے ہی بات کر کے آ رہا ہوں۔ وہ مان گئے ہیں۔"

اس کے کہتے ہی آسمان پر چاند ایک بار پھر جگمگا اٹھا۔

"لیکن آپ نے کیسے؟"

وہ حیران نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔ گلاب کے پھولوں میں بھی تجسس پیدا ہوا۔

"وہاں اسامہ ہے۔"

اور اس ایک بات نے ماحول میں خاموشی طاری کر دی۔ جھومتے گلاب رک سے گئے۔

چاند بادلوں میں چھپ سا گیا۔

"آپ نے ایسا کیوں کیا؟ میں۔۔۔ میں۔" مارے بے بسی کے اس سے بولا نہیں گیا۔

"اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔"

عزام نے اسے دیکھا جواب غصے سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"میں نہیں چاہتی اُن کو میرے فرانس جانے کی خبر ہو۔"

اس کے کہنے پر عزام نے سامنے کی طرف دیکھا جہاں ان دونوں کے سائے نظر آ رہے تھے۔

"میں نے ایسا صرف چچا جان کو راضی کرنے کے لیے کہا ہے۔ باقی جیسا آپ چاہو گی ویسا ہی ہوگا۔"

"میں وہاں اسامہ کی وجہ سے نہیں جا رہی۔"

"اگر جا بھی رہی ہو تو غلط نہیں وہ آپ کا شوہر ہے۔"

عزام اٹھ کھڑا ہوا۔ ماہ جبین نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ چاند نے بھی بادلوں سے جھانکا۔ گلاب کے پھولوں نے بھی اسے وہاں سے جاتے دیکھا۔ فرش پر پڑتا سایہ اب غائب ہو چکا تھا۔ اب وہاں بس ایک سایہ رہ گیا تھا۔ ماہ جبین کا سایہ۔

وہ سیر پھیاں اترتا نیچے جا رہا تھا۔ ماہ جبین چہرہ موڑے اسے دیکھتی رہی تبھی آٹھ سال پہلے کا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے لہرا گیا۔

"میں اپنے جوان بیٹے کی شادی ایک بچی سے نہیں کروں گی۔ یہ ظلم میں کبھی نہیں ہونے دوں گی۔"

بارہ سال کی ماہ جبین لاؤنج میں بیٹھی کھیل رہی تھی۔ جب شاہ بی بی کے کمرے سے سلما مامی کی آواز سنائی دی۔

"وہ بن ماں باپ کی بچی ہے۔ ہم چاہتے ہیں ماہ جبین کی شادی ہو جائے تو اس کے سر کا سائیں اس کی ذمہ داری اٹھالے۔"

شاہ بی بی کے منہ سے اپنا نام سننے ہی وہ کھلونے وہیں چھوڑ کر دروازے کے قریب چلی گئی۔ اب آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔

"تو عزام بھی تو ہے۔ وہ تو اسامہ کا ہی ہم عمر ہے۔ آپ اس سے کرا دیں۔"

"نہیں سلما بیگم!! عزام ایک غیر ذمہ دار مرد ہے اور ہم ماہ جبین کو ذمہ دار ہاتھوں میں سونپ کر اس دنیا سے جانا چاہتے ہیں۔"

"لیکن۔۔۔"

"بس کریں سلما بیگم۔ جیسا اماں جان چاہتی ہیں۔ ویسا ہی ہوگا۔ اگر وہ چاہتی ہیں اسامہ ماہ جبین کی شادی ہو تو ضرور ہوگی۔"

صدیق صاحب سلما بیگم کی بات کاٹتے ہوئے دو ٹوک لہجے میں بولے۔

ان کی آواز کے ساتھ ہی ماضی کا منظر غائب ہو گیا۔ وہ پھر سے حال میں آگئی۔ جہاں گلاب کے پھول اسے دیکھ رہے تھے۔ چاند بھی خاموش بنا اس کی سوچ پڑھ رہا تھا۔ جب انہوں نے اسے بڑبڑاتے سنا۔

"ماضی کا سب سے غیر ذمہ دار مرد حال کا سب سے زیادہ ذمہ دار نکلا۔"

"آپ ایسے کیسے اسے ملک سے باہر جانے کی اجازت دے سکتے ہیں؟ اپنی بیٹی کو تو آپ نے کبھی اکیلے گھر سے باہر جانے نہیں دیا اور اس لڑکی کو آپ ملک سے باہر بھیج رہے ہیں۔" سلما بیگم الماری میں کپڑے رکھتے ہوئے جھنجھلا کر بولیں۔

جب سے صدیق صاحب نے ماہ جبین کو فرانس جانے کی اجازت دی تھی۔ تب سے ہی سلما بیگم کا احتجاج شروع ہو گیا تھا اور آج صبح سے تو وہ اور بھی بھڑکی ہوئی تھیں۔ کیونکہ رات کی فلائٹ سے ہی ماہ جبین کو فرانس کے لیے روانہ ہونا تھا۔

"ہم نے کچھ سوچ سمجھ کر ہی فیصلہ کیا ہے۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ ہمیں ماہ جبین پر پورا بھروسہ ہے۔ وہ کوئی ایسا کام نہیں کرے گی جس سے ہمیں اپنے فیصلے پر شرمندگی ہو۔" صدیق صاحب جو باہر جانے کی تیاری کر رہے تھے۔ انہیں پھر شروع ہوتے دیکھ ٹالنا چاہا۔

ماہ جبین اور عزام کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ صدیق صاحب نے ماہ جبین کو فرانس جانے کی اجازت وہاں اسامہ کی موجودگی کی وجہ سے دی ہے۔

"آپ لوگوں کی دمی ہوئی ڈھیل کا نتیجہ ہے۔ جو وہ اتنی من مانی کرتی ہے۔ ورنہ مناب کو ہی دیکھ لیں۔ زرا جو میری بچی نے کبھی آپ کے سامنے کچھ بولا ہو۔"

سلما بیگم کا غصے سے برا حال ہو رہا تھا۔ وہ نہیں چاہتی تھیں۔ اسامہ اور ماہ جبین کبھی ایک دوسرے سے ملیں اور پھر ماہ جبین کا فرانس جانا، یہ ناممکن تھا ایک شہر میں ہوتے ہوئے وہ ایک دوسرے سے نہ ملیں۔ مگر یہ بات وہ زبان پر نہیں لاسکتی تھیں۔

"ہم نے فیصلہ کر لیا ہے۔ آپ فکر نہیں کریں اور اب ہمیں اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنی۔" وہ دو ٹوک انداز میں کہتے کمرے سے نکل گئے۔ سلما بیگم تمللا کر رہ گئیں۔

urdu
novels mania

چاروں ریسٹورینٹ میں بیٹھی اپنے آرڈر کا انتظار کر رہی تھیں۔ اسکا لرشپ ملنے کی خوشی میں اس کا بل ماہ جبین کی جیب سے ہی ادا ہونا تھا۔ اسی بات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے صنوبر کئی طرح کی ڈشز آرڈر کر چکی تھی۔

"موٹی اس کے بعد اگر تو نے کچھ اور منگوایا تو بل بھی پھر تو ہی ادا کرے گی۔" ماہ جبین اسے آنکھیں دکھاتی ہوئی بولی۔

"نچوس!! ہمارا پلان تو پارٹی کا تھا۔ مگر آج رات جب تم فرانس جا رہی ہو تو اب ہمیں ٹریٹ دے رہی ہو۔" صنوبر نے بھی اسے گھوری سے نوازا۔

"اچھا بس اب تم دونوں لڑنا مت شروع ہو جانا۔" ان کو شروع ہوتے دیکھ ادیبہ فوراً نیچ میں آئی۔ ماہ جبین منہ بناتے ہوئے ثمرین کی طرف متوجہ ہو گئی۔ جوان دونوں کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

"اگر تم شادی کے جھنجھٹ میں پڑنے کے بجائے اسکا لرشپ کیلئے اپلائی کرتی تو مجھے پورا یقین ہے۔ ہم دونوں ایک ساتھ فرانس جا رہے ہوتے۔"

ماہ جبین نے خفگی سے کہا تو ثمرین کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔

"اللہ کو شاید یہ ہی منظور تھا۔ اور ویسے بھی اس کی حق دار صرف تم ہی ہو۔ تم ہم سب سے دو، تین سال چھوٹی اور زیادہ قابل ہو۔ اتنی کم عمری میں تعلیم کے میدان میں یہاں تک پہنچنا اعزاز کی بات ہے۔" ثمرین خلوص دل سے بولی۔ ماہ جبین مسکرا دی۔

وہ شروع سے ہی پڑھائی میں اچھی رہی تھی۔ اس نے اسکول میں بھی دو تین بار کلاس جمپ کر کے وقت سے پہلے ہی اپنا میٹرک تک کا سفر مکمل کر لیا تھا اور اب یونی میں بھی وہ ایک قابل اسٹوڈنٹ جانی جاتی تھی۔ جس کے باعث ٹیچر سے لے کر یونی کے ہر ایک

دوست نے اسے اسکا لرشپ کیلئے اپلائی کرنے پر زور دیا تھا۔ جس پر اس نے ہارمانتے ہوئے اپلائی کر بھی دیا تھا۔

"پر تم لوگوں کے بغیر پتہ نہیں وہاں کیسے دل لگے گا۔" وہ اداسی سے بولی۔

"پانچ مہینے کی بات ہے بس اور تمہیں تو خوش ہونا چاہیے اس بہانے تم "پیرس" بھی گھوم لوگی۔"

"یہ بات تو ہے۔ چلو اب کھانا شروع کرو۔"

شمرین کی بات پر مسکرا کر کہتی وہ کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی۔ جوان کی باتوں کے دوران ہی ویسٹریبل پر رکھ کے جا چکا تھا۔

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

"چچا جان آپ نے بلایا۔" وہ کمرے کے دروازے پر کھڑا ادب سے صدیق صاحب کو دیکھتے ہوئے بولا۔ جو بیڈ پر بیٹھے کوئی کتاب پڑھ رہے تھے۔

"ہاں عزام!! آؤ بیٹھو۔" انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے اپنے سامنے بیٹھنے کو کہا۔ عزام چلتا ہوا ان کے سامنے آ بیٹھا۔

"جی چچا جان کوئی کام تھا؟" اس کے کہنے پر صدیق صاحب نے ہاتھ میں پکڑی کتاب اور اپنا چشمہ اتار کر سائنڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔

"ہاں!! ماہ جبین کی آج رات کی فلائٹ ہے۔ تم نے اسامہ کو اس کی آمد کی خبر کی؟" ان کے پوچھنے پر عزام گلا کھنگار کر گویا ہوا۔

"چچا جان مجھے فون پر بات کرنا مناسب نہیں لگا۔ اس لیے سوچا میں ماہ جبین کے ساتھ ہی جا رہا ہوں تو خود مل کر اسامہ سے بات کر لوں گا اور اچھے سے سمجھا دوں گا کہ وہ ماہ جبین کا خیال رکھے۔ ویسے بھی ماہ جبین اس کے ساتھ رہے گی تو شاید اسامہ اس رشتے کو قبول کر لے۔"

عزام کے کہنے پر وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولے۔

"ہاں!! تم ٹھیک کے رہے ہو۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ تبھی ہم نے ماہ جبین کو اجازت دی ہے وہاں جانے کی۔"

"آپ فکر نہیں کریں چچا جان ہماری ماہ جبین سمجھدار ہے۔ وہ کوئی ایسا کام نہیں کرے گی جس سے ہماری عزت خراب ہو اور پھر میں بھی تو اس کے ساتھ جا رہا ہوں سب کچھ خود دیکھ کر واپس آؤں گا۔" عزام نے ان کے چہرے پر فکر مندی دیکھتے ہوئے یقین دلایا۔

"ہم جانتے ہیں ماہ جبین بہت اچھی بچی ہے۔ پر ڈر تو لگتا ہی ہے۔ لڑکی ذات جو ہے۔ اس لیے اگر کچھ غلط ہوا تو میں اپنی مرحوم بہن کو کیا جواب دوں گا۔"

بہن کا ذکر آتے ہی صدیق صاحب افسردہ سے ہو گئے۔ عزام نے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تسلی دینی چاہی۔

"چلو اب تم بھی جا کر تیاری کرو کچھ گھنٹوں بعد تم دونوں کو انیسر پورٹ پہنچنا ہے۔"

"جی ٹھیک ہے۔" وہ اثبات میں سر ہلاتا اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ صدیق صاحب ایک بار پھر نظر کا چشمہ لگا کر کتاب پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

"آپی کیا میں اندر آ جاؤں؟"

ماہ جبین کی آواز پر کپڑے استری کرتی مناب نے سر اٹھا کر اسے دیکھا جو نیلے رنگ کے شلوار قمیض میں ملبوس مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھی۔ مناب بھی مسکرا دی۔

"بالکل آ جاؤ۔ یہ بھی بھلا کوئی پوچھنے والی بات ہے۔" مناب کے کہتے ہی وہ صوفے پر جا کر بیٹھ گئی۔ نظریں مناب پر جمی تھیں۔

"کیا ہوا؟ کوئی بات ہے؟"

ماہ جبین کی نظریں خود پر جمی دیکھ مناب نے بھنویں اچکا کر پوچھا۔

"جی!! اگر میں آپ سے کچھ مانگوں تو آپ انکار تو نہیں کریں گی؟"

"تم کب سے تمہید باندھنے لگ گئیں۔ جو بھی بات ہے کھل کر بولو۔" مناب مسکرا کر

بولی۔ جس پر ماہ جبین جھنپ گئی۔

"پہلے وعدہ کریں۔"

"اچھا بابا!! وعدہ۔ بولو کیا بات ہے۔"

مناب استری بند کرتی اسے پاس ہی صوفے پر آ کر بیٹھ گئی۔

"میں فرانس جا رہی ہوں۔ آپ یہ بات اسامہ کو نہیں بتائیں گی اور نہ سلما مامی کو بتانے

دینگے۔"

ماہ جبین کی بات پر مناب اسے دیکھتی رہ گئی۔ پھر اپنی حیرت پر قابو پاتی ہوئی بولی۔

"لیکن ماہ جبین مجھے لگا تھا۔ تم بھائی کی وجہ سے فرانس جا رہی ہو۔"

"پلیز آپی!! ایسا کچھ نہیں ہے۔ میں زبردستی ان کے سر مسلط نہیں ہونا چاہتی۔ میں وہاں

بس پڑھائی کی وجہ سے جا رہی ہوں اور اس بہانے پر سبھی گھوم لوں گی۔"

ماہ جبین نے اکتا کر کہا۔ مناب خاموشی سے اسے دیکھتی رہی اس کا اسامہ سے گریز کی وجہ وہ اچھی طرح جانتی تھی۔

"ماموں جان تو ناراضگی کی وجہ سے اسامہ سے بات نہیں کرتے اور نہ ہی کسی اور کی اسامہ سے بات ہوتی۔ صرف آپ اور سلما مامی ہیں۔ جن سے اسامہ کی اکثر بات ہو جاتی ہے۔

اس لیے آپ وعدہ کریں کہ آپ انہیں میرے بارے میں کچھ نہیں بتائیں گی۔"

ماہ جبین اپنا ہاتھ اس کے سامنے کرتے ہوئے بولی۔ مناب نے نہ چاہتے ہوئے بھی اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"ٹھیک ہے پر تم اپنا خیال رکھنا۔"

وہ بڑی بہن کی طرح فکر مندی سے بولی۔ ماہ جبین مسکراتے ہوئے اس کے گلے لگ گئی۔

"آپ بہت پیاری ہو آپی۔ اب سمجھ آیا۔ حمزہ بھائی آپ پر اتنے فدا کیوں ہیں۔"

"بدماش۔"

www.urdu novels mania.com

مناب نے صوفے پر رکھا کیشن اٹھا کر اسے مارنا چاہا مگر اس سے پہلے ہی ماہ جبین ہنستی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔

"امی جان جلدی کریں۔ انیر پورٹ کے لیے نکلنا بھی ہے۔"

عزام گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے بولا۔ جس میں سونیاں آٹھ بج رہی تھیں۔

"صبر کرو لڑکے!! پہلے مجھے اپنی بیٹی کی صحیح سے نظر اتارنے دو۔"

علایہ بیگم عزام کو گھورتی ماہ جبین کی نظر اتارنے لگیں۔ ماہ جبین مسکراتی ہوئی ماں بیٹے کی نوک جھونک دیکھ رہی تھی۔

"بیٹا دھیان سے جانا اور وہاں کوئی شرارت نہیں اچھی لڑکیوں کی طرح رہنا ہے۔ سمجھی؟" وہ انیر پورٹ کے لیے روانہ ہو رہی تھی۔ اس لیے سب سے مل کر آخر میں وہ علایہ بیگم پاس چلی آئی۔

"رہنے دیں امی جان!! کس کو نصیحت کر رہی ہیں۔ ان محترمہ کی ہمارے سامنے شرارتیں ختم نہیں ہوتیں تو پیٹھ پیچھے کیسے باز رہیں گی۔"

عزام سنجیدہ چہرے سے بولا۔ جبکہ آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔ ماہ جبین نے اسے گھوری سے نوازا۔

"مامی جان انہیں سمجھالیں۔ اب میں ایسی بھی حرکتیں نہیں کرتی۔" وہ منہ بنا کر بولی۔ جس پر علایہ بیگم مسکرا دیں۔

"مت تنگ کرو عزام میری بیٹی کو ورنہ مار کھاؤ گے۔"

"اچھا بابا نہیں کرتا۔ اب چلیں ورنہ فلائٹ منکل جائے گی۔"

عزام کے کہنے پر وہ اثبات میں سر ہلاتی علایہ بیگم اور عزام کے ساتھ کمرے سے منکل کر لاؤنج میں آگئی۔ جہاں صدیق صاحب اور باقی سب موجود تھے۔

"میں بس نانی جان سے مل کر آئی۔"

ماہ جبین کہتے ہوئے شاہ بی بی کے کمرے میں چلی گئی۔ سامنے ہی بیڈ پر وہ لیٹی تسبیح پڑھ رہی تھیں۔

"اچھا نانی جان اب میں چلتی ہوں۔"

وہ شاہ بی بی کے سامنے سر جھکاتے ہوئے بولی۔ انہوں نے اپنا کانپتا ہوا جھریوں زدہ ہاتھ اس کے سر پر رکھ دیا۔ ایک سال پہلے فالج کے اٹیک نے انہیں بستر سے لگا کر رکھ دیا تھا۔ جس کے بعد گھر کی ساری ذمہ داری صدیق صاحب کے کندھوں پر آگئی تھی۔

"میں جلد آ جاؤں گی نانی جان۔ آپ بس میرے لیے دعا کرے گا۔" وہ ان کے ہاتھ پر بوسہ دیتی کمرے سے باہر منکل گئی۔

لاؤنج میں آ کر سب سے سلام دعا کے بعد وہ عزام اور صدیق صاحب کے ساتھ ایئر پورٹ کے لیے روانہ ہو گئی۔ جہاں زندگی کا ایک نیا سفر اس کے انتظار میں بیٹھا تھا۔

ایک ہاتھ میں کافی کا کپ پکڑے وہ وائٹ شرٹ اور بلیک ڈریس پینٹ میں ملبوس بالکنی میں کھڑا تھا۔ شام کا وقت اور ڈوبتے سورج کا منظر ایک الگ لطف دے رہا تھا۔ کافی کا گھونٹ بھرتے وہ سامنے نظر جمائے ہوئے ماحول سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ دفعتاً اس کا فون بج اُٹھا۔ اس پینٹ کی جیب سے موبائل نکال کر دیکھا تو امی جان کالنگ کے لفظ جگمگا رہے تھے۔ اس نے فون ریسیو کر کے کان سے لگایا۔

"السلام علیکم!!"

"وعلیکم السلام!! کیسا ہے میرا بچہ؟"

"میں بالکل ٹھیک ہوں امی جان۔ آپ بتائیں کیسے کال کی؟"

اسنے کہتے ہوئے ہاتھ میں بندھی گھڑی میں وقت دیکھا۔ جہاں چھ بج رہے تھے۔ جبکہ فرانس سے تین گھنٹے آگے ہونے کے باعث پاکستان میں اس وقت نو بج رہے تھے۔

"تمہاری یاد آ رہی تھی بیٹا!! اپنی ماں کو تو سزا مت دو واپس آ جاؤ۔" وہ بولیں تو آواز میں نمی صاف واضح تھی۔

"امی جان آپ جانتی ہیں پھر بھی وہی باتیں لے کر بیٹھ جاتی ہیں۔" وہ اکتا کر بولا۔

"اچھا تم ناراض مت ہو۔ یہ بتاؤ کیا تمہیں عزام یا تمہارے بابا سائیں نے کال کی؟" سلما بیگم نے اپنے خدشے کے تحت پوچھا۔

"نہیں کیوں؟ کیا انہوں نے کہا تھا کال کرنے کا؟"

"نہیں میں کوشش کر رہی ہوں نا۔ تمہارے بابا سائیں تمہاری جان ماہ جبین سے پھڑا کر تمہیں دوسری شادی کی اجازت دے دیں۔ بس اسی وجہ سے پوچھا شاید ان کا دل تمہاری طرف سے نرم ہو گیا ہو۔"

اسامہ کی بات پر وہ سکھ کا سانس لیتے ہوئے بولیں۔

"ان کا دل ان آٹھ سالوں میں نرم نہیں ہوا تو اب کیا ہوگا۔" اسامہ تلخی سے کہہ رہا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس کے دل میں بدگمانی بڑھتی جا رہی تھی۔

"ایسی بات نہیں ہے بیٹا۔ دیکھنا جلد تمہارے بابا سائیں تمہیں اس بے جوڈرشتے سے آزاد کر دیں گے۔" وہ پر یقین لہجے میں بولیں۔ ان کی بات پر اسامہ گہرا سانس لے کر رہ گیا۔

"انشاء اللہ امی جان!! جیسا آپ کہہ رہی ہیں ایسا ہی ہو۔"

"ایسا ہی ہوگا میرے بچے۔ بس تم اپنا خیال رکھنا۔"

آپ بھی امی جان۔ چلیں اب آپ سے بعد میں بات کرتا ہوں۔ اللہ حافظ۔"

فون بند کر کے اس نے واپس جیب میں رکھ لیا۔ نظریں ابھی بھی اس حسین منظر پر جمی تھیں۔ ان آٹھ سال میں اس نے کاروبار کی دنیا میں اپنا ایک نام بنالیا تھا۔ جہاں لوگوں میں بزنس ٹائیکون کی حیثیت سے جانا جاتا تھا۔ وہیں اپنوں میں اس کی شناخت کہیں کھوکے رہ گئی تھی۔

صبح کی کرنیں اپنے پنک پھیلاتی اس پھولوں کے شہر کو اپنی لپیٹ میں لے چکی تھیں۔ ایسے میں انیر پورٹ سے باہر نکل کر اس نے ایک طویل انگرٹائی لی اور گھر سے سانس کے ساتھ پیرس کی ہوا کو اپنے اندر اُتار کر اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا جہاں سے عزام اس کا سامان ساتھ لیے اس کے پاس ہی آ رہا تھا۔

www.urdu novels mania

"کتنا پیارا موسم ہے نا۔ صبح کے گیارہ بج رہے ہیں اور ابھی بھی ایسا لگ رہا ہے۔ جیسے سات، آٹھ بج رہے ہوں۔"

"بالکل ٹھیک لگ رہا ہے میڈم!! آپ کی گھڑی پاکستان کے گیارہ بج رہی ہے۔ جبکہ یہاں آٹھ بج رہے ہیں۔"

عزام نے مسکرا کر کہتے قریب ہی موجود دیوار پر لگی گھڑی کی طرف اشارہ کیا جو آٹھ بج رہی تھی۔

"اوو!! تبھی میں بولوں موسم اتنا پیارا کیوں ہو رہا ہے۔ ورنہ اس ٹائم تک تو پاکستان میں کڑا کے کی دھوپ نکل آتی۔"

ماہ جبین اپنے ہاتھ میں موجود گھڑی کا ٹائم ٹھیک کرتی آگے قدم بڑھانے لگی۔ ساتھ میں زبان بھی چل رہی تھی۔

"یہ پاکستان نہیں پیرس ہے۔ یہاں ایسی دھوپ گیارہ بجے کے وقت بھی نہیں پڑے گی۔"

وہ لوگ چلتے ہوئے گاڑیوں کی طرف آگئے۔ جہاں وہ لڑکا اس کے نام کا بورڈ پکڑے کھڑا تھا۔ ساتھ ایک خوبصورت سی لڑکی بھی تھی۔

"ہیلو۔۔۔ ماہ جبین!!" www.urdu novelsmania.com

ماہ جبین نے ہاتھ ہلا کر اس لڑکے کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہیلو!!"

لڑکا مسکرا کر بولا اور آگے بڑھ کر عزام سے مصافحہ کرنے لگا۔

"ویلکم ٹو پیرس!!"

لڑکی بھی مسکرا کر کہتی ماہ جبین کے گلے لگ گئی۔

"میں" روبرٹ "اور یہ" کیلین "ہے۔"

روبرٹ نے شائستہ انگریزی میں اپنے ساتھ ساتھ پاس کھڑی لڑکی کا بھی تعارف کرایا۔

"اور مجھے تو جان ہی گئے ہیں۔ یہ میرے کزن ہیں عزام۔ انہیں یہاں بزنس کے سلسلے میں

کچھ کام تھا۔ تو میرے ساتھ ہی آ گئے۔"

ماہ جبین نے تعارف کرانے کے ساتھ بڑی صفائی سے جھوٹ بولا۔ جس پر عزام بس اسے گھور کر رہ گیا۔

"تو یہ بھی ہمارے ساتھ جائینگے؟" کیلین عزام کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"جی ہاسٹل تک ہمارے ساتھ ہی جائینگے۔"

"ٹھیک ہے پھر چلتے ہیں۔"

ماہ جبین کی بات پر روبرٹ نے کہتے ہوئے گاڑی کی طرف اشارہ کیا۔ ان سب کے بیٹھتے

ہی روبرٹ نے بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر گاڑی آگے بڑھا دی۔

"ویسے عزی آپ کا میرے ساتھ آنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ پلین میں بھی آپ کی سیٹ

الگ تھی اور اب یہاں بھی گانڈ کرنے کے لیے یہ لوگ موجود ہیں۔"

عزام بھی اس کے ساتھ ہی پکھلی سیٹ پر بیٹھا تھا۔ روبرٹ اور کیلین کی موجودگی کی وجہ سے وہ اب اردو میں بولنے لگی۔

"یہ چچا جان چاہتے تھے کہ میں آپ کو یہاں تک چھوڑنے آؤں۔ لیکن آپ نے ان لوگوں سے جھوٹ کیوں بولا؟ مجھے بزنس کا کچھ کام ہے؟" عزام نے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"تو کیا بولتی؟ مجھ پر نظر رکھنے کے لیے آپ یہاں تک آئے ہیں؟ کیا سوچتے یہ لوگ کیسی چھوٹی سوچ کے مالک ہیں ہم۔" منہ بنا کر بولتی اب وہ شیشے کے پار دیکھنے لگی۔

"اسے نظر رکھنا نہیں بلکہ خیال رکھنا کہتے ہیں ماہین۔ یہ باتیں آپ تب سمجھو گی جب آپ خود ماں بنو گی۔ تب آپ کو چچا جان کی محبت کا احساس ہوگا۔ جب پتہ چلے گا ماں باپ اپنے بچے کی حفاظت کیلئے کیا کچھ کرتے ہیں۔" عزام اسے سمجھاتے ہوئے بولا۔ ماہ جبین خاموشی سے راستے میں گزرتی عمارتوں کو دیکھتی رہی۔

کچھ دیر بعد ہی ایک خوبصورت سی عمارت کے سامنے جا کر تھی۔ گاڑی سے نکل کر وہ چمکتی آنکھوں سے اس عمارت کو دیکھنے لگی۔ روبرٹ ان سب کو وہاں چھوڑ کر اپنے جاب کے لیے چلا گیا تھا۔

"ماہین!!"

عزام کی پکار پر اس نے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا۔

"چلو!! اب میں چلتا ہوں۔"

"لیکن آپ۔۔۔"

اچانک ساری خوشی اداسی میں بدلنے لگی۔ اسے سمجھ نہیں آیا کیا بولے۔

"مجھے اسامہ سے بھی ملنا ہے۔ اب چلتا ہوں۔"

"آپ اسامہ کو بتائینگے تو نہیں نامیرے یہاں آنے کے بارے میں؟" وہ ایک آس سے پوچھنے لگی۔

"نہیں!! میں نے کہا تھا نا۔ جیسا آپ چاہو گی ویسا ہی ہوگا۔" اس نے یقین دلایا۔

"ہاسٹل کے اندر تک نہیں چلیں گے ساتھ؟"

ساری خوشی ماند پڑ گئی۔ سب کچھ خالی خالی ویران سالن لگنے لگا۔

"میں کل تک ادھر ہی ہوں ماہین۔ اسامہ سے مل لوں تب تک آپ ہاسٹل دیکھو۔ اس

کے بعد میں آپ کو شاپنگ پر لے چلوں گا۔"

عزام کی بات پر اس کے چہرے کی چمک واپس لوٹ آئی۔ وہ ایک دم خوشی سے اُچھلی۔

"ٹھیک ہے پھر جلدی سے ہو کر آئیں۔"

"بس ابھی آیا۔"

وہ مسکرا کر اسے دیکھتا وہاں سے چلا گیا۔ کیلین جو اتنی دیر سے خاموش کھڑی انہیں دیکھ رہی تھی۔ عزام کے جاتے ہی اس کے پاس چلی آئی۔

"اندر چلیں؟"

"چلو۔"

وہ مسکراتی ہوئی اس کے ساتھ اندر کی جانب بڑھ گئی۔

وہ آفس میں بیٹھا اپنے سامنے کھلی فائل کو دیکھ رہا تھا کہ تبھی اس کا فون بجنے لگا۔ بغیر نمبر پر نظر ڈالے، وہ فون کان سے لگاتا مصروف سے انداز میں بولا۔

"ہیلو!!"

"کیسے ہو یا ر؟ تم تو ہمیں بھول ہی گئے۔"

مسکراتی ہوئی آواز اسامہ کے کانوں سے ٹکرائی۔ اسے ایک لمحہ نہیں لگا تھا۔ اس آواز کو پہچانے میں۔

"عزام میرے بھائی!! کیسا ہے تو یا ر؟"

"الحمد للہ!! بالکل ٹھیک۔ تم کیسے ہو؟"

"میں بھی بالکل ٹھیک ہوں۔ تم بتاؤ گھر پر سب کیسے ہیں؟ تانی امی کیسی ہیں؟" وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ اچانک موڈ خوشگوار ہو گیا تھا۔

"گھر پر سب ٹھیک ہے۔ امی جان بھی اچھی ہیں۔ تم یہ بتاؤ اس وقت ہو کہاں؟"

"میں آفس میں ہوں۔ کیوں؟" عزام کے سوال پر وہ الجھ گیا۔

"کیوں کہ میں تھوڑی دیر میں تمہارے پاس پہنچ رہا ہوں۔" عزام مسکراتا ہوا بولا۔

"کیا!! واقعی تم پیرس میں ہو؟" اسے جیسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا۔

"ہاں!! اور بس تھوڑی دیر میں تمہارے پاس پہنچ رہا ہوں۔ باقی باتیں وہیں مل کر کرینگے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں انتظار کر رہا ہوں۔" بالے۔

اس نے کہہ کر فون کاٹ دیا اور چیر سے ٹیک لگا کر مسکرا نے لگا۔ عزام سے اس کی ملاقات تین سال پہلے ہوئی تھی۔ جب وہ بزنس میٹنگ کے سلسلے میں پیرس آیا ہوا تھا اور اب تین سال بعد وہ ایک بار پھر مل رہے تھے۔ یوں تو اکثر بزنس سے جوڑی خبروں میں اسے عزام کے متعلق معلومات حاصل ہوتی رہتی تھی۔ اکثر فون پر بھی بات ہو جایا کرتی تھی۔ مگر یوں کسی اپنے کو روبرو دیکھنے کی خوشی ہی الگ تھی۔

"یہ تمہارا روم ہے۔ فی الحال تو ابھی کوئی لڑکی نہیں آئی پر جیسے ہی کوئی آئے گی۔ تمہیں اس کے ساتھ روم شیر کرنا پڑے گا۔"

کیلیں اسے روم دکھاتے ہوئے بولی۔ جہاں چار سنگل بیڈ موجود تھے۔ بائیں جانب واش روم بنا ہوا تھا۔ سامنے دیوار پر ایک بڑی سی کھڑکی موجود تھی۔ جس سے باہر کے خوبصورت مناظر واضح طور پر دکھائی دیتے تھے۔

"یعنی تب تک مجھے اکیلے رہنا پڑے گا؟"

اسے ابھی سے سب کی یاد ستانے لگی تھی اور اب اکیلے اس روم میں رہنے کا سن کر اس کا دل اور اداس ہو گیا۔

"نہیں۔ ہو سکتا ہے کوئی آج ہی آجائے۔ پھر میں بھی تو ہوں۔ تمہیں بور نہیں ہونے دوں گی۔"

کیلیں مسکرا کر بولی۔ اسے دیکھ کر ماہ جبین بھی مسکرا دی۔ سنہرے بال، نیلی آنکھوں والی خوبصورت سی کیلیں اسے اچھی لگی تھی۔

"کیا میں آ جاؤں؟"

وہ دروازہ کھول کر مسکراتا ہوا پوچھ رہا تھا۔ اسامہ نے چہرہ اٹھا کر مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اور چیر سے پشت لگا کر آرام سے بیٹھتا ہوا بولا۔

"تمہیں بھی اب اجازت کی ضرورت ہے؟"

"ظاہر ہے بھئی!! فرانس کے بزنس مانیکن کے آفس میں داخل ہونے کے لیے اجازت کی ضرورت تو پڑے گی۔"

وہ چلتا ہوا اس کے سامنے آ رہا۔

"لیکن مجھے نہیں لگتا کہ پاکستان کا وہ بزنس مانیکن جس کے ساتھ مجھ سمیت یورپی کنٹریز کے کئی بڑے بڑے بزنس مین کام کرنا چاہتے ہیں۔ اسے میرے آفس میں آنے کیلئے اجازت کی ضرورت ہے۔"

اسامہ نے کہتے ہوئے ہاتھ کے اشارے سے اسے بیٹھنے کو کہا۔ عزام چیر کھسکا کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"مجھے کبھی کبھی حیرت ہوتی ہے عزام!! ایسا کیا ہوا کہ تم اتنا بدل گئے۔ چھ سالوں میں تم نے بزنس کی دنیا میں اتنی ترقی کر لی۔ ورنہ یاد ہے تمہیں آٹھ سال پہلے تم ہمارے خاندان میں سب سے زیادہ "غیر ذمہ دار انسان" سمجھے جاتے تھے؟"

اسامہ کی بات پر ایک افسردہ سی مسکراہٹ عزام کے لبوں پر آٹھری۔

"کیسے بھول سکتا ہوں۔ اسی ایک بات نے تو مجھے زمین سے اٹھا کر آسمان پر پہنچا دیا۔"

وہ کہتے ہوئے ان گزرے سالوں میں اس دن کو سوچنے لگا جہاں پہلی بار اسے غیر ذمہ دار کہے جانے پر شرمندگی محسوس ہوئی تھی۔

"کیا ہوا امی جان آپ اداس کیوں ہیں؟"

عزام کمرے میں داخل ہو کر علایہ بیگم کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔ جو بے دلی سے اسامہ اور ماہ جبین کے نکاح کے لیے کپڑے استری کر رہی تھیں۔

"میری خواہش تھی۔ ماہ جبین کا نکاح تم سے ہو جاتا۔ بچپن سے ہی مجھے وہ بہت پسند تھی۔

مگر تمہاری اس غیر ذمہ داری کی وجہ سے شاہ بی بی اسامہ سے اس کا نکاح کر رہی ہیں۔"

عزام جواب صوفے پر بیٹھ کر اخبار اٹھانے لگا تھا۔ علایہ بیگم کی بات پر شک ڈسا انہیں دیکھتا رہ گیا۔

"یہ کیا بول رہی ہیں امی جان۔ میں اور ماہ جبین وہ "بارہ" سال کی ہے اور میں "چوبیس" کا۔ اگر شاہ بی بی اس کا نکاح مجھ سے کرانے کیلئے مان بھی جاتیں تو میں تب بھی ایک بچی سے نکاح نہیں کرتا۔"

اسے علایہ بیگم کی بات کا بُرا لگا تھا۔ وہ بھلا کیسے اس کا نکاح بچی سے کرانے کا سوچ سکتی تھیں۔

"تو کیا ہوا؟ اسامہ بھی "چوبیس" کا ہے اور ہمارے مذہب میں یہ گناہ نہیں ہے۔ جو تم اتنا برا مان رہے ہو۔ ویسے بھی چند سال میں وہ جوان ہو جائے گی۔ لڑکیاں تو ویسے بھی دیکھتے ہی دیکھتے بڑی ہو جاتی ہیں۔"

علائیہ بیگم خفگی سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"اچھا چھوڑیں!! اب ویسے بھی کچھ نہیں ہو سکتا۔ آج وہ اسامہ کی بیوی بنے جا رہی ہے۔"

"ہاں!! اگر تم تھوڑا زمہ دار بن جاتے تو آج وہ اسامہ کی بیوی نہ بننے جا رہی ہوتی۔"

وہ غصے سے کہہ کر استری بند کرتیں کمرے سے باہر نکل گئیں۔ عزام وہیں صوفے پر بیٹھا ان کی باتوں کو سوچتا رہا اور یہی وہ دن تھا۔ جب پہلی بار اس کے ذہن نے ماہ جبین کو سوچا تھا۔

"کہاں کھو گئے؟"

اسامہ کی آواز پر اپنی سوچوں سے باہر آتے اس نے چونک کر اسے دیکھا۔
 "کہیں نہیں۔ خیر!! تم بتاؤ۔ تم بھی تو پیرس کے مشہور بزنس مانیکن میں سے ایک ہو۔
 پھر کیوں جل رہے ہو مجھ سے؟" عزام سنجیدگی سے بولا۔ جبکہ آنکھوں سے شرارت جھلک
 رہی تھی۔

"کیا کروں یا ر!! میں آٹھ سال لگا کر یہاں تک پہنچا اور تم نے میرے بعد بزنس کی دنیا میں
 قدم رکھا اور صرف چھ سال لگا کر مجھ سے بھی آگے نکل گئے۔ اس لیے جیلس ہونا تو بنتا
 ہے۔"

وہ آنکھ مار کر بولا۔ عزام ہنس دیا۔

"تم بھی نا۔ اچھا یہ بتاؤ گھر آنے کا کیا پلان ہے؟"
 عزام کی بات پر اس کی مسکراہٹ ڈھلی۔ وہ ایک دم سنجیدہ ہو گیا۔

"تم جانتے ہو عزام۔ پھر بھی یہ پوچھ رہے ہو؟" www.urduNovelsMania.com

عزام بھی سنجیدہ ہوا۔ ہاتھ باہم ملا کر ٹیبل پر رکھتے ہوئے زرا آگے کو جھکا۔

"وقت پہلے جیسا نہیں رہا اسامہ!! ماہ جبین اب بیس سال کی جوان لڑکی ہے۔ اس لیے
 تمہیں اب اپنی "انا" کو ایک طرف رکھ کر سنجیدگی سے اس رشتے کو نبھانے کے بارے میں
 سوچنا چاہیے۔"

"کیا تمہیں یہاں بابا سائیں نے مجھے سمجھانے کے لیے بھیجا ہے؟"

اسامہ بھنویں سکیر کر پوچھنے لگا۔ اسے اچانک سلما بیگم کی کال یاد آئی تھی۔

"نہیں میں یہاں بزنس میٹنگ کی وجہ سے آیا تھا۔

(اففف!! ماہ جبین اور اس کے جھوٹ) سوچا تم سے بھی مل لوں۔"

عزام مسکراتے ہوئے بولا۔ اندر ہی اندر اپنے جھوٹ پر غصہ بھی آنے لگا۔

"دیکھو!! عزام میں نے ان آٹھ سالوں میں ماہ جبین کو نہیں دیکھا اور نہ ہی دیکھنا چاہتا

ہوں۔ میں یہاں رہتا ہوں جہاں کے لوگ وقت کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلتے ہیں۔ اس

لیے ماہ جبین کا میرے ساتھ گزارنا ممکن ہے۔ وہ دبو سی چھوٹے سے ملک میں رہنے والی

لڑکی میرے سرکل میں موو نہیں کر سکتی۔"

اسامہ نے اکتا کر کہا ماہ جبین کے نام سے ہی کوفت ہونے لگی تھی۔ عزام اسے دیکھتا رہ

گیا۔

"اسامہ وہ تمہاری بیوی ہے۔ آخر ایسا کب تک چلے گا۔"

"یہی تو میں بابا سائیں کو سمجھانا چاہ رہا ہوں۔ وہ اپنی انا کی وجہ سے میری زندگی برباد کر رہے

ہیں۔ آخر کب تک ایسا چلے گا۔ ایک دن آنے گا جب مجھے ان کی اجازت کی بھی ضرورت

محسوس نہیں ہوگی اور میں ادھر ہی شادی کر کے لائف میں آگے بڑھ جاؤں گا۔"

"اور۔۔۔ اور ماہ جبین؟" عزام کو دکھ ہوا اس کی سوچ پر۔

"وہ طلاق لے کر دوسری شادی کر لے میں نے کب منع کیا ہے۔" اسامہ نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔

"ہمارے یہاں خاندان کی عورت کو طلاق دے کر ان کی شادی باہر نہیں کی جاتی۔" اس نے باور کرایا۔

"دیکھو عزام!! اگر تمہیں اتنی اس سے ہمدردی ہے تو تم اس سے شادی کر لے نا۔ پھر وہ خاندان کے باہر نہیں جائے گی۔" اسامہ کی بات پر اس نے ضبط سے مٹھیا بھیج لیں۔

"ایک عزت دار مرد کو زیب نہیں دیتا۔ وہ اپنے سے منسلک عورت کا نام کسی نامحرم کے ساتھ جوڑے۔"

"پلیز عزام!! وہ مجھ سے منسلک نہیں ہے۔ اسلام میں زبردستی نکاح کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس لیے میں اس نکاح کو نہیں مانتا۔"

اس سے آگے سننے کی عزام میں ہمت نہیں تھی۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"کہاں؟" اسامہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ میری میٹنگ ہے ابھی۔" (اففف!! پھر جھوٹ)

"اچھا تو پھر تم کب تک ہو یہاں؟"

"کل رات کی فلائٹ ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ تو پھر رات کو ڈنر ساتھ کریں گے۔" اسامہ نے پھیلی بد مزگی کو کچھ کم کرنا چاہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر رات کو ملتے ہیں۔"

عزام بھی سب بھول کر مسکرا کر اس سے ہاتھ ملاتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔ اسامہ اس کی پشت کو دیکھتا گہرا سانس لے کر رہ گیا۔

"وآوو!! عزمی آپ یہ لمبرگنی ((Lamborghini) کہاں سے لائے۔" خوشی سے آنکھیں پھیلائے وہ اپنے سامنے نئی ماڈل کی بلیک لمبرگنی کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"آپ بھول رہی ہیں مادم!! میں ایک بزنس ٹائیکون ہوں۔" عزام اس کا خوشی سے دمکتا چہرہ دیکھ کر مسکرا کر بولا۔

"اچھا اب جلدی چلیں۔ آپ پہلے ہی اتنی دیر سے آئے ہیں۔"

وہ کہتے ہوئے کار کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔ عزام مسکراتا ہوا نفی میں سر ہلاتا خود بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر بیٹھ گیا۔

"اتنی دیر سے کیوں آئے؟" ہمیشہ کی طرح وہ نان اسٹاپ شروع ہو گئی تھی۔
 "میں کل رات کی فلائٹ سے واپس جاؤں گا۔ تب تک سڑکوں پر تو نہیں پھر سکتا تھا نا۔
 اس لیے سب سے پہلے ہوٹل میں روم بک کروایا۔ اس کے بعد شوروم سے گاڑی اٹھائی
 اور اب بندہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔"
 عزام کی بات پر وہ ہنس کر باہر دیکھنے لگی۔ تھوڑی ہی دیر میں گاڑی پیرس کے اس بڑے
 سے شاپنگ مال کے سامنے جا رکی۔
 "کتنی خوبصورت ہے یہ عزی!!"

وہ اپنے سامنے موجود گلیریز لافایت پیرس ہاسمان (GaleriesLafayette
 ParisHausmann) کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"یہ اندر سے اور بھی زیادہ خوبصورت ہے۔ آؤ چلیں۔"
 وہ گاڑی کو لاک کر تا، ماہ جبین کو ساتھ لیے اندر کی جانب بڑھ گیا۔ ماہ جبین چاروں طرف نگاہ
 دوڑاتی ستائش بھری نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔
 "یہ ڈریس دیکھو ماہین۔"

عزام نے اس کی توجہ قریب ہی ڈمی پر لگے ایک ڈریس کی جانب کرواتے۔
 "بہت پیارا ہے۔"

وہ بلیک اور ریڈ کلر کے خوبصورت سے ڈریس کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"ٹھیک ہے پھر یہ لے لیتے ہیں۔"

عزام نے اسے پیک کروایا اور اسے لے کر آگے بڑھ گیا۔ انہیں شاپنگ کرتے تقریباً ایک گھنٹہ گزر چکا تھا۔ کافی ساری چیزیں خریدنے کے بعد ابھی وہ ایک شاپ پر کھڑا پر فیوم چیک کر رہا تھا کہ تبھی اس کی نظر مال میں داخل ہوتے اسامہ پر پڑی۔ جو کسی لڑکی کے ہمراہ ہنستا مسکراتا آگے بڑھ رہا تھا۔

"کون ہے یہ لڑکی اور اسامہ کے ساتھ کیا کر رہی ہے؟"

عزام نے سوچتے ہوئے اپنے بائیں جانب دیکھا جہاں ماہ جبین کھڑی اپنے لیے ہینڈ بیگ دیکھ رہی تھی۔

"اگر ماہ جبین نے اسامہ کو اس لڑکی کے ساتھ دیکھ لیا تو اسامہ کیلئے اس کے دل میں بدگمانی پیدا ہو جائے گی۔"

وہ سوچتا ہوا ماہ جبین کی طرف بڑھا۔

"چلیں ماہین۔ باقی کی شاپنگ کل کرینگے۔"

"کیوں؟ یہ اچانک آپ کو کیا ہو گیا؟" ماہ جبین نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"وہ مجھے کچھ طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی اس لیے ہوٹل جا کر تھوڑی دیر آرام کرنا چاہتا ہوں۔ پھر میں نے اسامہ سے وعدہ کیا تھا اس کے ساتھ ڈنر کرنے کا تو وہاں بھی جانا ہے۔" عزام نے بہانا بنایا۔

"ٹھیک ہے چلیں۔ ویسے بھی سفر کی تھکن کے باوجود آپ نے آرام نہیں کیا۔" وہ فکرمندی سے کہتے ہوئے باہر کی جانب بڑھ گئی۔ عزام بھی اس کے مان جانے پر شکر مناتا اس کے پیچھے مال سے باہر نکل آیا۔

"ویسے عزی جب آپ واپس جائینگے تو یہ کار کیا شوروم میں واپس دے دینگے؟" وہ گاڑی میں بیٹھ کر لالچی نظروں سے لمبر گئی کو دیکھتے ہوئے بولی۔ عزام اس کی بات میں چھپا مطلب سمجھ گیا تھا۔ تبھی مسکراہٹ دباتے ہوئے سنجیدہ چہرے کے ساتھ گویا ہوا۔

"بالکل۔"

"کیوں؟ میرا مطلب آپ کو نہیں لگتا مجھے یہاں ضرورت پڑے گی۔ آپ تو ہونگے نہیں پھر میں کیسے سفر کروں گی؟"

(اففف!! اموشن بلیک میل کرنا کوئی لڑکیوں سے سکھے۔)

"یہاں پبلک ٹرانسپورٹ کی سہولت دستیاب ہے۔ آپ اس میں آرام سے سفر کرو گی۔"

عزام کی بات پر وہ منہ کھولے حیرت سے اسے دیکھتی رہی۔

"آپ مجھے پبلک ٹرانسپورٹ میں جانے کا بول رہے ہیں؟"

اسے جیسے اپنے کانوں پر یقین نہ آیا۔

"بالکل!! کیونکہ میں جانتا ہوں۔ اگر یہ گاڑی میں نے آپ کے حوالے کر دی تو آپ اسے

چلاؤ گی نہیں بلکہ جہاز سمجھ کر ہوا سے باتیں کرواؤ گی۔"

عزام ٹرن لیتا سنجیدگی سے بول رہا تھا۔ اس کی بات سن کر ماہ جبین جلدی سے بولی۔

"نہیں وعدہ میں انسانوں کی طرح چلاؤ گی۔" اس کے بچوں جیسے انداز پر عزام مسکرا دیا۔

"پکا وعدہ؟" اس نے یقین دہانی چاہی۔

"پکا پکا وعدہ۔" ماہ جبین نے یقین دلایا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر یہ کل سے آپ کی ہو جائے گی۔"

عزام کے کہتے ہی اس کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ عزام بھی اسے دیکھتا

مسکرانے لگا۔ یہ گاڑی ویسے بھی اس نے ماہ جبین کے لیے ہی لی تھی۔ مگر اس کی ہواؤں

سے باتیں کرانے والی عادت کو بھی اچھے سے جانتا تھا۔ اس لیے پہلے وعدہ لینا ضروری

سمجھا۔

"چلیں ہاسٹل آگیا۔ اب کل ملاقات ہوگی۔" عزام گاڑی ہاسٹل کے گیٹ کے باہر روکتے ہوئے بولا۔

"او کے اللہ حافظ!!"

ماہ جبین مسکراتی ہوئی گاڑی سے باہر نکل گئی۔ اس کے اترتے ہی عزام ہوٹل کی جانب گاڑی بھگا لے گیا۔

"آپ کو کیا لگتا ہے عزام!! کیا میں نے اسامہ کو اس لڑکی کے ساتھ دیکھا نہیں؟" وہ اسے نظروں سے اوجھل ہوتے دیکھ کر بڑبڑائی اور قدم ہاسٹل کے اندر کی جانب بڑھا دیئے۔

urdu
novels mania

وہ سب اس وقت ڈاننگ ٹیبل پر بیٹھے ناشتہ کرنے میں مصروف تھے۔ جب صدیق صاحب نے علایہ بیگم کو مخاطب کیا۔

"بھابھی عزام کی کوئی کال آئی؟"

"جی بھائی!! تھوڑی دیر پہلے ہی آئی تھی۔ سب ٹھیک ہے وہاں۔ آج رات کی فلائٹ سے عزام واپس آجائے گا۔" وہ کہہ کر کچن سے پراٹھے لینے چلی گئیں۔ صدیق صاحب بھی دوبارہ ناشتے میں مصروف ہو چکے تھے۔

"آپ ماہ جبین کی شادی عزام سے ہی کیوں نہیں کر دیتے۔ ہر وقت اس کے ساتھ ہی چپکی رہتی ہے اور اب آپ نے دونوں کو ساتھ ہی ملک سے باہر بھیج دیا۔" سلما بیگم ماہ جبین کا ذکر سنتے ہی زہرا گلنے لگیں۔

"اس گھر میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے۔ اس کا زمرہ دار صرف اور صرف آپ کا بیٹا ہے۔ اگر آپ کی اولاد اپنی زمرہ داری اٹھالیتی تو آج وہ عزام کے بجائے اسامہ کے ساتھ ہوتی۔ مگر ان جناب نے تو اس نکاح کو اپنی انا کا مسئلہ بنالیا۔" صدیق صاحب ایک دم بھرک اٹھے۔

"ہاں!! تو جب سب اسی وجہ سے ہو رہا ہے۔ تو پھر اس وجہ کو ہی ختم کر دیں۔ ختم کر دیں یہ نکاح اور کر دیں عزام سے اس کی شادی۔ ویسے بھی صرف نکاح ہی تو ہوا تھا اور۔۔۔"

اس سے پہلے وہ اپنی بات پوری کرتیں۔ صدیق صاحب کی دھاڑ نے ان کی چلتی زبان کو خاموش کرادیا۔

"بس بہت ہو گیا۔ آئندہ ہم ماہ جبین اور عزام کے بارے میں ایسی باتیں برداشت نہیں کریں گے اور جہاں تک رہی نکاح کی بات تو آجائے دیں ماہ جبین کو۔ ہم اسامہ سے اس

کانکاح ختم کروا کر کہیں بھی اس کی شادی کر دینگے۔ مگر اب آپ کی اولاد کو ماہ جبین کی زندگی برباد نہیں کرنے دینگے۔"

وہ غصے سے کہتے ناشتہ چھوڑ کر گھر سے باہر نکل گئے۔ سلما بیگم ہنکار بھرتی پھر سے ناشتہ کی طرف متوجہ ہو گئیں۔ وہیں کچن کے دروازے پر کھڑی علایہ بیگم تاسف سے انہیں دیکھ رہی تھیں۔

کانوں میں پڑتے شور نے اس کی نیند کو خراب کر دیا تھا۔ ماتھے پر بل ڈالے اس نے آنکھیں کھول کر ان تینوں کو دیکھا جو اونچی آواز میں باتیں کرتی قبضے لگا رہی تھیں۔ "اففففف!! صحیح کہا کسی نے جہاں چار عورتیں جمع ہو جائیں، وہاں خاموشی ہو ہی نہیں سکتی۔"

وہ بڑبڑاتے ہوئے اپنا سر پکڑ کر اٹھ بیٹھی جو نیند کے خراب ہونے کے باعث بھاری ہو رہا تھا۔

"اٹھ گئی تم؟" کیلین مسکرا کر اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"ظاہر ہے۔ جس طرح سے تم لوگ باتیں کر رہی تھیں۔ ایسے میں تو مردہ بھی قبر سے اُٹھ جائے۔" وہ منہ بناتے ہوئے بولی۔ جس پر زارا اور ایلف کی ہنسی نکل گئی۔

وہ دونوں کل رات ہی ہاسٹل آئیں تھیں اور آتے ہی ان چاروں میں اچھی دوستی ہو گئی تھی۔ زارا انڈیا کی رہنے والی مسلمان لڑکی تھی۔ جبکہ ایلف کا تعلق ترکی کے عیسائی گھرانے سے تھا۔

"مردے کا تو پتہ نہیں پر تم جلدی اُٹھو۔ ورنہ یونی کے لیے لیٹ ہو جائیں گے۔" کیلین اسے گھورتے ہوئے بولی۔

ماہ جبین نے ایک نظر گھڑی کی طرف دیکھا اور پھر بیڈ سے اتر کر سست روی سے چلتی ہاتھ روم میں گھس گئی۔ اس کے جاتے ہی ایک بار پھر وہ تینوں اپنی باتوں میں مشغول ہو چکی تھیں۔

www.urdu novels mania.com

ہوٹل کے کمرے میں موجود گلاس وال کے سامنے کھڑا وہ کافی پی رہا تھا۔ صبح اُٹھتے ہی اس نے سب سے پہلا کام علیہ بیگم کو کال کرنے کا کیا تھا اور اب شاور لے کر وہ بلیک ٹوپس سوٹ میں نک سک سا باہر جانے کو تیار تھا۔

"کل رات مجھے اسامہ سے اس لڑکی کے بارے میں پوچھ ہی لینا چاہیے تھا۔ ہو سکتا ہے کوئی دوست ہو صرف۔"

اس نے کافی کا گھونٹ بھرتے ہوئے سوچا۔ کل سے اس کی سوچوں کے تانے بانے اسامہ کے گرد ہی گھوم رہے تھے۔ ڈنر کے وقت بھی اسامہ سے ہمت کر کے پوچھنا چاہا۔ مگر ڈنر میں بد مزگی پیدا نہ ہو جائے اس خیال کے آتے ہی اس نے خود کو اُس لڑکی کے ذکر سے باز رکھا تھا۔

"اللہ جانے ماہ جبین کے نصیب میں کیا ہے۔ پر اب اسے مزید کوئی اور دکھ نہ پہنچے۔" وہ خود کلامی کرتا ساتھ میں کافی کے گھونٹ بھر رہا تھا۔ جب ماضی کا منظر اس کے ذہن کے پردے پر آٹھرا۔

"ماہ جبین یہاں کیا کر رہی ہو آپ؟"

وہ چھت پر آکر ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے مزے لے رہا تھا۔ جب دیوار سے لگی چھوٹی سی ماہ جبین کو روتے دیکھا۔ وہ اس کے پاس آکر خود بھی دیوار سے لگ کر بیٹھ گیا۔ ماہ جبین نے ایک نظر اسے دیکھا پھر خود ہی ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کرنے لگی۔ مگر بولی کچھ نہیں۔

"کسی نے ڈانٹا ہے آپ کو؟"

عزام نے اسے خاموش دکھ کر پھر پوچھا۔ ماہ جبین نے نفی میں سر ہلا دیا۔ بھورے بالوں کی بندھی پونیاں بھی ساتھ ہلنے لگیں۔

"پھر ایسے کیوں رو رہی ہو چندا؟"

عزام نے اس چھوٹی سی گڑیا کو اٹھا کر اپنی گود میں بیٹھا لیا۔ اس کے سینے سے لگتے ہی ماہ جبین نے پھر رونا شروع کر دیا تھا۔

"کیا ہوا ہے؟ اپنے عزام بھائی کو نہیں بتاؤ گی؟"

"اسامہ بھائی میری وجہ سے چلے گئے؟" وہ ہچکیوں کے درمیان بولی۔

"نہیں تو کس نے کہا یہ؟" عزام نے اس کے آنسو صاف کرتے پوچھا۔

"سلما ماما کہہ رہی تھی۔ میری وجہ سے اسامہ بھائی گھر سے چلے گئے۔"

"نہیں چندا وہ تو اپنی جاب کی وجہ سے گئے ہیں۔ آپ کی وجہ سے تھوڑی۔" وہ اس کا سر

سہلاتا پیار سے بولا۔

"پھر وہ مجھے منحوس کیوں بول رہی تھیں؟"

ماہ جبین نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ سنہری آنکھیں رونے کے باعث گلابی ہو رہی تھیں۔

"آپ تو بہت پیاری ہو۔ مامی جان نے ایسے ہی بول دیا ہوگا۔"

"نہیں انہوں نے کہا تھا۔ کل اس منحوس ماہ جبین سے نکاح ہوا اور آج میرا بچہ چلا گیا۔"

وہ آنکھیں رگڑتی معصومیت سے بول رہی تھی۔ عزام کو دکھ ہوا۔ وہ ایک زہن بچی تھی۔

ان باتوں کا اس پر بُرا اثر پڑ سکتا تھا۔

"ایسا نہیں ہے۔ آپ ماموں جان سے پوچھ لو۔ اسامہ بھائی اپنے کام کے سلسلے میں باہر

گئے ہیں۔ جلد ہی ہم سب کے پاس واپس آ جائیں گے۔"

"پکا وعدہ؟" ماہ جبین نے اپنا چھوٹا سا ہاتھ اس کے سامنے پھیلایا۔

"پکا پکا وعدہ۔" وہ مسکرا کر بولا۔

"اب آپ رونا نہیں اور کوئی بھی کچھ بولے تو مجھے بتانا۔ آج سے ہم دوست ہیں۔"

"آپ میرے دوست ہیں؟" ماہ جبین نے چمک کے پوچھا۔

"ہاں!!"

"اچھا تو پھر میں آپ کو کیا بلاؤ؟"

"مطلب؟" عزام کو اس کا سوال سمجھ نہیں آیا۔

"مطلب پاپا جانی بھی میرے دوست تھے۔ تو وہ مجھے ماہین بلا تے تھے۔ اور اب آپ بھی میرے دوست ہیں تو میں آپ کو کیا بلاؤ؟"

"ہمممم!! یہ تو ہم نے سوچا ہی نہیں۔ آپ مجھے کیا بلاؤ گی؟"

ماہ جبین کے معصومانہ سوال پر وہ ٹھوڑی پرانگی رکھے سوچنے لگا۔

"ہاں!! آپ مجھے عزیزی بلانا۔ ماہین کا دوست عزیزی۔"

"وآووو!! عزیزی۔"

وہ خوشی سے تالی بجاتے ہوئے بولی۔ عزام اسے دیکھ کر مسکرانے لگا۔

"پتہ ہے عزیزی؟ مجھے ماما جانی اور پاپا جانی کی بہت یاد آتی ہے۔ مجھے ان کے پاس جانا ہے۔"

اس کی بات پر عزام کی مسکراہٹ سمیٹ گئی۔

"ایسے نہیں بولتے ماہین۔ آپ ان کے پاس نہیں جاسکتیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔"

"تو مجھے بھی اللہ تعالیٰ کے پاس جانا ہے۔" وہ پھر ضدی لہجے میں بولی۔

"سب اللہ تعالیٰ کے پاس جائینگے۔ لیکن ابھی نہیں جب وقت آئے گا تب۔ ابھی ہم آسکریم کھانے جائینگے۔"

عزام اسے گود میں اٹھاتا سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا اور اس کے ساتھ ہی ماضی کا منظر کہیں غائب ہو گیا۔

"اففف اسامہ!! میری چھوٹی سی ماہین کو اب اور دکھ مت دو۔"

وہ سرد آہ بھرتے ہوئے بڑبڑایا اور اپنے ہاتھ میں پکڑے مگ کو دیکھا جواب خالی ہو چکا تھا۔ مگ کو سائنڈ ٹیبل پر رکھ کر وہ موبائل اور وائلٹ اٹھاتا روم سے باہر نکل گیا۔

سنہری چمکتی ہوئی آنکھوں سے وہ اپنے سامنے موجود یونیورسٹی ڈوفین (Université Dauphine) کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے ساتھ ہی کھڑی وہ تینوں اپنی اپنی باتوں میں مصروف تھیں۔ (عورتوں کی عادت)

"اب بس بھی کر دو۔ کب سے مکھیوں کی طرح بھن بھن کرے جا رہی ہو۔" وہ تمللا کر بولی۔ جس پر وہ تینوں اپنی مسکراہٹ کو دبانے کی ناکام کوشش کرنے لگیں۔

"اب چلو۔"

وہ انہیں ساتھ لیے اندر کی جانب بڑھنے لگی کہ تبھی ایک فٹ بال ہوا میں اُڑتی سیدھا ماہ جبین کی کمر پر آ گئی۔ جو اسے زمین بوس کر گئی تھی۔

"ایم جے (M.J.)"

کیلین فوراً اسے اُٹھانے کے لیے آگے بڑھی۔ جبکہ وہ دونوں شکوے سے کبھی ماہ جبین کو تو کبھی فٹ بال کو دیکھ رہی تھیں۔

"تم ٹھیک ہو؟"

"ہاں!!"

ماہ جبین کپڑے جھاڑتے ہوئے اُٹھی اور مڑ کر اس فٹ بال پھینکنے والے کو دیکھا۔ جو خود کو رونالڈو ((Ronaldo سمجھ بیٹھا تھا۔

بلو جینس اور گرے ہڈ پہنے، وہ بھورے بال اور نیلی آنکھوں والا خوش شکل لڑکا تھا۔ جو مسکراتا ہوا ان ہی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"کمینے، الو کے سٹپے، اندھا ہے کیا؟"

ماہ جبین چیخ کر بولی۔ البتہ اردو میں دیئے جانے والے لقب اور پوچھے جانے والا سوال کسی کو سمجھ تو نہ آئے پر اس کے چلانے پر سب خاموشی سے اسے دیکھنے لگے تھے۔ سوائے زارا کے جو ہنس ہنس کر بے حال ہو رہی تھی۔

لڑکے نے بھنویں اچکا کر غصے سے سرخ ہوتی ماہ جبین کو دیکھا۔ جو سکن کلر کی کُرتی کے ساتھ بلیک نیرو پیٹ پہنے ہوئے تھی۔ اسکا رٹ مفلر کی طرح گلے میں لیا ہوا تھا۔ اپنی سنہری آنکھوں کو سکیرے وہ اسے ہی گھور رہی تھی۔ وہ مسکراتا ہوا اس کے سامنے آکھڑا ہوا۔

"ہیلو لیڈز!!"

"ہیلو!!"

ایلف مسکرا کر بولی جبکہ وہ تینوں خاموش رہیں۔ ماہ جبین کی گھوری مسلسل جاری تھی۔

"میں ایلکس اور آپ؟"

"کوئی بھی ہوں تم سے مطلب؟"

اس سے پہلے وہ تینوں اپنا تعارف کراتی، ماہ جبین فوراً بول اُٹھی۔

ایلکس مسکراتا ہوا اس کے قریب ہونے لگا۔ وہ تینوں سانس روکے اسے ماہ جبین کے قریب آتے دیکھ رہی تھیں کہ تبھی وہ جھکا اور ایک بار پھر ماہ جبین کو کمر کے بل گراتا، اپنی بال اٹھا کر روفو چکر ہو گیا۔

وہاں موجود سب لوگ آنکھیں پھیلائے حیرت سے اس منظر کو دیکھ رہے تھے کہ تبھی ماحول میں قمقموں کا شور گونج اٹھا۔

"تجھے تو میں دیکھ لوں گی کہیں!!"

ماہ جبین اٹھ کر پیر پختی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔

شاہ انڈسٹریز کے آفس میں وہ اس وقت آ منے سامنے بیٹھے تھے۔ اسامہ مسلسل اس کے خفا سے چہرے کو دیکھتا ہوا اسے سمجھانے میں لگا تھا۔

"رویہ میں کل اپنے کزن کے ساتھ تھا۔ اس کے سامنے تمہاری کال ایڈنڈ نہیں کر سکتا تھا۔"

سامنے بیٹھی رویہ کی نیلی آنکھوں میں خفگی مزید بڑھ گئی۔ چہرے پر آئی سنہری لٹ کوکان کے پیچھے کرتے اس نے چہرہ بانیں جانب موڑ لیا۔

"رومی تم سمجھ کیوں نہیں رہی ہو؟" وہ جھنجھلا اٹھا۔

کیا سمجھوں اسامہ؟ تمہیں چاہیے تھا کہ تم مجھے اپنے کزن سے ملواتے۔ مگر تم تو اس کے سامنے میری کال تک ایڈنڈ نہیں کر سکے۔ "وہ غصے سے اس کی طرف دیکھ کر بولی۔

"دیکھو رومی!! سمجھنے کی کوشش کرو۔ تم جانتی ہو میں تمہیں تب تک گھر والوں کے سامنے نہیں لا سکتا جب تک میں اس نکاح سے آزاد نہ ہو جاؤں۔" اسامہ نے سمجھانا چاہا۔

"اور کب تک تم اس نکاح سے آزاد ہو گے؟" رویسہ نے آنکھیں سکیڑ کر پوچھا۔

"رومی تم جانتی ہو میں بابا سائیں کے خلاف نہیں جاسکتا۔ میری پوری کوشش ہے وہ مان جائیں۔ لیکن اگر وہ نہیں مانتے تو پھر ہم شادی کر لینگے۔ اس لیے تب تک سکون سے انتظار کرو۔" اس نے رویسہ کے ٹیبل پر دھرے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے تم کہتے ہو تو تمہاری بات پر اعتبار کر لیتی ہوں۔" وہ ایک ادا سے بالوں کو پیچھے جھٹکتے ہوئے بولی۔

اسامہ اس کی ادا پر مسکرا دیا۔

urdu
novels mania

www.urdu novels mania.com

"کیسا رہا آپ کا یونی کا وزیٹ؟"

یونی گھومنے کے بعد اس نے عزام کو کال کر دی تھی۔ جو اس کے ایک حکم پر ہی فوراً اسے لینے یونی پہنچ گیا تھا۔ اور اب اس کے ساتھ کیفے میں بیٹھا ماہ جبین کے اترے ہوئے چہرے کو دیکھ کر پوچھ رہا تھا۔

"اچھا تھا۔"

ماہ جبین نظر چراتے ہوئے کہا۔ جبکہ اسے رہ رہ کر ایلکس پر غصہ آ رہا تھا۔

"آپ کا چہرہ تو کچھ اور کہہ رہا ہے۔"

عزام کی بات پر وہ اسے دیکھتی رہ گئی۔ وہ کیسے بن کہے اس کی ہر تکلیف کو پڑھ لیتا تھا۔

"آپ کو میری بات پر یقین نہیں؟ کہا نا کچھ نہیں ہوا۔"

ماہ جبین نے کہہ کر کافی گامگ ہونٹوں سے لگایا۔ عزام نے پھر سوال نہیں کیا۔ وہ سمجھ گیا

تھا۔ ماہ جبین بتانا نہیں چاہتی اور نہ ہی وہ یہ حق رکھتا تھا کہ زبردستی پوچھ سکے۔

"عزی آپ کی فلائٹ کتنے بجے ہے؟" ماہ جبین نے یاد آنے پر پوچھا۔

"دس بجے کی ہے۔" عزام نے آس پاس بیٹھے لوگوں کو دیکھ کر بتایا۔ ہر کوئی اپنے

دوست احباب کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا۔

"میں بھی چلوں گی آپ کو انیر پورٹ چھوڑنے۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولی۔ مگر اگلے ہی لمحے عزام کی بات پر اس کی مسکراہٹ سنجیدگی میں

ڈھل گئی۔

"اسامہ بھی مجھے انیر پورٹ چھوڑنے جانے گا۔"

عزام نے کہہ کر اسے دیکھا۔ جو سنجیدہ چہرہ لیے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیوں؟ میں آپ کو چھوڑنے چلوں گی۔ آپ انہیں منع کر دیں۔"

"ماہین فلائٹ کا وقت رات کا ہے۔ اس لیے اسامہ آئے یا نہیں۔ آپ کسی بھی صورت مجھے چھوڑنے نہیں جاؤ گی۔"

"لیکن۔۔۔"

"میں نے کہہ دیا نابس بات ختم۔"

عزام اس کی بات کا ٹٹا دو ٹوک انداز میں بولا۔ ماہ جبین نے غصے سے رخ پھیر لیا۔

"چلو اب میں آپ کو ہاسٹل چھوڑ دیتا ہوں۔ پھر مجھے جانے کی تیاری بھی کرنی ہے۔"

عزام کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ ماہ جبین بھی خاموشی سے اس کی تقلید کرتی، اس کے ساتھ ہی باہر

نکل آئی۔ گاڑی میں بیٹھ کر وہ ہاسٹل کے لیے روانہ ہو گئے۔ سارا راستہ خاموشی سے کٹا

تھا۔ ہاسٹل کے گیٹ کے سامنے پہنچتے ہی عزام نے گاڑی روکی۔ ماہ جبین باہر نکل آئی۔

اس کے ساتھ ہی عزام بھی گاڑی سے باہر نکل کر اس کے سامنے آیا۔

"یہ لو۔"

www.urdu novels mania.com

عزام نے اس کی طرف کار کی چابی بڑھائی۔ مگر ماہ جبین نے اُسے تھاما نہیں۔

"آپ واپس ہوٹل کیسے جائینگے؟"

"ٹیکسی لے لوں گا۔"

عزام کی بات پر اس نے سر ہلاتے ہوئے چابی تھام لی۔

"گاڑی سنبھل کر چلائی ہے آپ نے۔ اپنا وعدہ یاد رکھنا۔" اس نے یاد دلایا۔
"جی۔"

"اپنا خیال رکھنا۔ کوئی بھی بات ہو تو فوراً مجھے کال کر دینا میں آ جاؤں گا۔"
ماہ جبین نے اثبات میں سر ہلادیا۔ بولی کچھ نہیں۔
"چلو میں چلتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ آپ بھی اپنا خیال رکھے گا۔ اللہ حافظ۔"
"اللہ حافظ۔"

عزام اس پر ایک آخری نظر ڈال کر چلا گیا۔ ماہ جبین وہیں کھڑی اسے جاتا دیکھتی رہی۔
جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہو گیا۔

www.urdu novels mania.com

شاہ ولا میں ہر چل مچی ہوئی تھی۔ ہمیشہ کی طرح علایہ بیگم آج بھی عزام کی واپسی پر طرح
طرح کے کھانے بنا رہی تھیں۔ وہ جب بھی کبھی ملک سے باہر جاتا تو واپسی پر وہ اسی طرح

سے اہتمام کرتی تھیں۔ ابھی بھی وہ کچن میں کھڑی اس کی پسندیدہ ڈشز بنا رہی تھیں۔ جب سلما بیگم ان کے پاس چلی آئیں۔

"کیا کر رہی ہیں بھابھی؟"

کچن میں رکھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولیں۔

"عزام آ رہا ہے نا۔ اس کی پسند کی ڈشز بنا رہی ہوں۔ اب باہر کے کھانے میں وہ بات کہاں جو گھر کے کھانے میں ہوتی ہے۔"

علائیہ بیگم چنے والے چاول اٹھا کر ان کے پاس ہی آ بیٹھیں۔

"بھابی مجھے آپ سے ایک بات کرنی تھی۔"

"ہاں بولو اس میں پوچھنے والی کیا بات ہے۔" وہ مسکرائیں۔

"بھابھی آپ کو نہیں لگتا اب عزام کی شادی کر دینی چاہیے؟ مطلب اب عزام بتیس کا ہو چکا ہے۔ آپ کو اس کی شادی کے بارے میں سوچنا چاہیے۔"

سلما بیگم کی بات پر علائیہ بیگم کا چاول چنتا ہاتھ رکا۔ وہ سر اٹھا کر انہیں دیکھنے لگیں۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو سلما۔ بس کوئی اچھی سی لڑکی مل جائے۔ میں فوراً اس کی شادی کر دوں گی۔"

یہ کہتے ہوئے ان کی آنکھوں کے سامنے ماہ جبین کا سراپا لہر گیا۔ سالوں پہلے کی ایک خواہش دل میں ابھی بھی کہیں موجود تھی۔

"ارے بھابھی!! میری بھانجی ہے ناماریہ۔ اس کو دیکھ لیں۔ بہت پیاری بچی ہے۔ کچھ دنوں کے لیے میرے پاس رہنے آرہی ہے۔ آپ دیکھیے گا۔ وہ آپ کو بہت پسند آئے گی۔"

وہ چمکتے چہرے کے ساتھ اس کی تعریفوں کے پل باندھ رہی تھیں۔ علایہ بیگم محض مسکرا کر رہ گئیں۔

"چلیں آپ بریانی کی تیاری کریں۔ میں زرا چھت سے کپڑے اتار لاؤں۔"

وہ کہہ کر باہر نکل گئیں۔ جبکہ علایہ بیگم وہاں بیٹھی ماضی کے دروازے کو کھول چکی تھیں۔

"عزام بیٹا یہ دیکھو۔ یہ کوکب باجی کی بہن کی تصویر ہے۔ میں نے ان سے تمہارے رشتے کا ذکر کیا تھا۔ تو انہوں نے اپنی بہن کی تصویر بھیجی ہے۔"

عزام اپنے بیڈ پر بیٹھا آفس کے کام میں مصروف تھا۔ جب علایہ بیگم اس کے کمرے میں چلی آئیں۔

"مجھے تو بہت پیاری لگی۔ اب تم دیکھ کر بتا دو کیسی ہے۔" انہوں نے کہتے ہوئے اس کے سامنے تصویر کر دی۔ عزام ہنوز اپنے کام میں لگا رہا۔ ایک نظر اٹھا کر تصویر کو دیکھنا اس نے گوارہ نہیں کیا تھا۔

"مجھے شادی نہیں کرنی آپ منع کر دیں۔"

"کیوں؟ کیا مطلب شادی نہیں کرنی؟" انہوں نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"میرے کہنے کا وہی مطلب ہے۔ جو آپ سمجھ رہی ہیں۔ مجھے شادی نہیں کرنی۔" عزام نے لیپ ٹاپ پر جھکے ہی جواب دیا۔

"لیکن کیوں نہیں کرنی؟ بھلا یہ کیا بات ہوئی شادی نہیں کرنی؟"

"امی جان پلیز!! میں نے کہا نا شادی نہیں کرنی۔ اب آپ مجھے کام کرنے دیں۔ کل بہت ضروری میٹنگ ہے۔" عزام کے جواب پر علایہ بیگم تلملا اٹھیں۔

"ماہ جبین کی وجہ سے منع کر رہے ہونا؟"

علایہ بیگم کی بات پر اس کا لیپ ٹاپ پر تیزی سے چلتا ہاتھ رکا۔ وہ سر اٹھا کر انہیں دیکھنے لگا۔

"کیا ایسے کیا دیکھ رہے ہو۔ صحیح کہہ رہی ہوں نا؟" انہوں نے پھر پوچھا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔ چھوٹی بچی ہے وہ میرے سامنے کی۔" عزام سر جھٹک کر پھر کام میں لگ گیا۔

"اب وہ چھوٹی بچی نہیں رہی۔ اٹھارہ سال کی جوان لڑکی ہے اور تمہیں کیا لگتا ہے۔ تم چھپاؤ گے تو مجھے پتہ نہیں لگے گا۔ کیا مجھے دکھتا نہیں ہے کیسے تم اس کا خیال رکھتے ہو، آفس سے آکر سارا وقت اس کے ساتھ رہتے ہو۔ تمہارے اندر پیدا ہونے والی تبدیلیوں کو میں پہلے ہی نوٹ کر چکی ہوں۔ اچانک تم اتنے نرمہ دار بن گئے۔ اتنے کم عرصے میں کاروبار جمایا۔ اس سب کی وجہ کیا ماہ جبین نہیں ہے؟"

اب کی بار عزام نے لیپ ٹاپ ایک سائڈ پر رکھا اور علایہ بیگم کا ہاتھ تھام کر پرسکون لہجے میں بولا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے اور جہاں تک رہی کاروبار کی بات تو یہ سب میں نے اس لیے کیا کہ میری امی جان کو سلما چچی کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ کل کو آپ بھی سر اٹھا کر کہہ سکیں کہ آپ کا بیٹا ایک نرمہ دار انسان ہے۔"

علایہ بیگم اسے گھورتی رہی پھر اطمینان سے بولیں۔ لیکن ساتھ ہی عزام کا سکون غارت کر گئیں۔

"اگر ایسا کچھ نہیں تو پھر اس رشتے کے لیے ہاں کر دو۔"

"امی جان پلیز!! آپ سمجھ کیوں نہیں رہیں۔" وہ اُلتا گیا۔

"تم مان کیوں نہیں لیتے۔ رشتے کہ انکار کی وجہ ماہ جبین ہے۔" وہ بھی دو بدو بولیں۔

"ہاں ہے!! ہاں ہے وہ انکار کی وجہ۔ میں نہیں جانتا کیسے پر اس کے ساتھ رہتے رہتے اس

کا عادی ہو گیا ہوں۔ محبت کرنے لگا ہوں۔ کسی اور سے شادی نہیں کر سکتا۔"

وہ بھڑک اٹھا۔ علاوہ بیگم اسے دیکھتی رہ گئیں۔

"اس کا اسامہ سے نکاح ہو چکا ہے عزام۔"

"جانتا ہوں۔ اتنا بے غیرت نہیں ہوں کہ ان کو الگ کرنا چاہوں۔ میں بس ماہ جبین کی

خوشیاں چاہتا ہوں۔ اسے خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس سے محبت کرنا میرے بس میں

نہیں تھا۔ لیکن محبت کے اس سفر میں مجھے کس راستے پر چلنا ہے۔ یہ میرے اختیار میں

ہے۔ میں نے کچھ غلط نہیں کیا اس لیے مجھے کوئی شرمندگی بھی نہیں۔"

"تو پھر۔۔۔" www.urdu novelsmania.com

"میں کسی سے بھی شادی نہیں کروں گا۔ کیونکہ میرے پاس کسی کو دینے کے لیے کچھ نہیں

بچا۔"

عزام ان کی بات کا ٹٹا ہوا بولا اور اُٹھ کر کمرے کے دروازہ سے باہر نکل گیا۔ پیچھے زوردار

آواز کے ساتھ دروازہ بند ہوا۔ اس کے ساتھ ہی ماضی کا دروازہ بھی بند ہو گیا۔

"کاش میں نے کبھی تم سے ماہ جبین کے نکاح کی بات نہ کی ہوتی یا کاش ماہ جبین کا نکاح اسامہ سے نہ ہوا ہوتا۔ پھر میں اپنے بچے کو کبھی یوں تڑپنے نہ دیتی۔"

انہوں نے بڑبڑاتے ہوئے گہرا سانس لیا پھر سر جھٹکتی اپنے کام میں مصروف ہو گئیں۔ کچھ خواہشات پوری نہ ہو کر بھی خواہش بن کر دل میں پنپتی رہتی ہیں۔ یہ کبھی ختم نہیں ہوا کرتیں۔

انیر پورٹ پر موجود وہ کب سے فلائٹ کا انتظار کر رہا تھا۔ ساتھ ہی اسامہ کے ساتھ بزنس کے بارے میں بھی بات جاری تھی۔ بہت کوشش کے بعد بھی وہ اسامہ سے رویسہ کے بارے میں معلوم نہیں کر سکا تھا۔ بار بار یہ خیال بھی دل میں آ رہا تھا کہ ماہ جبین کی پیرس میں موجودگی کے بارے میں اسامہ کو بتا دے پر پھر ماہ جبین سے کیا وعدہ۔۔۔ اور پھر وہ بتاتے بتاتے رک جاتا۔

"چلو عزام تمہاری فلائٹ کی اناؤسمنٹ ہو رہی ہے۔"

اسامہ کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اس کے ساتھ ہی عزام بھی کھڑا ہو گیا۔

"مجھے اسامہ کو ماہ جبین کے بارے میں بتا ہی دینا چاہیے۔ کیا پتہ دونوں ساتھ وقت گزاریں تو ان کے بیچ سب ٹھیک ہو جائے۔"

عزام نے سوچتے ہوئے اسامہ کو دیکھا جو موبائل پر مصروف تھا۔
"اسامہ مجھے تمہیں کچھ بتانا ہے۔"

"ہاں بولو؟"

موبائل سے نظر ہٹا کر وہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"اسامہ وہ ماہ جبین۔۔۔۔۔"

"عزام پلیز! مجھے اب اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنی۔ میں خوشگوار ماحول میں تمہیں الوداع کرنا چاہتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کوئی بد مزگی پیدا ہو۔"

اس سے پہلے عزام اپنی بات مکمل کرتا اسامہ بول اُٹھا۔

"لیکن اسامہ میری۔۔۔۔۔" www.urdu novels mania.com

"عزام تمہاری فلائٹ منسل جائے گی۔" ایک بار پھر اس کی بات کاٹتا ہوا بولا۔

فلائٹ کی بورڈنگ اناؤسمنٹ بار بار ہو رہی تھی۔ عزام نہ چاہتے ہوئے بھی خاموش ہو گیا۔
ایک آخری نگاہ اس شہر پر ڈالی جس کی ہواؤں میں اس کی خوشبو مہکنے لگی تھی۔

"چلو! چلتا ہوں۔"

اسامہ کے گلے لگ کر اسے گڈبائے کہتا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔

صبح کا اجالا پھیلنے ہی سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو چکے تھے۔ ایسے میں یونیورسٹی ڈوفین کے بزنس ڈپارٹمنٹ کی کلاس میں موجود وہ توجہ سے سرجون کا لیکچر نوٹ کرنے میں لگی تھی کہ تبھی بائیں جانب بیٹھی کیلین نے اسے کہنی ماری۔ "ایم جے آج یونی کے بعد کیفے چلیں گے۔ ٹھیک ہے؟" ٹھیک ہے۔ لیکن ابھی خاموشی سے لیکچر نوٹ کرو۔ "ماہ جبین اسے گھورتی واپس نوٹ بک میں جھک گئی۔ پیچھے بیٹھا ایلکس مسلسل اسے گھور رہا تھا کہ تبھی اس نے پپر کو گول مول کر کے ماہ جبین کی طرف اچھال دیا۔ پپر سیدھا ماہ جبین کے سر پر آگیا تھا۔ ماہ جبین نے ایک نظر نیچے گرے پپر کو دیکھا پھر پیچھے مڑ کر خونخوار نظروں سے ایلکس کو دیکھا جو زبان نکال کر اسے مزید تپا گیا تھا۔ "الو کے سچے، تیری ماں۔۔۔" "سائلنس!!" سرجون کی گرج دار آواز پر ماہ جبین کی چلتی زبان کو بریک لگا۔ اس نے مڑ کر سر کی طرف دیکھا۔ "کیا ہو رہا ہے یہاں؟" وہ ماہ جبین اور ایلکس کو دیکھتے ہوئے بولے۔ ساری کلاس خاموشی سے کبھی سر کو تو کبھی انہیں دیکھ رہی تھی۔ "سر میری غلطی

نہیں۔ اس ایلکس نے یہ پیپر مارا ہے۔ "اس نے ممناتے ہوئے پیپر اٹھا کر سر کے آگے کر دیا۔ سرجون نے ایک نظر اس پیپر پر اور دوسری ان دونوں پر ڈالی۔ "آؤٹ!!" سر جون کی دھاڑ پر وہ دونوں کسی بوتل کے جن کی طرح وہاں سے غائب ہوئے تھے۔ "رک کمینے!! آج تو تو مرے گا۔" کلاس سے باہر نکلتے ہی ماہ جبین نے اس کے پیچھے دوڑ لگا دی۔ اب ایلکس آگے اور ماہ جبین اس کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔ وہاں موجود اسٹوڈنٹس رک رک کر اس چوہے بلی کے کھیل کود دیکھنے لگے تھے۔ -*****- وہ تھوڑی دیر پہلے ہی گھر پہنچا تھا اور اس وقت وہ فریش ہو کر اپنے کمرے میں لیٹا ہوا تھا۔ جب علیہ بیگم اس کے پاس چلی آئیں۔ "عزام بیٹا!! چلو کھانا لگا دیا ہے۔ آ کر کھا لو۔" وہ عزام کو دیکھتے ہوئے بولیں۔ جو بازو آنکھوں پر رکھے لیٹا تھا۔ "امی جان ابھی بھوک نہیں ہے۔" اس نے آنکھوں پر سے ہاتھ نہیں ہٹایا۔ بلکہ ویسے ہی لیٹا رہا۔ "کل سے تمہارے لیے کھانے کی تیاری کر رہی تھی۔ سب انتظام پہلے سے ہی کر لیا تھا۔ تاکہ صبح تمہارے پہنچنے سے پہلے ہی سب پکالوں اور اب تم کہہ رہے ہو نہیں کھانا۔ بھلا یہ کیا بات ہوئی؟" وہ خفگی سے بولیں۔ "اچھا چلیں!! جب میری امی جان نے میرے لیے اتنی محنت کی ہے۔ تو میرا بھی فرض بنتا ہے ان کی محنت کو ضائع نہیں جانے دوں۔" عزام ان کا دل رکھنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ مسکراتی ہوئی اسے اپنے ساتھ باہر لے آئیں۔ جہاں سب ڈائننگ ٹیبل پر موجود

اس کا انتظار کر رہے تھے۔ "آؤ بیٹا عزام!! کچھ کھا لو پھر آرام کر لینا۔" صدیق صاحب اسے دیکھتے ہوئے بولے۔ "جی ہچا جان۔" وہ تابعداری سے کہتا کر سی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی باقی سب بھی کھانا شروع کر چکے تھے۔ "عزام تم نے بات کی اسامہ سے؟" وہ اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگے۔ سلما بیگم فوراً کھانا چھوڑ کر ان کی طرف متوجہ ہوئیں۔ "میں ملا تھا ہچا جان۔" وہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔ "پھر کیا کہا اس نے؟ ماہ جبین کے ساتھ ہی رہے گا نا؟" صدیق صاحب کے سوال پر سلما بیگم نے بے چینی سے پہلو بدلے۔ جبکہ عزام خاموشی سے اپنی پلیٹ کو گھورتا رہا۔ اب وہ کیا بتاتا کہ ماہ جبین چاہتی ہی نہیں اسامہ کو کچھ پتہ چلے اور اسامہ وہ تو ماہ جبین کا نام تک سنا ہی نہیں چاہتا۔ "وہ ہچا جان۔۔۔" اسے سمجھ نہیں آیا کیا بولے۔ "کیا بات ہے؟" انہوں نے کھانا ختم کر کے پوری توجہ اس کی طرف کر دی کہ اچانک ان کا فون بج اٹھا۔ "آؤو!! ہمیں ضروری کام سے جانا ہے۔ تم سے آکر بات کرتے ہیں۔" وہ کہہ کر وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی سلما بیگم فوراً پوچھ بیٹھیں۔ "تم نے اسامہ کو بتایا؟" عزام جو پھر سے کھانا شروع کر چکا تھا۔ رک کر انہیں دیکھنے لگا۔ پھر آہستہ سے بولا۔ "نہیں وہ کچھ سننے کے لیے تیار نہیں تھا۔ میں نہیں بتا سکا۔" ٹھیک ہے صدیق صاحب سے تم کچھ مت کہنا میں خود ان سے بات کر لوں گی۔" "جی ٹھیک ہے چچی جان۔" وہ کہہ کر واپس کھانا کھانے لگا۔

علا یہ بیگم جو خاموشی سے ان لوگوں کی بات سن رہی تھیں۔ تاسف سے سلما بیگم کو دیکھتی اٹھ کر کچن میں چلی گئیں۔ البتہ سلما بیگم پر سکون ہو کر کھانے میں مشغول ہو گئی تھیں۔

***** وقت تیزی سے گزر رہا تھا۔ ماہ جبین اس ایک مہینے میں اچھے سے

پیرس کے ماحول میں ایڈجسٹ ہو گئی تھی۔ ابھی بھی وہ ان تینوں کے ساتھ کیفے دے فلور (Café de Flore) میں بیٹھی خوش گپیوں میں مصروف تھی۔ وہ سب اکثر یہاں آ جایا

کرتے تھے۔ آج بھی ایلف اور زارا کی خواہش پر وہ یونی سے سیدھا کیفے چلے آئے تھے۔ "ایم جے تم شرط ہار چکی ہو۔ میں نے کہا تھا نا۔ تم ایلکس کے بیگ سے نوٹس نہیں نکال پاؤ

گی۔ وہ الٹا تمہاری نوٹ بک پھاڑ کر چلا گیا۔" ایلف شرارت سے بولی۔ ماہ جبین اسے

گھورنے لگی۔ "تمہارے اس بوئے فرینڈ کو تو میں چھوڑوں گی نہیں دیکھنا ناک و چنچہ جو اگر

ہی دم لوں گی۔" "ابھی تو فی الحال تم وہ کرو جو میں کہہ رہی ہوں۔ کیونکہ تم شرط ہار چکی ہو۔"

وہ ایک ابرو اٹھا کر ماہ جبین کو دیکھتے ہوئے بولی۔ زارا اور کیلین ان کی باتوں سے محظوظ ہو

رہی تھیں۔ "ٹھیک ہے۔ بولو کیا کرنا ہے؟" ماہ جبین منہ بنا کر بولی۔ ایلف نے کیفے میں

نظر دوڑائی پھر کیلین اور زارا سے بولی۔ "تم دونوں کو نہیں لگتا کیفے کا ماحول بہت بورنگ

ہے؟ نہ گانے نہ کوئی شور؟" وہ ان دونوں کو سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

ہاں!! ٹھیک کہہ رہی ہو۔ بالکل بھی مزہ نہیں ہے۔" وہ اس کی تائید کرتیں ایک ساتھ

بولیں۔ "چلو ایم جے!! اپنی آواز کا جلوہ دکھاؤ اور ٹاسک کو پورا کرو۔" "کیا!!!!!! پالگل ہو کیا۔ میں کیسے؟" ماہ جبین اسے گھورتے ہوئے بولی۔ "ٹھیک ہے۔ تو تم اپنی ہار تسلیم کر لو۔" اب کی بار کیلین بولی۔ "بالکل بھی نہیں!! بس دیکھتے جاؤ اب تم میری آواز کا جادو۔" وہ ایک ہاتھ ٹیبل پر مار کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ ان سے تھوڑی دور ایک ٹیبل پر بیٹھا اسامہ کوفت سے ان کو دیکھ رہا تھا۔ وہ کب سے وہاں بیٹھا لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا۔ مگر ان کی تیز آوازوں کے باعث وہ اپنے کام پر صحیح سے دھیان نہیں دے پا رہا تھا۔ ماہ جبین چلتی ہوئی ایک ٹیبل کے پاس جا رکی۔ جہاں ایک کم عمر لڑکا گٹار پکڑے بیٹھا تھا۔ "ایکسیکوزمی!! کیا مجھے آپ کا گٹار تھوڑی دیر کے لیے مل سکتا ہے؟" وہ مسکرا کر بولی۔ "شیور!!" لڑکے نے بھی مسکرا کر گٹار اس کی جانب بڑھا دیا۔ ماہ جبین آگے جا کر کاؤنٹر کے سامنے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔ گٹار کو اچھے سے ہاتھوں میں تھام لیا۔ "ہیلو گائز!!" ماہ جبین کی آواز پر کیفے میں بیٹھا ہر شخص اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ "میری دوست سے ایک شرط لگی تھی۔ جس میں میں ہار گئی۔ اس لیے اب وہ چاہتی ہے۔ میں گانا گا کر اپنا ٹاسک پورا کروں۔" وہ شائستہ انگریزی میں بول رہی تھی۔ اس کی بات سنتے ہی وہاں موجود ہر شخص نے تالی بجاتے ہوئے اس کی حوصلہ افزائی کی۔ "ایچکولی!! مسئلہ یہ ہے مجھے فریج نہیں آتی اور نہ ہی انگلش سونگس آتے ہیں۔ (وہ یہ نہیں کہہ سکی اسے انگلش سونگس پسند نہیں۔) سو میں اپنی

لینکویج میں گانا گاؤں گی۔ اس لیے میں امید کرتی ہوں۔ تب تک آپ لوگ مجھے برداشت کریں گے۔ "ماہ جبین کی آخری بات پر وہاں بیٹھا ہر شخص ہنس دیا۔ سوائے اسامہ کے جو سر جھکائے اپنے کام میں لگا تھا۔ ماہ جبین نے مسکراتے ہوئے ان تینوں کو دیکھا اور گٹار کے تاروں کو چھیڑ دیا۔ دھن کی آواز پر کیفے میں خاموشی چھا گئی۔ سب انہماک سے اسے دیکھ رہے تھے۔ کہ تبھی اس کی آواز میں گھلی چاشنی کانوں میں رس گھول گئی۔ "بہت پیار کرتے ہیں تم کو صنم قسم چاہیں لے لو خدا کی قسم بہت پیار کرتے ہیں تم کو صنم..." وہاں موجود ہر شخص توجہ سے اسے دیکھ رہا تھا۔ کانوں میں پڑتی خوبصورت آواز پر اسامہ جو کچھ دیر پہلے سر جھکائے اپنے کام میں لگا تھا۔ اب کے وہ سر اٹھا کر اس لڑکی کو دیکھنے لگا۔

ہماری غزل ہیں تصور تمہارا تمہارے بنا اب ناجینا گوارہ "مندی لکری گھٹنوں تک آتی سسپل سی فراک کے ساتھ بلیک ٹائیٹس پہنے، اس نے اسکارف کو مفلر کی طرح گلے میں ڈال رکھا تھا۔ گھنگریا لے بالوں کو جوڑے کی شکل میں باندھ کر ان میں گلاب کے پھولوں کو سجا دیا تھا۔ وہ آواز کے ساتھ ساتھ اپنے ظاہری حسن سے بھی سب کی توجہ کھینچنے میں کامیاب ہو رہی تھی۔ "تمہیں یونہی چاہیں گے جب تک ہے دم بہت پیار کرتے ہیں تم کو صنم" ماہ جبین ان تینوں سے نظریں ہٹا کر دروازے کے پار دیکھنے لگی۔ سنہری آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک در آئی تھی۔ "ساگر کی بانوں میں موجیں ہیں جتنی ہم کو بھی تم سے محبت

ہے اتنی "اسامہ نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دروازے کی طرف دیکھا۔ مگر باہر لگی کرسیوں پر بیٹھے لوگوں میں سے ایسا کوئی نہیں تھا۔ جو اس لڑکی کی طرف متوجہ ہو۔" نہ جانے کسے دیکھ رہی ہے یہ لڑکی۔ "وہ سوچنے لگا۔" کے یہ بیقراری، اب ناہوگی کم بہت پیار کرتے ہیں تم کو صنم...! "زارا اور اسامہ کے سوا وہاں بیٹھے کسی شخص کو گانے کے الفاظ سمجھ تو نہ آئے۔ مگر اس خوبصورت آواز نے سب کو اپنے سحر میں جکڑ لیا تھا۔ گانا ختم ہوا اور اس کے ساتھ کیفے میں تالیوں کا شور گونج اٹھا۔ وہ مسکراتی ہوئی سب سے تعریف وصول کر رہی تھی۔ اسامہ اسے دیکھتا رہا۔ ماہ جبین اس لڑکے کو گٹار دے کر مسکراتی ہوئی ان تینوں کے پاس چلی آئی۔ جو حیرت سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ "ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟ تمہیں کیا لگا تھا۔ مجھے انڈے پڑینگے؟" اس کی بات پر تینوں نے کسی ٹرانس کی کیفیت میں اثبات میں سر ہلادیا۔ ماہ جبین ہنسنے لگی۔ "چلو اب بہت دیر ہو گئی ہے۔ ہو سٹل چلتے ہیں۔" وہ کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی وہ تینوں بھی اٹھ گئیں۔ آپس میں باتیں کرتے وہ آگے بڑھ رہی تھیں کہ تبھی ٹیبل سے اپنی چیزیں سمیٹتے اسامہ سے جا ٹکرائی۔ "اووو!! سوری۔" ماہ جبین کہتے ہوئے نیچے جھک کر چیزیں اٹھانے لگی۔ "آہ نیم سو سوری!! میں نے دیکھا نہیں۔" وہ اُٹھتے ہوئے بولی اور جونہی نظر اٹھا کر سامنے کھڑے شخص کو دیکھا۔ اس کی سنہری آنکھوں کی چمک ایک پل کیلئے ماند پڑ گئی۔ مگر اگلے ہی لمحے اس نے خود پر قابو پا

لیا۔ "کوئی بات نہیں۔ ویسے آپ کی آواز کافی اچھی ہے۔" وہ مسکرا کر بولا۔ لیکن ماہ جبین مسکرا بھی نہ سکی۔ "شکریہ!! میں چلتی ہوں۔" وہ کہہ کر فوراً دروازے سے باہر نکل گئی۔ وہ تینوں بھی اس کے پیچھے ہی نکلی تھیں۔ اسامہ بھی اپنا لپ ٹاپ اٹھا کر مڑنے لگا، جب اس کی نظر نیچے گرے بریسلٹ پر پڑی۔ "لگتا ہے ٹکرائے کے باعث اس لڑکی کے ہاتھ سے گر گیا۔" وہ بریسلٹ اٹھا کر فوراً باہر کی جانب بڑھا۔ کہ تبھی بلیک کلر کی لمبرگنی میں وہ چاروں اسے جاتی ہوئی نظر آئیں۔ "شٹ!!" اس نے ایک نظر بریسلٹ کو دیکھا اور پھر کوٹ کی جیب میں ڈالتا خود بھی اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔ -*****-

"رومی تم یہاں بیٹھو میں ابھی آتا ہوں۔"

وہ اپنا کوٹ اتار کر صوفے پر رکھتا ہوا بولا۔ کیفے کے بعد وہ واپس آفس چلا گیا تھا اور اب رویسہ کے ساتھ ڈنر کا پروگرام تھا۔ جو اس نے گھر پر ہی کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

"ٹھیک ہے جلدی کرو۔" www.urdu novels mania.com

وہ صوفے پر بیٹھ کر سامنے رکھی ٹیبل سے میگزین کو اٹھا کر دیکھنے لگی۔ بے دلی سے صفحے پلٹتے اچانک اس کی نظر اسامہ کے کوٹ پر جا ٹھہری۔ جیب سے جھلکتا گولڈ کا بریسلٹ پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔

اس نے میگزین کو واپس ٹیبل پر رکھا اور اسامہ کے کوٹ سے بریسلٹ نکال کر دیکھنے لگی۔

"یہ بریسلٹ شاید اسامہ نے آج مجھے ڈنر پر دینا ہو۔ اسے واپس رکھ دیتی ہوں۔"

اس نے ایک نظر اوپر بنے کمرے کی جانب دیکھا۔ جہاں اسامہ گیا تھا۔ پھر احتیاط سے بریسلٹ کو واپس کوٹ کی جیب میں رکھ کر میگزین کو اٹھایا۔

ڈنر پر اسامہ کا اسے بریسلٹ پہنانا۔ یہ سوچتے ہی اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"کیوں مسکرا رہی ہوں؟"

سیرٹھیوں سے اُترتے ہوئے اسامہ نے اسے اکیلے مسکراتے دیکھا تو پوچھ بیٹھا۔

"ویسے ہی۔ اب جلدی کرو تم۔ مجھے بہت بھوک لگی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ چلو کچن میں چلتے ہیں۔"

وہ کی جانب بڑھتا ہوا بولا۔ رویسہ بھی اس کے ساتھ ہی کچن میں آگئی۔ کھانا وہ ساتھ ہی باہر سے لے آئے تھے۔ اس لیے کچن میں آکر وہ کینبٹ سے پلیٹس نکالنے لگا۔

کچن میں لگی ڈائننگ ٹیبل پر پلیٹس اور گلاس رکھ کر رویسہ نے کھانا نکالا۔

"آ جاؤ سامی!!"

وہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولی۔ اسامہ بھی ہاتھ دھو کر اس کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

خوشگوار ماحول میں ہلکی پھلکی گفتگو کے درمیان وہ کھانا کھانے لگے۔

"کافی پیو گی؟"

کھانا ختم کر کے وہ اب اُٹھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"ہاں!! کیوں نہیں۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"ٹھیک ہے دو کپ بنا کر لاؤنج میں لے آنا۔"

اسامہ اس کی طرف مسکراہٹ اچھالتا کچن سے باہر نکل گیا۔ جبکہ وہ اس کی پشت کو گھورتی برتن سمیٹنے لگی۔

تھوڑی دیر بعد ہی رویسہ دو بھاپ اُڑاتے ہوئے کافی کے کپ لیے لاؤنج میں آ گئی۔ اسامہ صوفے سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کر کے بیٹھا تھا۔

"یہ لو سامی کافی۔"

وہ کافی ٹیبل پر رکھ کر اس کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ گئی۔

"میرا کوٹ دینا۔" اسامہ سیدھا ہوتے ہوئے بولا۔

"یہ لو۔"

رویسہ نے مسکراتے ہوئے کوٹ اُٹھا کر اسے تھما دیا۔ اسامہ نے کوٹ کی جیب سے

موبائل نکالا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی بریسلٹ بھی باہر نکل کر فرش پر گر گیا۔

"اوپس!!"

اسامہ نے اسے اٹھا کر واپس جیب میں رکھ لیا۔ رویسہ جو خوش ہو رہی تھی کہ اسامہ اب اسے بریسلٹ دے گا۔ اسے واپس رکھتے دیکھ ساری خوشی جھاگ کی طرح بیٹھ گئی۔

"سامی یہ بریسلٹ؟" وہ پوچھے بنا نہ رہ سکی۔

"یہ ایم جے کا ہے۔" اسامہ کوٹ واپس صوفے پر رکھتا ہوا بولا۔

"ایم جے؟" رویسہ نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"ہاں ایک لڑکی ہے۔ آج کیفے میں کلائنٹ سے میٹنگ کرنے کے بعد میں تھوڑی دیر وہیں بیٹھ کر کام کرنے لگا۔ پھر وہاں سے نکلتے وقت وہ مجھ سے ٹکرا گئی۔ تبھی یہ اس کے ہاتھ سے گر گیا۔"

اسامہ نے سکون سے بتایا۔ دانستہ طور پر اس کے گانے کی بات چھپا گیا تھا۔

"کون لڑکی؟ تم کیسے جانتے ہو اسے؟" رویسہ نے مشکوک نظروں سے اسے گھورا۔

"اوو پلیز!! اب تم شک کرنے مت لگ جانا۔ وہ ایک چھوٹی سی لڑکی ہے۔ اُس کی دوست اُسے ایم جے کہہ کر پکار رہی تھیں۔ اس لیے مجھے اُس کا نام معلوم ہو گیا۔" اسامہ جھنجھلا کر بولا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن یہ کیسا نام ہے۔ ایم جے؟" وہ منہ بنا کر بولی۔

"مجھے کیا معلوم ہو سکتا ہے۔ نک نیم ہو۔"

وہ کہہ کر کافی کا کپ اٹھا کر پینے لگا۔ البتہ رویمہ کا چہرہ بجھ سا گیا۔ تھوڑی دیر پہلے بریسلٹ ملنے کی ساری خوشی ماند پڑ گئی تھی۔

آفس سے آتے ہی وہ سیڑھیاں چڑھتا سیدھا اپنے کمرے میں آ گیا۔ لیپ ٹاپ اور بیگ کو ایک طرف رکھ کر وہ صوفے پر بیٹھ کر ٹائی کی ناٹ کو ڈھیلا کرنے لگا کہ تبھی دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوئی۔

"ہیلو عزام! کیسے ہو؟ کافی دیر لگا دی آنے میں؟"

"مار یہ تم پھر آ گئیں؟"

وہ اس کے سوال کو نظر انداز کر تا سپاٹ چہرے کے ساتھ پوچھنے لگا۔

"بہت بے مروت ہو۔ میں پوچھ رہی ہوں تم کیسے ہو اور بجائے میرا حال احوال پوچھنے کے تم بول رہے ہو پھر آ گئیں۔ تمہیں میرا آنا اچھا نہیں لگا؟" وہ خفگی سے کہتی اندر چلی آئی۔

"تمہارا دماغ ٹھیک ہے۔ جویوں رات گئے کسی غیر مرد کے کمرے چلی آ رہی ہو؟"

اسے اندر آتا دیکھ وہ ایک دم صوفے سے اُٹھ کر غراتے ہوئے بولا۔

"پلیز عزام!! ہم غیر نہیں ہیں اور کیا تمہیں نہیں معلوم گھر میں ہماری شادی کو لے کر بات چیت چل رہی ہے۔"

ماریہ کی بات پر عزام بے یقینی سے اسے دیکھنے لگا۔ اسے تو علاوہ بیگم نے ایسا کچھ نہیں بتایا۔ پھر یہ کیا بول رہی ہے؟

"دیکھو ماریہ!! گھر میں جو بھی چل رہا ہو۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں۔ تمہیں صرف اتنا بتا دوں۔ میں تم سے شادی نہیں کروں گا۔"

عزام کے ایسے صاف انکار پر وہ اسے دیکھتے رہ گئی۔
"وجہ؟"

وہ بمشکل بولی۔

"ازل سے اس دل میں "کوئی اور" بستا ہے "کسی اور" کے لیے کوئی گنجائش نہیں۔"
وہ سنجیدہ چہرے کے ساتھ بولا۔ اس کے واضح اطراف پر ماریہ کو یقین کرنا مشکل ہو گیا۔
"کون؟"

"یہ جاننا تمہارے لیے ضروری نہیں۔ اب جاؤ یہاں سے مجھے آرام کرنا ہے۔"

عزام نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ اپنی اتنی ہتک پر ماریہ تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔

عزام بھی خود کو پرسکون کرتا ہاتھ روم کی جانب بڑھ گیا۔ مگر دل میں علایہ بیگم سے بات کرنے کا ارادہ وہ کر چکا تھا۔

کھڑکی کے سامنے کھڑے آج وہ افق پر نظر آتے چاند کو دیکھ رہی تھی۔ دل عجیب اداس سا ہو گیا تھا۔ یوں سالوں بعد اس سے روبرو کھڑے ہو کر بات کرنا خوشی کے بجائے تکلیف میں مبتلا کر گیا تھا۔ اس نے مڑ کر ایلف اور زارا کی طرف دیکھا۔ وہ کب کی سوچکی تھیں۔ وہ بھی گہرا سانس لیتی کھڑکی کے سامنے سے ہٹ کر بیڈ پر آ گئی۔ موبائل اٹھا کر اس نے عزام کو کال کرنی چاہی۔ مگر کہیں دور ماضی میں اسے علایہ بیگم کہتی نظر آئیں۔

"ماہ جبین بیٹا اب تم بچی نہیں رہیں۔ عزام تمہارا کزن ضرور ہے۔ مگر ہے تو نامحرم نا۔ اب اس کے ساتھ یہ بے تکلفی اچھی نہیں۔"

ماہ جبین اپنے کمرے میں کتابیں لیے بیٹھی تھی۔ جب وہ کمرے میں آکر اسے سمجھانے لگیں۔

"لیکن مامی جان میں۔۔۔"

"دیکھو بیٹا برا نہیں ماننا۔ میں تمہارے بھلے کے لیے بول رہی ہوں۔ تم ایک جوان لڑکی ہو۔ اسامہ کے نکاح میں ہو۔ تمہیں اب عزام سے دور رہنا چاہیے۔ اگر لوگ تمہیں یوں اس کے ساتھ دیکھیں گے تو طرح طرح کی باتیں بنائیں گے۔" وہ اس کی بات کاٹتے ہوئے پھر بولیں۔

"میں بُرا کیوں مانوں گی مامی جان؟ آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ مجھے اب احتیاط کرنی چاہیے۔ آپ فخر نہ کریں میں اب آپ کو شکایت کا موقع نہیں دوں گی۔" وہ مسکرا کر بولی۔ علیہ بیگم بھی مسکرا دیں۔

"میری پیاری بچی۔"

وہ اس کا گال تھپک کر اٹھ کر باہر چلی گئیں۔ ان کے جاتے ہی ماہ جبین کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔

وہ اتنی بھی بچی نہ تھی جوان کی باتوں کا مطلب نہ سمجھ سکتی۔ وہ اسے لوگوں کی وجہ سے نہیں عزام کی وجہ سے اُسے دور رہنے کا بول رہی تھیں۔ وہ تو اپنے لیے عزام کی محبت کو

آنکھوں سے ہی پہچان گئی تھی۔ پھر یہ تو زبان سے کہہ جانے والے الفاظ تھے۔ وہ کیسے نہ سمجھتی۔

علا یہ بیگم کا عکس نظر آنا بند ہوا۔ وہ حال میں لوٹ آئی اور ساتھ ہی موبائل کو واپس سائڈ پر رکھ دیا۔

"مانا کے عزی مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ لیکن مجھے کوئی حق نہیں میں ان کی زندگی میں پھانس بن کر اٹکی رہوں۔"

وہ سوچتے ہوئے تکیہ درست کر کے لیٹ گئی۔ البتہ نیند آنکھوں سے کو سودور تھی۔

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

"ہائے ایم جے!!"

وہ کلاس سے نکل کر لائبریری میں جا رہی تھی۔ جب پیچھے سے ایلکس آواز دیتا بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا۔

اس کی پکار پر وہ جتنا بُرا منہ بنا سکتی تھی اتنا بُرا بناتے ہوئے مڑی۔

"کیا ہے؟"

"وہ آج کالج نوٹ کیا تھا؟" وہ سر پر ہاتھ پھیرتا ہوا پوچھنے لگا۔
 "کیا ہے تو؟"

"تو یہ کہ مجھے دے دو تم اپنے لیے دوسرے بنا لینا۔"
 وہ بڑے اطمینان سے بولتا ہوا ماہ جبین کو تپا گیا۔

"کیوں دے دوں؟ میں نے کہا تھا کلاس بنک کرنے کے لیے؟" وہ اسے خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے بولی۔

"نہیں لیکن مجھے معلوم تھا۔ تم مجھے نوٹ کیے ہوئے لیکچر دے دو گی؟"
 "وہ کیسے؟" ماہ جبین نے بھنویں اچکا کر اسے دیکھا۔
 "ایسے۔"

اسنے کہنے کے ساتھ ہی ماہ جبین کے ہاتھ سے فائل جھپٹی اور بھاگتا ہوا کلاس کی طرف چلا گیا۔ پہلے تو وہ منہ کھولے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے جاتے دیکھتی رہی پھر جیسے ہی ہوش آیا فوراً اس کے پیچھے بھاگی۔

"ایلیکس پلیز!! نوٹس کے ساتھ مذاق نہیں مجھے واپس کرو۔" وہ اس کے ہاتھ سے چھیننے کی کوشش کرتی بے بسی سے بولی۔

ایلیکس آرام سے اپنے لمبے قد کے باعث فائل کو ہوا میں لہرا رہا تھا۔ جسے ماہ جبین اچھل اچھل کر پکڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"دے دونا۔"

وہ تھک کر معصوم سی شکل بنا کر بولی۔ ایلیکس اپنی مسکراہٹ دبا کر اسے دیکھتا رہا۔

"ایک شرط پر؟"

"کیا؟"

ایلیکس آگے کو جھکا اور رازداری سے بولا۔

"گرل فرینڈ بن جا میری۔ پھر یہ فائل بھی تمہاری، بندہ ناچیز بھی تمہارا۔"

اس کی بات پر ماہ جبین نے تیزی سے فائل چھینی اور ایک زوردار لالت اس کے پیٹ پر مار کر وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

"چڑیل!!"

www.urdu novels mania.com

وہ پیٹ پکڑ کر چیخا۔

آس پاس سے گزرتے اسٹوڈنٹس اسے دیکھ کر ہنسنے لگے تھے۔

"کیا ہے؟ کام کر اپنا۔"

وہ تمللا کر پاس کھڑے لڑکے کے سر پر چپت لگاتا۔ وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔

علا یہ بیگم کمرے میں داخل ہوئیں تو سامنے ہی بیڈ پر عزام کو سوتے پایا۔ صبح سے دوپہر ہونے کو آئی تھی اور وہ ابھی بھی سو رہا تھا۔

"عزام بیڈا دوپہر ہو گئی اٹھ جاؤ۔ آج تم آفس بھی نہیں گئے۔ طبیعت ٹھیک ہے نا؟" وہ کھڑکی کے پردے ہٹاتیں اس کے پاس آئیں۔ ہاتھ لگا کر ماتھے کو چھوا تو بخار سے تپ رہا تھا۔

"یا اللہ!! اسے تو بہت تیز بخار ہے۔" وہ پریشان ہوتی کمرے سے باہر نکل گئیں۔ تھوڑی دیر بعد ہی ایک برتن میں ٹھنڈا پانی لیے کمرے میں چلی آئیں۔
www.urdu novels mania .co
عزام کے سر پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھتی وہ مسلسل آنسو بہا رہی تھی۔ انوار صاحب کے انتقال کے بعد ایک وہ ہی تو تھا۔ جوان کا سب کچھ تھا۔ اس کی چھوٹی سی چوٹ پر بھی وہ ٹرپ کر رہ جاتی تھیں۔

"میں نے زندگی میں ایسے صرف دو مرد کو دیکھا ہے عزام۔ ایک تمہارا باپ۔ جو محبت میں اپنے گھر والوں تک سے لڑ گیا۔ اور اب ایک تم۔ جو محبت میں خود سے لڑ رہا ہے۔" وہ اس کے چہرے کو دیکھ کر سوچنے لگیں۔

انوار شاہ نے علایہ بیگم سے اپنے گھر والوں کی رضامندی کے خلاف جا کر شادی کی تھی۔ لیکن انوار صاحب اور علایہ بیگم کی کوشش اور اللہ کی مہربانی سے جلد ہی گھر والوں نے اس محبت کی شادی کو قبول کر لیا تھا۔ مگر آزمائش ابھی ختم نہیں ہوئی تھی۔ یونی چار سال گزرنے کے بعد بھی انہیں اولاد کی خوشی نصیب نہیں ہوئی۔ اس دوران صدیق شاہ کی شادی ان کی خالہ زاد سلما بیگم سے ہو گئی۔ ان کی شادی کے بعد جہاں اللہ نے ایک سال میں ہی سلما بیگم کو خوشی دکھائی۔ وہیں چار سال بعد انوار صاحب اور علایہ بیگم کی آزمائش کو بھی عزام کی صورت ختم کر دیا۔ عزام اور اسامہ میں بس ایک ہفتے کا فرق تھا اور اس ایک ہفتے کے فرق سے عزام اسامہ پر بازی لے گیا تھا۔ گھر کے بڑے بیٹے کی پہلی اولاد، پہلا پوتا۔ مگر کچھ سالوں بعد ہی انوار صاحب کی زندگی انہیں دغا دے گئی۔ ایک رات ہارٹ اٹیک کے باعث وہ اس دنیا سے رخ موڑ گئے تھے۔ اور اپنے پیچھے اپنے گھر والوں کو روتا ہوا چھوڑ گئے۔ باپ کی وفات کے بعد عزام کو چچا جان اور شاہ بی بی کی توجہ اور بھی زیادہ ملنے لگی

تھی۔ اور شاید یہ ہی وجہ تھی کہ بے جالا ڈپیار نے اسے غیر زمرہ دار بنا کر رکھ دیا تھا۔ لیکن ماہ جبین کے باعث یہ غیر زمرہ داری بھی زیادہ عرصہ چل نہیں سکی۔

"یا اللہ!! میرے بیٹے کی زندگی کو خوشیوں سے بھر دے۔"

علا یہ بیگم اپنے آنسو صاف کرتیں اپنے رب سے اس کی خوشیوں کی دعا کرنے لگیں۔ اور پھر ماں کے دل سے نکلی دعا تو عرش کو ہلا دیتی ہے۔ عنقریب عزام کی زندگی میں بھی خوشیاں جلد دستک دینے والی تھیں۔

وہ مصوع ریسٹورنٹ (Massawa Restaurant) میں بیٹھی مسلسل موبائل میں لگی تھی۔ ساتھ بیٹھی زارا اپنے آرڈر کے انتظار میں کبھی کاؤنٹر کی طرف دیکھتی تو کبھی وہاں بیٹھے لوگوں پر ایک نظر ڈال لیتی۔ آج صرف وہ دونوں ہی تھیں۔ کیلین کو اپنے آفس سے ضروری کال آگئی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ سیدھا یونی سے آفس چلی گئی۔ دوسری طرف ایلٹ کے بھی سر میں درد تھا۔ جس کے باعث اس نے بھی ساتھ آنے سے انکار کر دیا تھا۔ "ایم جے تم نے بتایا نہیں تمہارے والدین کی ڈیٹھ کیسے ہوئی۔" زارا کئی بار اس سے

پوچھ چکی تھی۔ لیکن ماہ جبین ہمیشہ ہی اس بات کو ٹال دیتی تھی۔ لیکن زارا بھی اپنے نام کی ایک تھی۔ موقع کو غنیمت جان کر پوچھ بیٹھی۔ اس کی بات پر ماہ جبین نے موبائل ٹیبل پر رکھا اور آگے کو ہوا کر اسے دیکھتے ہوئے بولی۔ "میں اس وقت چھوٹی بچی تھی۔ جب میرے پاپا کو بلڈ کینسر ہو گیا تھا۔" "تو ان کی ڈیٹھ کینسر سے ہوئی؟" زارا فوراً بولی۔ "نہیں میرے چاچو اور پاپا کے درمیان جائیداد کا جھگڑا چل رہا تھا۔ جس کے باعث چاچو اور چاچی نے ماما اور پاپا کو زہر دے دیا۔ پاپا کو تو ویسے بھی کینسر تھا۔ لیکن ماما۔۔۔" وہ رکی پھر گہرا سانس اندر کھینچ کر مسکرا کر زارا کی طرف دیکھا جو حیرت اور افسوس کے ملے جلے تاثرات سے اسے دیکھ رہی تھی۔ "ماما پاپا کی ڈیٹھ کے بعد ماموں جان مجھے اپنے ساتھ گھر لے آئے اور میری حفاظت کیلئے نانی جان نے میرا نکاح میرے کزن اسامہ سے کر دیا۔" "واٹ!! تم شادی شدہ بھی ہو؟" زارا ایک دم چلائی۔ "آہستہ لڑکی دنیا کو مت سناؤ۔" ماہ جبین اسے گھورتے ہوئے بولی۔ "مجھے یقین نہیں آ رہا۔ تم اور شادی شدہ؟" وہ بے یقینی کی کیفیت میں ماہ جبین کو دیکھ رہی تھی۔ "شادی شدہ نہیں صرف نکاح ہوا تھا۔ دراصل چاچو کو شاید مجھ پر رحم آ گیا تھا۔ یا یوں کہہ لو اللہ نے میری زندگی رکھی تھی۔ جو انہوں نے ایک چھوٹی بچی کی جان نہیں لی۔ لیکن میرے ماموں جان اور نانی جان کو میری حفاظت کے لیے کچھ تو کرنا تھا۔ اس لیے میرا نکاح اسامہ سے کر دیا تاکہ قانونی اور شرعی حیثیت سے کوئی مجھے ان

سے چھین نہ سکے۔ "ویسٹران کا آرڈر لے کر ٹیبل پر آیا تو وہ دونوں خاموش ہو گئیں۔"

تمہارا مطلب تمہارے چاچو نہ چھین سکیں؟ "ویسٹر کے جاتے ہی زارا نے بات کا سلسلہ وہیں سے شروع کیا۔ "ہاں!!" ماہ جبین نے اثبات میں سر ہلایا۔ "تو پھر اس کے بعد تمہارے ماموں اور نانی جان نے تمہارے چاچو کے خلاف قتل کیس دائر نہیں کیا؟" وہ غور سے ماہ جبین کو دیکھ رہی تھی۔ جس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ شاید وہ اپنا دکھ، تکلیف لوگوں پر عیاں کر کے ہمدردی نہیں سمیٹتی تھی۔ اس کا یہ عام سا انداز زارا کو اچھا لگا۔ "میرے نکاح کے کچھ دنوں بعد ہی ان کی کار ایکسیڈنٹ میں ڈیٹھ ہو گئی تھی۔ چاچی صدمہ برداشت نہیں کر سکیں وہ بھی چل بسی۔ اور اس طرح ساری جائیداد میرے اٹھارہ سال کے ہوتے ہی میرے نام ٹرانسفر ہو گئی۔" ماہ جبین کہہ کر کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی۔ مگر شاید زارا کے سوالات ابھی ختم نہیں ہوئے تھے تو پوچھ بیٹھی۔ "تمہارے چاچو کی کوئی اولاد نہیں تھی؟" "نہیں تبھی تو سب جائیداد مجھے مل گئی۔ کیونکہ میں ایک لوتی وارث تھی۔" "کہیں تمہارے ماموں جان نے بھی تمہارا نکاح اپنے بیٹے سے جائیداد کی وجہ سے تو نہیں کروایا؟" "زہن میں اٹھتا سوال بلآخر زبان پر آیا۔ "ارے سے نہیں!! وہ خود زمینوں کے مالک ہیں اور پھر اسامہ بھی ایک نامور بزنس مین ہیں۔ وہ ایسا کیوں کر نیگے۔ تم غلط سمجھ رہی ہو۔" ماہ جبین ہنستے ہوئے بولی۔ مگر اگلے ہی لمحے اس کی ہنسی کو بریک لگ گیا۔ چہرے

کے تاثرات یک دم سنجیدہ ہوئے۔ آنکھیں ریسٹورنٹ کے دروازے پر ٹھہر گئیں۔ جہاں سے اسامہ اندر داخل ہو رہا تھا۔ "زارا چلو اب واپس چلتے ہیں؟" وہ موبائل اٹھاتے ہوئے بولی۔ "ارے کیوں؟ مجھے کھانے تو دو۔" زارا کہہ کر واپس اپنی پلیٹ پر جھک گئی۔ جس پر ماہ جبین نے بے چینی سے پہلو بدلا۔ پھر ناچار اسامہ سے دھیان ہٹانے کے لیے خود کو موبائل میں مصروف کر لیا کہ تبھی بہت قریب سے کسی کی مردانہ آواز ابھری۔ "مس ایم جے!!" اوومانی گاڈ!! آپ۔۔۔ آپ اسامہ صدیق شاہ ہیں نا؟ پیرس کے مشہور بزنس مین؟ "اسامہ کے مخاطب کرنے پر ماہ جبین تو نہیں پر زارا ضرور اس کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔ اور اسے دیکھتے ہی فوراً چمکتے ہوئے پوچھنے لگی۔ "جی!!" اسامہ مسکرا کر محض اتنا ہی بولا اور ایک نظر ماہ جبین پر ڈالی جو ان دونوں سے بے نیاز بیٹھی موبائل پر مصروف تھی۔ "مجھے یقین نہیں آ رہا میں آپ کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ رہی ہوں۔ میں نے ہمیشہ آپ کو میگزین یا نیوز پیپر میں ہی دیکھا تھا۔" اتنے بڑے بزنس مین کو اپنے سامنے کھڑے دیکھنے کے بعد زارا کی خوشی کی انتہا نہیں رہی تھی۔ "جی!! اچھولی یہاں سے گزر رہا تھا تو شیشے کے پار آپ لوگوں پر نظر پڑی۔ اس لیے سوچا آپ کی دوست کا بریسلٹ لوٹا دوں۔ اس دن کیفے میں مجھ سے ٹکرانے کے باعث وہیں گر گیا تھا۔" "اوہ!! تو اس دن آپ تھے۔ ہم نے پہچانا ہی نہیں۔" "جی آپ لوگ اتنی باتوں میں جو مصروف تھیں۔" اسامہ نے مزاحیہ انداز میں طنز

کیا۔ زارا ہنس دی۔ "یہ لیں!! آپ کی امانت۔" اسامہ نے جیب سے بریسلٹ نکال کر ماہ جبین کی طرف بڑھایا۔ جو بے نیاز سر جھکائے موبائل میں مصروف تھی۔ ماہ جبین نے موبائل پر جھکا سر اٹھایا اور اسامہ کے ہاتھ سے بریسلٹ تھام کر "شکریہ" کہتی واپس سر جھکا گئی۔ اسامہ کو اس کا یہ انداز بُرا لگا۔ لڑکیاں تو اس کی وجاہت اور دولت سے ہی اس کی جانب کھینچی چلی آتی تھیں۔ لیکن نہ جانے یہ کیسی لڑکی تھی۔ جس نے نظر تک اٹھا کر دیکھنا گوارہ نہ کیا۔ اسامہ اس کا بریسلٹ دے کر مر گیا۔ آخر اس کی انا کو کیسے برداشت ہوتا کوئی معمولی سی لڑکی اسے اس بُری طرح سے نظر انداز کرے۔ وہ ابھی چند قدم ہی آگے بڑھا ہی تھا۔ جب اسے اپنے پیچھے سے ان دونوں کی آواز آئی۔ "ایم جے تم نے دیکھا اسے کتنا ہیڈسم ہے نا۔" زارا کی چمکتی ہوئی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ "میں نے اس سے زیادہ خوبصورت مرد کو دیکھا ہے اور اس سے زیادہ امیر آدمی کو جانتی ہوں۔" ماہ جبین کی سرد آواز کان میں پڑتے ہی اس کے لب بھیج گئے۔ وہ فوراً وہاں سے نکلتا اپنی گاڑی میں بیٹھ کر گھر کی جانب روانہ ہو گیا۔ جبکہ ریسٹورنٹ کے اندر بیٹھی ماہ جبین کی نظروں نے گاڑی کے اوجھل ہونے تک اسے نظروں کے حصار میں رکھا تھا۔ - ***** -

آخر سمجھتی کیا ہے خود کو؟ "گھر میں داخل ہو کر اس نے غصے سے بھرے ہوئے انداز میں کوٹ اُتار کر صوفے پر پھینکا۔ لاؤنج میں اس وقت سناٹا چھایا ہوا تھا۔ اس نے ٹیبل پر موجود

گلاس اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ "آج تک کسی نے مجھے یوں اگنور نہیں کیا اور وہ چھٹانک بھر لڑکی مجھے نظر انداز کر رہی تھی۔" وہ بڑبڑایا۔ نہ جانے کیوں وہ اسے اتنا سوچ رہا تھا۔ جو کسی بھی معاملے میں زیادہ سوچا نہیں کرتا تھا۔ آج وہ اس بے ضرر سی لڑکی کو سوچ سوچ کر پاگل ہو رہا تھا۔ وہ بھی صرف دوسری ملاقات میں کیوں؟ اس نے بالوں کو مٹھی میں جکڑ لیا۔ "ریلکس اسامہ!! تم بلا وجہ ہی اسے سر پر سوار کر رہے ہو۔ ایسی لڑکیاں توجہ حاصل کرنے کے لیے اکثر اس طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتی ہیں۔" خود کلامی کرتے اس نے اپنے آپ کو پُر سکون کرنا چاہا۔ "ہنہ!! مجھ سے زیادہ خوبصورت مرد کو دیکھا ہے اور مجھ سے زیادہ امیر آدمی کو جانتی ہے۔" وہ ہنکار بھر کر سوچتا کوٹ اٹھا کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ چاہتے ہوئے بھی وہ اسے زمین سے نکال نہیں پارہا تھا۔

***** وہ بیڈ پر لیٹا چھت کو گھور رہا تھا جب علیہ بیگم اس کے کمرے میں داخل ہوئیں۔ اسے یوں لیٹا دیکھ کر وہ اس کے پاس ہی بیڈ پر آ کر بیٹھ گئیں۔ "اب کیسی طبیعت ہے؟" وہ ماتھے کو چھوتے ہوئے پوچھنے لگیں۔ "گھر میں یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ اور کسی نے مجھ سے پوچھنا تو دور بتانے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔" عزام ان کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے بولا۔ "بیٹا ایسا کچھ نہیں ہے۔ وہ تو بس سلما ہی ماریہ کے سامنے اس کی اور تمہاری شادی کا ذکر چھیڑ کر بیٹھ جاتی تھی۔ ورنہ تمہاری ماریہ سے شادی کرنے کا میرا

کوئی ارادہ نہیں۔ "علایہ بیگم نے اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے فوراً وضاحت دینی چاہی۔ "منع کریں ان کو اور اب اس گھر میں میری شادی کی بات دوبارہ نہیں ہوگی۔"

لیکن بیٹا کب تک اکیلے زندگی گزارو گے؟ تم شادی کر لو۔ دیکھنا جب تمہاری بیوی آجائے گی تو تم سب بھول جاؤ گے۔ "وہ سمجھانے لگیں۔ "کیا اتنے سالوں میں آپ بابا سائیں کو بھول گئیں؟" عزام کے سوال پر وہ ایک پل کے لیے خاموش ہو گئیں تو وہ پھر بولا۔ "کوئی کسی کی جگہ نہیں لیتا امی جان۔ ہر شخص آکر اپنی جگہ الگ بناتا ہے۔ آنے والی بھی اپنی جگہ بنا لے گی۔ لیکن وہ جگہ حاصل نہیں کر پائے گی جو ماہین کی ہے۔" عزام کی بات پر وہ خاموش ہی رہیں۔ وہ بالکل ٹھیک تھا۔ اتنے سال گزرنے کے بعد بھی نہ ان کے دل سے انوار صاحب کی محبت ختم ہوئی تھی نہ ضرورت۔ آج بھی وہ ان کے دل میں اسی مقام پر تھے۔ جہاں سالو پہلے تھے۔ "آپ کو آج بھی بابا سائیں سے محبت ہے۔ مجھے آج بھی بابا سائیں کی ضرورت ہے۔ کسی کے چلے جانے سے محبت یا ضرورت ختم نہیں ہو جاتی۔ بس ہم حالات سے سمجھوتہ کر لیتے ہیں۔ بالکل اسی طرح ماہین سے محبت یا اس کی ضرورت ختم نہیں ہوگی۔ میں بھی بس اپنے حالات سے سمجھوتہ کر لوں گا۔ لیکن کیا یہ اس لڑکی کے ساتھ غلط نہیں ہوگا۔ جو مقام اس کا میری زندگی میں ہونا چاہیے وہ کسی اور کا ہوگا۔ جس محبت کی وہ حق دار ہوگی۔ وہ کسی اور کے لیے ہوگی۔ وہ آ کے اپنی جگہ بنا لے گی۔ مگر ماہین کی جگہ

حاصل نہیں کر سکے گی۔ تو پھر کیا آپ چاہتی ہیں میں جہنم میں چلا جاؤ۔ ایک حق دار کو اس کا حق نہ دے کر؟ "وہ عزام کو دیکھتی رہ گئیں۔ وہ کیوں بھول گئی تھیں۔ ان کا بیٹا عام مرد نہیں ہے۔ جو کسی کو بھولنے میں چار گھنٹے نہ لگائے۔ وہ عزام ہے۔ انوار شاہ کا بیٹا، ان کا عکس تو وہ بھلا عام مرد کیسے ہو سکتا تھا۔ "اب میں تمہیں شادی کا نہیں بولوں گی۔ تم جب اپنی مرضی سے کرنا چاہو کر لینا۔" وہ مسکرا کر اس کا ماتھا چومتی اٹھ کھڑی ہوئیں۔ "میں کھانا لے کر آتی ہوں پھر تمہیں دوا بھی لینی ہے۔" "علایہ بیگم کہہ کر کمرے سے باہر نکل گئیں۔ عزام نے گہرا سانس لے کر آنکھیں موند لیں۔ -*****- جہاں رات کی سیاہی پیرس میں پھیلی وہیں شہر کی روشنیوں نے اس کا استقبال کیا تھا۔ ایسے میں ہو سٹل کے اس روم میں وہ بیٹھی دنیا جہاں سے بے نیاز اپنے کام میں مشغول تھی۔ "ایلف تم یقین نہیں کرو گی۔ وہ میرے بالکل سامنے کھڑا تھا۔ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ کہ پیرس کے اتنے بڑے بزنس ٹیکون اسامہ شاہ کو اپنے سامنے دیکھوں گی۔" زارا جب سے ریسٹورنٹ سے واپس آئی تھی۔ تب سے اسامہ کے قصیدے پڑھے جا رہی تھی۔ ان سے تھوڑا دور کرسی پر بیٹھی ماہ جبین بیزاری سے اس کی بات کو سنتی، ساتھ ہی ڈیجسٹ کا مطالعہ کرنے میں لگی تھی۔ "وہ میگزین میں تو کچھ بھی نہیں لگتا جتنا پاس سے دیکھنے میں خوبصورت لگتا ہے۔ تمہیں بھی ہمارے ساتھ چلنا چاہیے تھا ایلف۔ پھر تم۔۔۔" "اففف!! بس کر دو

زارا۔ جب سے آئی ہو اسامہ اسامہ کی رٹ لگا رکھی ہے۔ "ماہ جبین اکتا کر بولی۔" کیوں بس کردوں اور تمہیں کیوں اتنا بُرا لگ رہا ہے؟ ریسٹورنٹ میں بھی ایسے اسٹیوڈ دکھا رہی تھیں جیسے وہ تمہارا کزن اسامہ۔۔۔" زارا کی چلتی زبان رکی اور گھڑی کے آٹھوں پہر میں سے اس پہر زارا کو ماہ جبین کیے اسٹیوڈ کی وجہ سمجھ میں آئی تھی۔ "میرا نکاح میرے کزن اسامہ سے کر دیا۔" وہ ایک نامور بزنس مین ہے۔" اس نے بے یقینی نظروں سے ماہ جبین کی طرف دیکھا۔ "کیا یہ وہی اسامہ؟" ماہ جبین نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ زارا نے فوراً اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی چیخ کا گلا گھونٹا۔ ایلف نا سمجھی سے کبھی اسے تو کبھی ماہ جبین کو دیکھ رہی تھی۔

"بابا سائیں چائے۔" صدیق صاحب لاؤنج میں بیٹھے تھے۔ جب مناب چائے کی ٹرے لیے لاؤنج میں چلی آئی۔ "مناب بیٹا ماہ جبین سے بات ہوئی آپ کی؟" وہ چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے پوچھنے لگے۔

"جی بابا سائیں!! آج صبح ہی بات ہوئی تھی۔ وہاں سب ٹھیک ہے۔ ماہ جبین نے آپ سب کو سلام کہا تھا۔" مناب کہہ کر ان کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھ گئی۔ "ہممم ٹھیک ہے!! اس سے بات کرتی رہا کرو اور اسامہ سے بھی کہنا اس کا خیال رکھے۔"

"جی؟"

مناب نے نہ سمجھی سے انہیں دیکھا کہ تبھی پیچھے سے سلما بیگم کی آواز آئی۔
 "مناب یہاں کیا کر رہی ہو؟ جا کر کچن کی صفائی کرو۔"
 "جی امی جان۔"

مناب کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئی اور کچن کی جانب بڑھ گئی۔ اس کے جاتے ہی سلما بیگم فوراً
 صوفے پر بیٹھتی صدیق صاحب سے گویا ہونیں۔

"آپ کیوں بچوں کو اکیلے نہیں رہنے دیتے؟ کچھ وقت بنا کسی کی مداخلت کے ایک
 دوسرے کے ساتھ گزاریں گے تبھی تو دلوں میں محبت پیدا ہوگی۔ اگر بار بار یہاں سے فون
 کر کے خیر خیر دریافت کریں گے تو اسامہ پھر ماہ جبین کی طرف سے بے فکر ہو جائے گا
 کہ جب آپ لوگ ہیں تو اسے ماہ جبین کی فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔"
 سلما بیگم خفگی سے بولیں۔ وہ نہیں چاہتی تھیں۔ ان کا بولا جھوٹ سب کے سامنے
 آجائے۔

"آپ کو ماہ جبین کی پرواہ کب سے ہونے لگی؟" صدیق صاحب نے سوالیہ نظروں سے
 دیکھا۔

"یہ کیا بات ہوئی؟ مجھے بھی اس کی فکر ہے۔ بس میں اپنے بچے کے ساتھ زیادتی نہیں کرنا چاہتی تھی۔" وہ بُرا منہ بنا کر بولیں۔

"ارے!! آپ تو بُرا ہی مان گئیں۔ چلیں آپ کہتی ہیں تو نہیں کرتے بچوں کو تنگ۔ اب خوش؟" صدیق صاحب مسکرا کر کہتے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ سلما بیگم بھی سکھ کا سانس لیتی چائے کی ٹرے اُٹھا کر کچن میں چلی گئیں۔

"تم نے اتنی بڑی بات چھپائی ہم سے۔" ماہ جبین سے ساری بات جانے کے بعد وہ دونوں بے یقینی سے ماہ جبین کو دیکھ رہی تھیں۔

"میں سوچ بھی نہیں سکتی پیرس کا اتنا بڑا بزنس مین اندر سے اتنا چھوٹا آدمی نکلے گا۔" زارا نے تاسف سے کہا۔

"تو تم دونوں کیا کرو گے؟ کیا اپنی اپنی انا کے پیچھے رشتہ ختم کر دو گے؟" ایلف سوالیہ نظروں سے ماہ جبین کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"میری انا کہاں ہے اس میں۔ اگر میں انا دکھاتی تو کب کا خلع لے چکی ہوتی۔ مگر میں نے اپنا معاملہ اپنے رب پر چھوڑ دیا۔ اگر اللہ نے میرا اور اسامہ کا ساتھ لکھا ہے تو میں ساری زندگی اس کے ساتھ گزار دوں گی۔ انا کا مسئلہ بنا کر اپنے رب کی نافرمانی نہیں کروں گی۔" ماہ جبین اٹھ کر کھڑکی کے سامنے آگئی۔ جہاں سے روشنیوں سے جگمگاتا شہر نظر آ رہا تھا۔

"تو مطلب تم خاموشی سے اس کے ساتھ زندگی گزار دو گی۔ خوشی سے نہیں۔"

ایلف کے سوال پر ماہ جبین نے گہرا سانس لے کر ٹھنڈی ہوا کو اندر اُتارا۔

"اکثر لوگوں کی شادیاں محبت اور خوشیوں سے خالی ہوا کرتی ہیں۔ ان میں سے ایک "ہم" سہی۔"

"لیکن یہ غلط ہے یار!! تمہارے ماموں نے اس کا زبردستی تم سے نکاح کرادیا تو اس کا مطلب یہ تو نہیں وہ اپنی انا کا مسئلہ بنا کر تم سے بدلہ لے۔" زارا غصے سے بولی۔

"پلیز زارا!! اس ٹاپک پر ہم پھر کبھی بات کریں گے۔ میں فی الحال اس موضوع پر اب کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔" ماہ جبین تھکے تھکے انداز میں بولی۔

جس پر ایلف نے زارا کو آنکھوں کے اشارے سے بعض رہنے کا کہا۔ مطلب اب کوئی اور سوال نہیں۔

وقت پر لگا کر تیزی سے گزر رہا تھا۔ یہاں اس کے قیام کو تین ماہ ہو چکے تھے اور ان تین ماہ میں صرف دو ہی بار اس کا سامنا اسامہ سے ہوا تھا۔ جس پر اس نے صد شکر ادا بھی کیا تھا۔

"یار!! یہ سگنل کب کھلے گا؟"

اس وقت وہ لمبرگنی میں بیٹھی سگنل کے گرین ہونے کا انتظار کر رہی تھیں۔ کہ تبھی اسامہ کی گاڑی ان کے بائیں جانب آرکی۔ زارا کی نظر اس پر پڑتے ہی فوراً جھج اُٹھی۔

"وہ دیکھو ایم جے!!"

"کیا دیکھو؟"

ماہ جبین سامنے دیکھتے ہوئے بولی۔

"ارے!! سامنے نہیں اپنے بائیں جانب دیکھو اسامہ کسی لڑکی کے ساتھ ہے۔"

زارا کے کہنے پر ایلف اور ماہ جبین نے چہرہ موڑ کر بائیں جانب دیکھا جہاں اسامہ اور رویسہ گاڑی میں بیٹھے باتوں میں مصروف تھے۔

"پلیز سامی شیشہ اوپر کر دو۔ یہ لڑکیاں بھی نا جہاں امیر آدمی دیکھتی ہیں۔ وہیں شروع ہو جاتی ہیں۔"

رویہ ان تینوں کو اپنی جانب متوجہ پا کر منہ بناتے ہوئے بولی۔ اسامہ نے چہرہ موڑ کر ان تینوں کی طرف دیکھا کہ تبھی ماہ جبین کو شرارت سو جھی۔

چہرے پر دلکش مسکراہٹ سجا کر اس نے ایک ادا سے ہاتھ ہلاتے ہوئے اسامہ کو "ہیلو" کہا۔ جواباً اسامہ نے بھی مسکراتے ہوئے ہاتھ ہلادیا۔

"یہ کیا کر رہے ہو تم؟" رویہ تلملا اٹھی۔

"کیا ہو گیا تمہیں؟ یہ وہی لڑکی ہے۔ جس کا بریسٹ گر گیا تھا۔" اسامہ نے اسے گھور کر دیکھا۔

ادھر گاڑی میں بیٹھی وہ تینوں ان کے جھگڑے سے لطف اندوز ہو رہی تھیں کہ تبھی سگنل کھلا اور ماہ جبین کھلکھلا کر ہنستی تیزی سے لمبر گنی کو آگے بڑھالے گئی۔

"واہ ایم جے!! تم نے صرف ایک مسکراہٹ سے ہی ان دونوں کو لڑوا دیا۔" ایلف ہنستے ہوئے بولی۔

www.urdu novels mania.com

"ہاں!! دیکھا تھا کیسے جیلس ہو رہی تھی۔ کیا بول رہی تھی۔ پلیز سامی شیشہ اوپر کر دو۔ یہ لڑکیاں بھی نا جہاں امیر آدمی دیکھتی ہیں۔ وہیں شروع ہو جاتی ہیں۔" زارا رویہ کی منگل اتارتے ہوئے بولی۔ جس پر وہ دونوں کھلکھلا کر ہنس دیں۔

"اففف!! بس کر دو۔ ہنس ہنس کر میرے پیٹ میں درد ہو جائے گا۔" ماہ جبین نے پیٹ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں اب بس۔"

زارا منہ پر انگلی رکھتے ہوئے بولی مگر اگلے ہی لمحے تینوں کا زندگی سے بھرپور قہقہہ گاڑی میں گونج اٹھا تھا۔

"تو اب تمہاری اس لڑکی سے اتنی بے تکلفی بڑھ گئی ہے کہ تم مسکرا مسکرا کر اس سے بات کرو گے۔ پہلے تو تم لڑکیوں کی طرف دیکھتے تیک نہیں تھے۔ اور اب۔۔۔ آخر تم بھی نکلے نایک عام مرد۔"

www.urdu novels mania.com

رویسہ گھر میں داخل ہوتے ہی چلا اٹھی۔ اسامہ کا یوں ماہ جبین کو دیکھ کر مسکرا کر اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

"اپنی زبان کو لگام دو مجھے اس طرح کی جاہل عورتیں بالکل پسند نہیں جو چیخ چیخ کر گھر سر پر اٹھا لیں۔" اسامہ کوٹ کے بٹن کھولتا ہوا غرایا۔

"تو کس طرح کی پسند ہیں ہاں؟ آج بتا دو تم مجھے؟" رویسہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔ اسامہ سر جھٹک کر صوفے پر جا بیٹھا۔

"دیکھو رومی!! اپنے شک کرنے کی عادت کو ختم کر دو۔ ورنہ مجھے لگتا ہے۔ ہمارا ساتھ مزید نہیں چل پائے گا۔"

اب کے اسامہ نرمی سے بولا مگر رویسہ کو لگا کسی نے تماچہ دے مارا ہو۔

"ہاں ہاں!! اب کیوں مزید چلے گا ہمارا ساتھ۔ اب تمہاری زندگی میں وہ جو آگئی ہے۔ اب تو اسی کے ساتھ وقت گزارو گے۔ آخر کو تم سارے مرد ایک جیسے ہی ہوتے ہو۔ خوبصورت لڑکی دیکھی نہیں اور ایمان ڈگمگا گیا۔"

رویسہ سرخ ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے بول رہی تھی کہ اسامہ دھاڑ اٹھا۔

"آؤٹ!! بس بہت ہو گیا۔ بہت سن لی تمہاری بکواس منکھو میرے گھر سے۔ میں تمہاری شکل بھی اب اپنے گھر میں برداشت نہیں کر سکتا۔"

اسامہ کے کہنے کے باوجود وہ اپنی جگہ سے نہ ہلی تبھی اسامہ آگے بڑھا اور بازو سے پکڑ کر اسے دروازے سے باہر کرتے دروازہ اس کے منہ پر بند کر دیا۔

وہ اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھالیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا۔ جب سائنڈ ٹیبل پر رکھا موبائل بج اٹھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹیبل پر سے موبائل اٹھا کر اپنے سامنے کیا۔ اسکرین پر "ماہین" لکھا جگمگا رہا تھا۔ آج پورے تین ماہ بعد وہ اسے کال کر رہی تھی۔ اس کی خیریت گھر والوں سے تو معلوم ہو ہی جاتی تھی۔ مگر اس کی آواز آج وہ پورے تین ماہ بعد سنے والا تھا۔ اس نے لمحے کی تاخیر کیے بغیر کال اٹھائی۔

"ہیلو!!"

اسپیکر میں سے ماہ جبین کی آواز ابھری۔

"السلام علیکم!!"

عزام نے فوراً سلامتی بھیجی۔

"وعلیکم السلام!! کیسے ہیں عزی آپ؟"

"الحمد للہ!! ٹھیک۔ آپ کیسی ہو؟ سب ٹھیک ہے نا وہاں؟"

عزام نے متفکر لہجے میں پوچھا۔ سب سے پہلا خیال اسے کچھ غلط ہونے کا ہی آیا تھا۔

"کیا میں ایسے ہی کال نہیں کر سکتی؟ کیا ضروری ہے جب کسی مصیبت میں ہوں تب ہی

کال کروں؟"

اسپیکر سے اُبھر تا ماہ جبین کا خفا لہجہ عزام کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

"ایسی بات نہیں ہے ماہین۔ مجھے بس فکر رہتی ہے۔ آپ وہاں اکیلی جو ہو۔"

عزام کی بات پر ماہ جبین تلخی سے مسکرا دی۔ واقعی اُس کے سوا کون تھا جو اس کی ایک آواز پر دوڑا چلا آتا؟ اس کی فکر کرتا کون؟

"میں بالکل ٹھیک ہوں عزی۔ یہاں بھی سب ٹھیک ہے۔ آپ پریشان نہیں ہوں۔ بس

بہت دنوں سے آپ سے بات نہیں کی تھی تو سوچا آج کر لوں۔"

"یہ تو اچھا کیا۔" عزام مسکرا کر بولا۔

"اچھا تو میں ہمیشہ ہی کرتی ہوں۔ میں خود جو بہت اچھی ہوں۔" وہ شرارت سے بولی۔

"ہاں!! وہ تو سب جانتے ہیں۔ آپ کتنی اچھی ہیں۔" عزام نے اس کی شرارت سمجھتے

ہوئے سنجیدہ انداز اپنایا۔

"کیا مطلب؟ اچھی نہیں ہوں کیا؟"

www.urduNovelsMania.com

ماہ جبین معصومیت سے پوچھنے لگی۔ اس کے چہرے کے تاثرات کو سوچتے ہوئے عزام کو ہنسی آگئی۔

"اب آپ ہنس کر میرا مذاق اڑا رہے ہیں؟"

ماہ جبین کی خفگی بھری آواز پر اب کے عزام بھی سنجیدہ ہوا۔

"ایسا نہیں ہے۔ میری چھوٹی سی ماہین واقعی بہت پیاری ہے۔" اس کی بات پر ماہ جبین کھل کر مسکرا دی۔

ایک دو اور باتوں کے بعد ماہ جبین نے فون رکھ دیا۔ عزام بھی فون رکھ کر مسکراتے ہوئے اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس کا موڈ یکدم ہی خوشگوار ہو گیا تھا۔

"کیا پڑھ رہی ہو زارا؟" عزام سے بات کر کے ماہ جبین واپس روم میں آ گئی تھی۔ جب اس کی نظر بیڈ پر بیٹھی زارا پر پڑی۔

"وہی ناول جو کچھ دنوں پہلے تم پڑھ رہی تھیں۔" ناول پر نظریں جمائے ہی جواب دیا۔ "بہت ہی بکواس تھا۔ مطلب کہاں ہوتی ہے ایسی محبت کہ ہیر و ساری زندگی ہیر و س سے محبت کرتا رہے۔ اس کے مرنے کے بعد بھی کسی سے شادی نہیں کرتا۔ جبکہ دوسری رائٹر نے اپنے ناول میں لکھا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ انسان کی ضرورت اور محبت ختم ہو جاتی ہے۔" ماہ جبین منہ بنا کر بولی۔

"ہر انسان کا اپنا نظریا ہوتا ہے اور کسی بھی انسان کا کہا حرفِ آخر نہیں ہوتا۔"

"تمہارا مطلب محبت یا ضرورت ختم نہیں ہوتی؟" ماہ جبین نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"بالکل!! اگر محبت سچی ہو تو۔"

زارا اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرائی۔ آنکھوں میں چمک در آئی۔ جیسے ماہ جبین نے اس کا پسندیدہ موضوع چھیڑ دیا ہو۔

"سچی محبت ایسی ہی ہوتی ہے ایم جے۔ توحید سے شروع توحید پر ختم۔ پہلے زمانے کے لوگ ایسی ہی محبت کیا کرتے تھے۔"

وہ کھوئے کھوئے سے لہجے میں بولی۔ ماہ جبین حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"اب تم دیکھو شاہ جہاں، فرازان سب نے ایسا کیا کیا تھا جو دنیا نے انہیں اب تک یاد رکھا ہے؟"

وہ رکی اور ماہ جبین کی طرف دیکھا جو خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ان سب نے محبت کی تھی۔ پھر جو کیا اسی محبت میں کیا۔"

"یعنی بیوقوفیاں۔" ماہ جبین نے منہ بسورا۔

"ہاں بیوقوفیاں!! کیونکہ محبت میں سوچ کا کوئی کام نہیں ہوتا اور جہاں سوچ آجائے وہاں محبت نہیں ہوتی۔" زارا جتنی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"تمہارا مطلب اگر محبوب رات کو کسے دن ہے۔ تو بنا سوچے سمجھے اس کی ہاں میں ہاں ملا نا؟"

"بالکل!!"

"اور اگر وہی محبوب نہ ملے تو محبت ختم؟" ماہ جبین ہنستے ہوئے بولی اسے زار کی باتیں لطف دینے لگی تھیں۔

"محبت یہ نہیں کہ اگر وہ نہ ملے تو کنارہ کر لو۔ محبت تو یہ ہے کہ ہمیشہ اسے دعاؤں میں یاد رکھو۔ ہمیشہ اس کی خوشیوں کا سوچوں۔"

وہ ایک بار پھر رکی۔ اب کے اس کے چہرے پر سنجیدگی آگئی تھی۔

"کسی کو بھلا دینا محبت نہیں۔ آج کل کے لوگوں نے کشش، پسند، آئیڈیلزم جیسے جذبے کو محبت سمجھ لیا ہے۔ کوئی اچھا لگے تو محبت ہو گئی۔ کسی میں وہ کالیڈز ہیں جو ہمیں پسند ہوں تو محبت ہو گئی۔ نہیں!! محبت یہ نہیں۔ یہ اتنا سستا جذبہ نہیں جو ہر کسی کو ہو جائے۔ اور اب تو ویسے بھی ہماری دنیا سے محبت ختم ہو گئی ہے۔ اس لیے اگر کوئی رائٹر محبت کو اپنی تحریروں میں بتائے تو ہمیں فینٹسی لگنے لگتی ہے۔"

زار اکہ کر ماہ جبین کو دیکھنے لگی جو بیڈ پر لیٹی اپنی سوچوں میں گم تھی۔

"کیا سوچ رہی ہو؟"

"نہیں ابھی ہماری دنیا سے پوری طرح محبت ختم نہیں ہوئی۔ ابھی کچھ لوگ موجود ہیں۔ جنہوں نے محبت کو زندہ رکھا ہوا ہے۔"

کہتے ہوئے ماہ جبین کے سامنے عزام کا عکس لہرا گیا۔ وہ بھی تو ایسا ہی تھا۔ اس کے لیے جینے والا۔ اس کی پرواہ کرنے والا۔ یہ جانتے ہوئے بھی وہ کسی اور کی منکوحہ ہے۔

"ہاں بالکل!! تبھی تو میں نے کہا کسی بھی انسان کی بات حرف آخر نہیں۔"

زارا مسکرا کر بولی اور ایک بار پھر ناول پڑھنے میں مشغول ہو گئی۔ جبکہ ماہ جبین بھی کروٹ بدل کر سونے کی کوشش کرنے لگی۔

urdu
novels mania

ایک ہفتے بعد آج وہ پھر اس کے سامنے موجود تھی۔ غصہ اپنی جگہ لیکن وہ خود کو اس سے محبت کرنے سے روک نہیں سکتی تھی۔ اس لیے اس کے آفس منانے چلی آئی۔

"پلیز سامی!! تمہارا غصہ اب تک ٹھنڈا نہیں ہوا۔ ٹھیک ہے میری غلطی تھی۔ غصے میں کچھ زیادہ ہی بول گئی۔ پر تم بھی تو سمجھو۔ میں تمہیں کسی اور کے ساتھ شیئر نہیں کر سکتی۔"

وہ اس کے سامنے بیٹھی اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر منمنائی۔ نیلی آنکھوں میں بے بسی تھی۔

"رومی تم مجھ پر شک کرنا چھوڑ دو۔ ورنہ مجھے یہ رشتہ ختم کرنے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا۔" اسامہ روکھے لہجے میں بولا۔

"تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو؟ میں تمہاری منگیتر ہوں۔ ایک سال پہلے تم نے مجھ سے منگنی کی تھی اور اب ایک سال بعد مجھے چھوڑنے کی بات کر رہے ہو۔" وہ بس رو دینے کو تھی۔

"میں تم سے صرف یہ کہہ رہا ہوں مجھ پر شک مت کرو۔ خود بھی سکون سے رہو اور مجھے بھی رہنے دو۔" اب کے وہ تھوڑا نرم پڑا۔

"ٹھیک ہے۔ اب نہیں کروں گی۔ تم بھی غصہ ختم کرو۔"

"میں غصہ نہیں ہوں رومی۔ بس جب تم مجھ پر شک کرتی ہو تو مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔"

"کہنا اب نہیں کروں گی سوری۔" رویسہ نے اس کے ہاتھ پر دباؤ ڈالا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن اب یہ لاسٹ ٹائم تھا۔" اس نے بتایا۔

"ہاں بالکل!! تو آج رات ڈنر پکا؟" وہ ایک دم چمک اٹھی۔ اسامہ نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سڑک پر چلتے وہ ابر آلود موسم کا مزہ لے رہی تھی۔ ہلکی پھلکی پھوار نے موسم کو خوشگوار بنا دیا تھا۔ بلیک پینٹ کے ساتھ بلیک لانگ کوٹ پہنے۔ وہ گلے میں پڑے مفلر کو ٹھیک کرتی آگے بڑھ رہی تھی۔ ہوسٹل سے وہ پیدل ہی نکل آئی تھی۔

"یہ لوگ بھی ناکیا تھا جو ساتھ آجاتی پر نہیں۔ انہیں تو انگلش مووی دیکھنے کا زیادہ شوق چڑھا تھا۔"

منہ میں بڑبڑاتے وہ سڑک کنارے لگی سنگی بینچ پر بیٹھ گئی۔ سامنے ہی گاڑیاں تیزی سے گزر رہی تھیں۔ گاڑیوں پر نظریں جمائے وہ بینچ پر بیٹھی اپنے ماضی میں کھوسی گئی۔

"یہ ڈرائیور کیوں نہیں آیا۔"

یونی کے باہر کھڑی وہ بار بار گھڑی کو دیکھ رہی تھی۔ علایہ بیگم کے سمجھانے کے بعد اس نے عزام کے بجائے ڈرائیور کے ساتھ آنا جانا شروع کر دیا تھا۔ عزام بھی اس کا گریز سمجھ گیا تھا۔ اس لیے وہ خود بھی صرف ضرورت کے وقت ہی اسے مخاطب کرتا تھا۔

"آج تو ماموں جان سے اس کی شکایت ضرور کروں گی۔"

وہ بڑبڑاتے ہوئے ایک بار پھر گھڑی کو دیکھنے لگی۔ کہ تبھی دائیں جانب سے سفید رنگ کی وین اس کے سامنے آرکی۔

ماہ جبین الجھن بھری نظروں سے اس وین کو دیکھ رہی تھی کہ اچانک ایک آدمی نے دروازے کھولا اور تیزی سے اسے وین کے اندر کھیچ لیا۔

"چھوڑو۔۔ چھوڑو۔۔"

منہ پر رکھے جانے والے ہاتھ نے چیخنے کی ساری کوشش ترک کر دی۔ ماہ جبین پھٹی پھٹی آنکھوں سے وہاں موجود اپنی جیسی اور بھی لڑکیوں کو دیکھ رہی تھی۔ جن کے منہ میں رومال ٹھونس کر خاموش کرایا گیا تھا۔

"اے!! تیز چلا گاڑی۔"

وہ آدمی اپنے ساتھ موجود ساتھی سے بولا۔ جس نے اس کے کہنے پر رفتار تیز کر دی تھی۔ گاڑی تیزی سے آگے بڑھ رہی تھی کہ تبھی ایک جھٹکے سے ڈرائیور نے گاڑی روکی۔

"اے او!! گاڑی کیوں روک دی؟"

"بھائی بانیک والوں نے راستہ روک لیا۔ شاید انہوں نے اس لڑکی کو وین میں ڈالتے ہوئے دیکھ لیا۔" وہ ماہ جبین کو دیکھتے ہوئے بولا۔

ساری لڑکیاں سہمی ہوئی ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھیں۔ سر پر تنی بندوق کی وجہ سے وہ بے بس ہو گئی تھیں۔

"دروازہ کھولو۔ تمہیں چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ اب تمہارے پاس کوئی چارا نہیں ہے خود کو ہمارے حوالے کر دو۔" باہر موجود آدمیوں کی آواز آئی اور اس کے ساتھ ہی وین کا دروازہ پیٹنا شروع ہو چکا تھا۔

"کیا کریں۔ ان لوگوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے؟" وہ آدمی اپنے ساتھی سے مخاطب ہوا۔

باہر موجود آدمیوں نے ڈنڈوں سے گاڑی کے شیشوں کو توڑنا شروع کر دیا تھا۔ وہاں موجود کسی آدمی نے پولیس کو بھی اطلاع کر دی تھی۔ پولیس کے آنے تک وین کا دروازہ کھولا جا چکا تھا۔

دروازے کے کھلتے ہی ماہ جبین نے آنسو سے ترچہ اٹھا کر سامنے دیکھا۔ ان آدمیوں میں عزام بھی موجود تھا۔

"چلو۔"

پولیس سے بات کر کے عزام اس کے پاس آیا اور سختی سے ماہ جبین کا ہاتھ تھام کر گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

سارا راستہ خاموشی سے کٹا تھا۔ لیکن گھر میں داخل ہوتے ہی وہ دھاڑ اٹھا۔

"چچی جان۔۔۔ چچی جان!!"

اس کی دھاڑ پر گھر میں موجود تمام افراد لاؤنج میں چلے آئے۔

"کیا ہوا عزام کیوں چلا رہے ہو؟"

علائیہ بیگم نے اس سے پوچھا ساتھ ہی برابر میں کھڑی آنسو بہاتی ماہ جبین پر نظر ڈالی۔ جس کا ہاتھ اب بھی عزام کی گرفت میں تھا۔

"بولیں اپنے بیٹے سے یا تو آکر اپنی ذمہ داری سنبھالے یا پھر اسے طلاق دے دے۔"

وہ غصے سے کہتا وہاں رکا نہیں سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا۔ علائیہ بیگم فوراً روتی ہوئی ماہ جبین کی طرف بڑھیں۔ جبکہ مناب اور سلما بیگم نا سمجھی سے کبھی ماہ جبین کو تو کبھی ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھیں۔ تاہم علائیہ بیگم کے پوچھنے پر ماہ جبین نے روتے ہوئے انہیں سب بتا دیا تھا۔

اس واقع کے بعد عزام سائے کی طرح اس کے ساتھ رہنے لگا۔ جس پر پھر کبھی علائیہ بیگم نے بھی کبھی کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔

"کہاں گم ہیں مس ایم جے؟"

قریب سے آتی آواز پر وہ چونکی۔ ماضی کا منظر غائب ہو گیا۔ سامنے گاڑیاں ویسے ہی تیزی سے گزر رہی تھیں۔ اس نے چہرہ موڑ کر بائیں جانب دیکھا۔ جہاں وہ اپنی کار کے ساتھ کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"مسٹر اسامہ آپ یہاں؟"

"جی!! یہاں سے گزر رہا تھا۔ تبھی آپ پر نظر پڑی تو رک گیا۔" اسامہ کہتا ہوا اس کے پاس ہی آ کر تھوڑے فاصلے پر بیٹھ گیا۔ ماہ جبین سنجیدگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"آج آپ اکیلی ہیں؟ آپ کی دوست نظر نہیں آرہی۔"

"جی!! انہیں کوئی کام تھا۔ تو میں اکیلے ہی آ گئی۔" ماہ جبین کہہ کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ موسم ابھی تک خوشگوار تھا۔

"آپ کی گاڑی بھی نظر نہیں آرہی۔ آئی کیسے تھیں؟" اسامہ آس پاس نظر دوڑاتا ہوا بولا۔

"میں پیدل آئی ہوں۔ یہ جگہ قریب تھی تو پیدل ہی نکل آئی۔" ماہ جبین سادگی سے بولی۔

اسامہ دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ یہ لڑکی اس کی آئیڈل نہیں تھی۔ پھر بھی نہ جانے کیوں اچھی لگتی تھی۔

"تو چلیں میں آپ کو چھوڑ دیتا ہوں؟"

"نہیں۔ کیوں؟ مجھے ابھی یہاں تھوڑی دیر اور بیٹھنا ہے۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"لیکن۔۔۔"

اتنے صاف انکار پر اسامہ کو سمجھ نہ آیا کیا بولے۔ نہ جانے کیوں وہ اس لڑکی کے ہاتھوں بے عزت ہونے آجاتا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسی آپ کی مرضی۔"

وہ کہہ کر فوراً وہاں سے اُٹھ گیا۔ آخر عزتِ نفس بھی تو کوئی چیز تھی۔ اپنی گاڑی میں بیٹھ کر وہ تیزی سے بھگالے گیا۔

ماہ جبین وہیں بیٹھی گاڑی کو نظروں سے اوجھل ہونے تک دیکھتی رہی۔

ہوسٹل کے روم میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر سیدھا اس شیطان پر پڑی تھی۔ جو مزے سے اس کے بیڈ پر لیٹا ان تینوں کے ساتھ ہنسی مذاق میں لگا تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" ماہ جبین نے تیکھی نظروں سے گھورا۔

"تمہاری یاد آ رہی تھی جولیٹ!!"

ایلیکس آنکھ مارتا ہوا بولا۔ اس کی بات پر وہ تینوں اپنی ہنسی دبانے کی ناکام کوشش کرنے لگیں۔

"اوائے رومیو!! سیدھی طرح سے یہاں سے نکلو ورنہ اٹھا کر باہر پھینکوں گی۔" وہ غصے سے گھورتی اس کے سامنے آکھڑی ہوئی۔

"ایم جے ریلیکس!! آج اس کا برتھ ڈے ہے تو ہم سب ریسٹورنٹ جا رہے ہیں سیلبریٹ کرنے اور تم بھی۔ اس لیے انکار نہیں چلے گا۔" کیلین نے اسے منہ کھولتے دیکھ پہلے ہی دو ٹوک لہجے میں حکم سنایا۔

"کیا صرف ہم ہونگے؟" وہ منہ بسور کر پوچھنے لگی۔

"نہیں!! مائیکل اور کلارک بھی ہیں۔" جواب ایلیف کی طرف سے آیا۔

"پھر تو میں بالکل ہی نہیں جا رہی۔" ماہ جبین نے غصے سے ایلیکس کو دیکھتے ہوئے کہا۔ جس کے دانت اندر ہی نہیں جا رہے تھے۔

"یار!! وہ ہمیں کھا نہیں جائینگے اور ہم تین بھی تو ہیں نا۔" زارا اسے سمجھاتے ہوئے بولی۔

"ریلیکس چڑیل!! میرے ہوتے ہوئے بے فکر رہو۔" ایلیکس نے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"تم ہو اس ہی بات کی تو فکر ہے۔" ماہ جبین کہہ کر غصے سے پیر پٹختی باتھ روم میں چلی گئی۔ جبکہ وہ تینوں ایلکس کو دیکھ کر ہنس دیں۔

"تم سب کی سب چڑیل ہو۔" وہ دانت پیس کر کہتا اٹھ کر روم سے باہر نکل گیا۔

وہ سب ٹیبل کے گرد بیٹھے ایک دوسرے سے باتوں میں مشغول تھے۔ ریسٹورنٹ لی سنک ((Restaurant Le Cinq کے خوشگوار ماحول نے ماہ جبین کے موڈ کو بھی ٹھیک کر دیا تھا۔ ٹخنوں تک آتی وائٹ فرائز پہنے، بھورے گھنگریالے بالوں کا جوڑا بنائے اسے گلاب کے پھول سے سجایا تھا۔ ریڈ کلر کا اسکارف مفر کی طرح گلے میں ڈالے وہ توجہ سے ایلف کو سن رہی تھی کہ ایلکس بول اٹھا۔

"اے حسین چڑیل!! میرا گفٹ بھی لائی ہو یا منہ اٹھا کر صرف کھانے آگئی۔"

ایلکس کی بات پر ماہ جبین نے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا۔

"تمہیں آخر سکون کیوں نہیں؟ جب تک بکواس نہ کر لو سکون سے نہیں بیٹھتے۔"

"گفٹ؟"

ماہ جبین کی بات کا اثر لیے بغیر وہ ڈھٹائی سے بولا۔

"لو پکڑو۔۔۔ مرو۔"

غصے سے گفٹ اس کی طرف بڑھایا۔ ایلکس نے دانت دکھاتے ہوئے بغیر کسی شکریہ کے گفٹ تھام لیا۔

"ایم جے وہ دیکھو۔" ایلف نے ماہ جبین کی توجہ دائیں جانب ٹیبل کی طرف کرواتے۔

"اففف اللہ!! ایک تو جہاں جاؤ یہ ٹکرا جاتے ہیں۔" ماہ جبین منہ بنا کر بولی۔ اس کی بڑبڑاہٹ پر مائیکل اور کلارک بھی اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"کیا ہوا؟" سوالیہ نظریں ماہ جبین کی طرف اٹھیں۔

"کچھ نہیں اور ایلکس یہ تمہارا ایک کب تک آئے گا؟" وہ ان دونوں کو کہہ کر آخر میں ایلکس سے مخاطب ہوئی۔

"میں دیکھ کر آتا ہوں۔" ایلکس کہہ کر وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔ زارا اور ایلف کی نظریں اس ٹیبل پر ہی مرکوز تھیں۔ جہاں اسامہ اور رویسہ آرام سے بیٹھے ڈنر کرنے میں لگے تھے۔

"تم دونوں کیا دیکھ رہی ہو وہاں؟"

کیلین ان دونوں کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتے ہوئے بولی۔ اس کی آواز پر مائیکل اور کلارک بھی اس طرف دیکھنے لگے تھے۔

"یہ تو بزنس میں اسامہ شاہ ہے نا؟" کیلین اسے غور سے دیکھتے ہوئے بولی۔

"ہاں!! اپنی منگیتر کے ساتھ آیا ہے۔ ہر جگہ دونوں ساتھ ہی پائے جاتے ہیں۔"

مائیکل کی بات پر زارا اور ایلف نے فوراً ماہ جبین کی طرف دیکھا جو پُرسکون سی بیٹھی اس کی بات سن رہی تھی۔

"تمہیں کیسے پتہ؟" کیلین حیران ہوئی۔

"میں اپنی فیملی کے ساتھ اس کی منگنی میں گیا تھا۔ میرے فادر کے ساتھ بزنس کی وجہ سے جان پہچان ہے۔"

"اور تم بھی جانتے ہو؟" اب کے کیلین کا رخ کلارک کی طرف ہوا۔

"نہیں!! میں نہیں جانتا۔ ان کی منگنی کی خبر میڈیا پر نہیں چلی اس لیے شاید وہی لوگ اس منگنی کے بارے میں جانتے ہیں جو وہاں موجود تھے۔"

کلارک کہہ کر خاموش ہو گیا۔ اتنے میں ایلکس ویٹر کے ہمراہ ان کے پاس پہنچ گیا تھا۔ ویٹر نے کیک ٹرے سے اٹھا کر ٹیبل پر رکھا اور واپس مڑ گیا۔ اس کے جاتے ہی مائیکل نے وہاں بیٹھے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

"ہائے گائز!! آپ سب سے ایک گزارش ہے۔ آج ہمارے دوست ایلکس کا برتھ ڈے ہے۔ جسے آج ہم یہاں سیلبریٹ کر رہے ہیں۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں۔ آپ سب بھی ہماری اس خوشی میں شریک ہوں۔"

مائیکل کی بات پر وہاں موجود تمام افراد نے تالیاں بجا کر ایلکس کو مبارک باد دی۔ جو اس نے مسکرا کر وصول کی تھی۔

"چل اب کیک بھی کاٹ کیا صرف دانت نکالتا رہے گا۔" کلارک اس کی طرف چھری بڑھاتا ہوا بولا۔

ایلکس نے چھری تھام کر کیک کاٹا جس پر ایک بار پھر تالیوں کا شور مچا اُٹھا۔ سب کو کیک کھلا کر وہ آخر میں ماہ جبین کی طرف بڑھا۔

"چڑیل صرف کیک کھانا۔ میرا ہاتھ مت کھا جانا۔" وہ ماہ جبین کی طرف کیک کا پیس بڑھاتا ہوا بولا۔ مگر جیسے ہی ماہ جبین نے کیک کھانے کے لیے منہ کھولا ایلکس نے فوراً ہاتھ پیچھے کر لیا۔

"دیکھو ایلکس!! کھلانا ہے تو ٹھیک سے کھلاؤ۔ تماشا مت کرو۔" وہ اسے گھورتے ہوئے بولی۔ ان دونوں کی نوک جھونک دیکھ کر سب ہنسنے لگے تھے۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ یہ لو۔" اور اس بار واقعی ایلکس نے اسے شرافت سے کیک کھلادیا۔

اپنی ٹیبل پر بیٹھا اسامہ دلچسپی سے اس منظر کو دیکھ رہا تھا۔ جب رویسہ کی ناگواری بھری آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

"سامی!! ہم یہاں ڈنر پر آئے ہیں۔ برتھ ڈے پارٹی میں نہیں۔ اس لیے ڈنر کرو۔ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔"

"تم پھر شروع ہو رہی ہو رومی۔" وہ ایک دم سنجیدہ ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگا کہ تبھی ایک پلیٹ میں کیک کا پیس لیے ماہ جبین ان کی طرف چلی آئی۔

"ہیلو گاڑ!!" وہ مسکراتی ہوئی بولی۔

اسامہ بھی مسکرا دیا۔ جبکہ رویسہ نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"یہ لیں۔ میرے دوست کے برتھ ڈے کا کیک۔"

وہ رویسہ کو انور کرتی اسامہ کی طرف کیک بڑھاتے ہوئے بولی۔ جسے اسامہ نے شکریہ کے ساتھ تھام لیا۔

"ویسے آج ہم دوسری بار مل رہے ہیں۔ کتنا عجیب اتفاق ہے۔"

وہ بولی تو وہی جان لیوا مسکراہٹ ہونٹوں پر سجالی۔ جو رویسہ کو اندر تک جلا گئی۔

"ہاں واقعی۔" اسامہ نے بھی مسکرا کر اس کی تائید کی۔

"چلیں آپ لوگ ڈنر کریں میں چلتی ہوں۔ میرے دوست انتظار کر رہے ہیں۔"

ماہ جبین کہہ کر واپس اپنی ٹیبل کی جانب بڑھ گئی۔ جبکہ رویسہ کڑوا گھونٹ اندر اُتار کر واپس ڈنر کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"تم اسامہ کو کیسے جانتی ہو ایم جے؟" اس کے واپس آتے ہی کیلین نے پوچھا۔ جس پر اس نے مختصر اُبریسلٹ والا قصہ بتا کر اصل بات کو چھپا لیا۔ اور اب وہ رویسہ کا سکون غارت کرنے کے بعد خود آرام سے سب کے ساتھ ڈنر کر رہی تھی۔

گاڑی ڈرائیو کرتے اس نے چہرہ موڑ کر اپنے دائیں جانب خاموش بیٹھی رویسہ کو دیکھا۔ جسے ماہ جبین کے جانے کے بعد سے چپ لگ گئی تھی۔

www.urdu novels mania.com

"کیا ہوا تم اتنی خاموش کیوں ہو؟"

"کیا تمہیں نہیں پتہ؟" الٹا سوال کیا۔

"اووو پلیز!! اگر تم اس بچی کی وجہ سے یہ کر رہی ہو تو اس تماشے کو یہیں ختم کرو۔" وہ اکتا کر بولا۔

"بچی نہیں ہے وہ۔ انیس بیس سال کی لڑکی تمہیں بچی لگ رہی ہے۔" وہ چمچ کر بولی۔

"دیکھو رومی!! وہ ہم سے بہت چھوٹی ہے۔ اس لیے تم اپنے ذہن سے فضول باتوں کو نکال دو۔" وہ اب کے غصے سے بولا۔

رویسہ خاموش ہو گئی۔ ابھی تو ان کی صلح ہوئی تھی۔ اب وہ دوبارہ اس سے جھگڑ نہیں سکتی تھی۔

"ایم جے تم ٹھیک ہونا؟"

ہوسٹل آتے ہی ایلف نے ماہ جبین سے پوچھا۔ اب ان تینوں کے سوا کوئی نہ تھا۔ اس لیے زارا اور ایلف اب اس سے سکون سے بات کر سکتی تھیں۔

"ہاں! مجھے کیا ہونا ہے؟" اس نے سوالیہ نظروں سے انھیں دیکھا۔

"وہ اسامہ کی منگنی کی خبر۔۔۔" دانستہ طور پر بات ادھوری چھوڑ دی۔

"تمہیں پتہ ہے۔ یہ جو دل ہے نا۔" اس نے دل پر ہاتھ رکھا۔

"یہ ہر کسی کی محبت سے خالی ہے۔" نہ اس نے اسامہ کہا، نہ عزام۔ نہ محرم کی محبت دل میں تھی، نہ نامحرم کی۔ بس خالی پن تھا۔ خاموشی تھی۔

"لیکن میں نے پڑھا تھا۔ نکاح میں بہت طاقت ہوتی ہے۔ یہ دو لوگوں کے دلوں میں محبت ڈال ہی دیتی ہے۔" زارا اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"ہاں!! نکاح میں بہت طاقت ہوتی ہے۔ یہ دونوں کو محرم بنا دیتی ہے۔ اجنبی کو اپنا بنا دیتی ہے لیکن۔۔۔ محبت ان کے درمیان تب ہی آتی ہے۔ جب ان کے درمیان "انا" نہ ہو۔ وہ ایک دوسرے کو عزت دیں۔ ایک دوسرے کو اپنا لباس سمجھ کر ایک دوسرے کی پردہ پوشی کریں۔ مگر جب یہ رشتہ ان سب چیزوں سے خالی ہو اور درمیان میں صرف انا رہ جائے تو محبت کی بھی جگہ باقی نہیں رہتی۔" ماہ جبین کہہ کر اپنے کپڑے نکالنے لگی۔

زارا اور ایلف خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ کتنا حوصلہ تھا اس لڑکی میں جو اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے شوہر کو کسی اور عورت کے ساتھ گھومتے پھرتے دیکھتی تھی۔ "تم بہت ہمت والی ہو ایم جے!!" ایلف سچے دل سے بولی۔

ماہ جبین مسکراتے ہوئے کپڑے بدلنے باتھ روم کی جانب بڑھ گئی۔

انوار گروپ آف کمپنیز کے آفس میں بیٹھا وہ اپنے سامنے پڑی فائل کو دیکھ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد ہی اس کی حمدانی صاحب کے ساتھ میٹنگ تھی۔ فائل پر نظر دوڑاتا وہ ساتھ ساتھ کافی کے گھونٹ بھر رہا تھا۔ دفعتاً اس کا موبائل بج اُٹھا۔ اس نے بغیر نمبر پر نظر ڈالے فون کان سے لگایا۔

"اسلام علیکم!!"

"وعلیکم السلام!! آپ بتانا پسند کریں گے اسامہ کی منگنی کے بارے میں کب سے جانتے ہیں؟"

فون سے ماہ جبین کی غصے سے بھری آواز ابھری۔

"ماہین!!"

عزام نے چونک کر موبائل کان سے ہٹا کر اپنے سامنے کیا۔ جہاں اسکرین پر ماہین لکھا جگمگا رہا تھا۔

"یہ کس نے کہا آپ سے؟" وہ واپس موبائل کان سے لگاتا ہوا بولا۔

"میرے سوال کا جواب دیں آپ۔ کب سے جانتے ہیں منگنی کے بارے میں؟" وہ تڑخ کر بولی۔

"ماہین ہوا کیا ہے؟ اتنا غصہ کیوں کر رہی ہیں؟" عزام نے اسے ٹھنڈا کرنا چاہا۔

"مجھے کچھ نہیں ہوا۔ بس اب بہت برداشت کر لیا۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔ مجھے اسامہ سے طلاق چاہیئے۔"

ماہ جبین کی بات پر ایک لمحے کے لیے وہ خاموش ہو گیا۔
"ماہین!!"

اسے سمجھ نہ آیا کیا بولے۔

"بہت ہو گیا۔ آپ بھی مجھ سے باتیں چھپا کر اسامہ کا ساتھ دیتے آئے۔ وہ انسان مسلسل میری ذات کی نفی کرتا رہا یہاں منگنی کر لی اور آپ نے بھی مجھ سے چھپایا۔ مجھے اب کسی سے بات نہیں کرنی۔" غصے سے کہتے اس نے فون کاٹ دیا۔

عزام بے بسی سے موبائل کو گھورنے لگا۔ وہ یہاں تھا اور وہ وہاں اکیلی نہ جانے کس حال میں۔ ماہ جبین کی کال نے اسے بے چین کر دیا تھا۔ اس نے فائل بند کر کے سر کرسی سے ٹکا کر آنکھ موند لیں۔
www.urdu novels mania.com

کال بند کرنے کے بعد اس نے موبائل بھی آف کر دیا تھا۔ وہ اب خود کو واش روم میں لگے آئینے میں دیکھ رہی تھی۔ غصے سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ جو غصہ وہ کل رات سے اپنے اندر دبائی ہوئی تھی۔ اب وہ اس نے عزام پر اتار دیا تھا۔ اسامہ سے محبت نہ سہی مگر وہ اس کا شوہر تو تھا۔ پھر وہ کیسے برداشت کرتی اس کا شوہر کسی اور کا منگیتر ہو۔ اس نے واش بیسن کا ٹیپ آن کیا اور جھک کر منہ پر پانی کی چھینٹے مارنے لگی۔ پھر ٹیپ بند کر کے ٹشو پیپر سے چہرہ صاف کرتی واش روم سے باہر نکل آئی۔ سامنے ہی اسٹوڈنٹس کا ایک گروپ موجود تھا۔ وہ سر جھکا کر کلاس روم کی جانب بڑھنے لگی۔

"ہائے چڑیل!! زار اکب سے تمہیں فون کر رہی تھی۔ تمہارا فون کیوں آف ہے؟" ایلکس سامنے سے آتا ہوا بولا۔

"مجھے ابھی تمہارے منہ نہیں لگنا اس لیے بہتر ہے میرے پاس سے دفع ہو جاؤ۔" ماہ جبین غصے سے گھورتے ہوئے بولی۔

"کیا ہوا؟ تمہاری شکل پر بارہ کیوں بچے ہیں؟"

ماہ جبین کی کڑوی باتوں کو نظر انداز کرتا وہ فکر مندی سے اس کی سرخ آنکھوں کو دیکھ کر پوچھنے لگا۔

"تمہارا اس سے کوئی مطلب نہیں؟ ہٹو میرے راستے سے۔"

وہ اسے پرے دھکیلتی آگے بڑھ گئی۔ ایلکس بھی اس کے پیچھے چل دیا۔

"تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے؟ میرے پیچھے مت آؤ۔" ماہ جبین رک کر اسے گھورنے لگی۔

"میرے ساتھ تو نہیں۔ تمہارے ساتھ کوئی مسئلہ ضرور ہے۔" وہ رکا۔ ماہ جبین کی گھوری

جاری رہی۔

"اگر تمہیں نہیں بتانا تو مت بتاؤ۔ لیکن تمہاری دوست یونی کی پارکنگ میں تمہارا انتظار کر رہی ہیں۔"

دوستوں کا سن کر ماہ جبین کے تنے ہوئے عصاب کچھ ڈھیلے پڑے۔

"تمہیں کیسے پتہ؟"

اس نے آنکھیں سکڑ کر ایلکس کو کھوجتی نظروں سے دیکھا۔

"کیونکہ تمہاری ان باقی چڑیلوں نے میرے ساتھ مل کر آفل ٹاور ((Eiffel Tower

دیکھنے کا پروگرام بنایا ہے۔ اس لیے اب جلدی چلو۔ وہ انتظار کر رہی ہیں۔"

ایلکس نے کہتے ہوئے ہاتھ کے اشارے سے اسے آگے چلنے کا کہا۔ ماہ جبین اسے مشکوک

نظروں سے گھورتی پارکنگ کی جانب چلنے لگی۔

شام کا موسم کافی خوشگوار ہو رہا تھا۔ ہری بھری گھانس پر بچے ادھر سے ادھر دوڑ لگا کر ماحول کو اور بھی خوبصورت بنا رہے تھے۔ وہیں آنفل ٹاور کے نیچے کھڑے وہ چاروں عجیب و غریب شکلیں بناتی ساتھ تصویر بنوانے میں لگی تھیں۔

"ایلیکس میرے بال تو ٹھیک لگ رہے ہیں نا؟"

ماہ جبین بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔ بلیک فل سیلوزٹی نثرٹ کے ساتھ بلیک ہی لائنگ اسکرٹ پہنے، اس نے بالوں کو اونچی پونی میں قید کر رکھا تھا۔ ریڈ اسکارف مفلر کی طرح گلے میں ڈالے، وہ ہمیشہ کی طرح پیاری لگ رہی تھی۔

"کتنا بھی خود کو سنوار لو چڑیل ہی لگوگی۔" ایلیکس جل کر بولا۔

"اچھا میں نے حامی بھری تم لوگوں کو یہاں لانے کی۔ ایک گھنٹے سے فوٹو گرافر بنا ہوا ہوں۔" اس کا غصے سے بُرا حال ہو رہا تھا۔

"ہمارے ساتھ آ کر کوئی احسان نہیں کیا۔ بلکہ یہ ہمارا احسان ہے۔ جو تمہیں اپنے ساتھ لے آئے۔" ماہ جبین نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

"تمہیں تو میں۔۔۔"

"مس ایم جے!!"

ایلیکس بول ہی رہا تھا۔ جب پیچھے سے نسوانی آواز سنائی دی۔ سب نے اس طرف دیکھا تو رویمہ ان کی طرف ہی آرہی تھی۔

"مس؟"

ماہ جبین نے انجان بنتے ہوئے پوچھا۔

"میں رویمہ اسامہ کی منگیتر۔" رویمہ اپنے سنہرے بال پیچھے جھٹکتے ایک ادا سے بولی۔

"آوو!! تو آپ مسلمان ہیں۔"

ماہ جبین اس کا نام سن کر بولی اور ایک نظر سر سے پیر تک اس پر ڈالی۔

رویمہ اس وقت بلو جینز کے ساتھ وائٹ سیلولیس شرٹ پہنے ہوئے تھی۔ سنہرے بال نیلی آنکھیں وہ دیکھنے سے ہی برٹش لگتی تھی۔

"ہاں!!"

رویمہ نے کہہ کر ایک نظر ان چاروں کو دیکھا جو خاموش کھڑے ان دونوں کو اردو میں باتیں کرتے سن رہے تھے۔

"اچھا ہوا تم مجھے یہاں مل گئیں۔ مجھے تم سے کچھ اکیلے میں بات کرنی ہے۔"

ماہ جبین نے اسے بائیں ابرو اٹھا کر دیکھا۔

"ٹھیک ہے۔ چلیں۔"

وہ کہہ کر آگے بڑھ گئی۔ رویسہ بھی اس کے ساتھ ہی چل دی۔

"یہ وہی ہے نا جو کل اسامہ کے ساتھ تھی؟"

ان دونوں کے جاتے ہی کیلین بولی۔

"ہاں!! وہی ہے۔" ایلف منہ بنا کر بولی۔

"یہ کیا باتیں کر رہی تھیں؟"

اب کے ایلکس نے زارا سے پوچھا۔

"رویسہ کو ماہ جبین سے کچھ بات کرنی ہے۔ وہ بھی اکیلے میں۔"

زارا رویسہ کو تیکھی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔ جوان سے تھوڑے فاصلے پر کھڑی ماہ جبین سے باتیں کر رہی تھی۔

"بولیں مس رویسہ!! ایسی کیا بات ہے جو آپ کو مجھ سے کرنی ہے؟" ماہ جبین نے سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ایشین بیوٹی!! واقعی بہت پُرکشش ہوتی ہے۔" رویسہ اوپر سے نیچے تک اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"آپ یہ بتانے کے لیے مجھ سے اکیلے میں بات کرنا چاہ رہی تھیں۔" ماہ جبین بیزاری سے بولی۔

"نہیں!! میں نے تمہیں صرف یہ بولنا تھا کہ اسامہ سے دور رہو۔ اگر تمہیں لگتا ہے۔ تم اسامہ کو اپنی خوبصورتی سے زیر کر لو گی تو یہ مشکل نہیں ناممکن ہے۔ جانتی ہو کیوں؟" اس نے ابرو اٹھا کر ماہ جبین کو دیکھا۔ ماہ جبین خاموشی ہی رہی۔

"وہ پہلے سے شادی شدہ ہے۔ یہ ہی نہیں وہ میرے لیے اپنی بیوی کو طلاق دینے کے لیے تیار ہے۔ اتنی محبت کرتا ہے وہ مجھ سے۔" کچھ جھوٹ، کچھ سچ ملا کر وہ فخر سے بولی۔ "لیکن اس میں تمہاری بھی غلطی نہیں۔ ایسے خوبصورت اور امیر مرد کو دیکھ کر تم جیسی لڑکیاں یہ ہی کرتی ہیں۔"

اس کی بات پر ماہ جبین اب کے دلچسپی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اسے حیرت ہوئی تھی۔ یہ سن کر کہ وہ اسامہ کے نکاح کے بارے میں جانتی ہے۔ مگر ماہ جبین نے یہ ظاہر نہیں ہونے دیا۔

"آپ منیگریٹر ہیں اسامہ کی؟" www.urdu novelsmania.com

"ہاں!! دو سو لوگوں کے سامنے اس نے مجھے یہ رنگ پہنائی تھی۔"

وہ اپنا بانیں ہاتھ اس کے سامنے کرتے ہوئے بولی۔ جس میں ہیرے کی آنکھوں کی دھمکی دیکھ رہی تھی۔

"جو شخص اللہ اور اس کے رسول کو گواہ بنا کر، اس ہی نکاح سے انکار کر سکتا ہے۔ تو آپ کو کیا لگتا ہے؟ وہ ان دو سولوگوں کے سامنے کی گئی اس سوکا لڈ منگنی کو نبھائے گا؟ جس کی شریعت میں کوئی حیثیت ہی نہیں۔"

ماہ جبین نے کہہ کر اس کی وہی انگلی پکڑ کے زور سے جھٹکا دیا اور جلا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ دائیں ابرو اٹھا کر اسے دیکھتی وہاں سے چلی گئی۔
رویسہ شکڑ سے اسے جاتے دیکھ رہی تھی۔

"اسے کیسے پتہ اسامہ نکاح کو ماننے سے انکاری ہے؟"

urdu
novels mania

www.urdu novels mania.com

"کیا بول رہی تھی وہ؟"
کیلین نے بیک ویو مرر سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ وہ واپس ہو سٹل جا رہے تھے۔
رویسہ سے بات کرنے کے بعد ماہ جبین نے واپسی کی رٹ لگا لگی تھی۔ جس پر سب نے ہار مانتے ہوئے واپسی کی راہ لی تھی۔

"اس کو لگتا ہے۔ میں اس کے منگیتر کو چھنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ اس لیے کہ رہی تھی اسامہ سے دور رہوں۔"

ماہ جبین شیشے کے پار دیکھتی ہوئی بولی۔ زارا اور ایلف اس کے ساتھ بیٹھی متفکر سی اسے دیکھ رہی تھیں۔

"پاگل ہے کیا وہ؟ ایسی فضول بات کیسے کر سکتی ہے؟" ایلکس ڈرائیو کرتا ہوا بولا۔

"اسے پسند نہیں اسامہ کا کسی لڑکی کے ساتھ فری ہونا۔" ایلف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو اسامہ کو بولے۔ وہ نہ بات کرے ایم جے سے۔ ویسے بھی وہ ایم جے کے پاس خود

آتا ہے۔" زارا کو رویسہ کے زکر پر ہی غصہ آنے لگا۔

"تمہیں اسے اچھے سے سبق سکھانا چاہیے تھا تا کہ پھر کبھی بکو اس نہیں کرتی۔"

ایلکس نے ماہ جبین کو بیک ویو مرر سے دیکھا جو ہنوز شیشے کے پار دیکھ رہی تھی۔

"ہاں!! ٹھیک کہا تم نے۔ مجھے تو خود بھی زہر لگی وہ۔" کیلین نے منہ بسور کر کہا۔ ماہ جبین

خاموش ہی رہی۔

تھوڑی دیر بعد ہی ہو سٹل آ گیا تھا۔ ایلکس ان تینوں کو ہو سٹل چھوڑ کر کیلین کو لیے اس کے گھر ڈراپ کرنے چلا گیا۔

وہ فون کان سے لگائے کمرے میں ادھر سے اُدھر ٹہل رہا تھا۔ ماہ جبین کے فون نے اسے بے چین کر کے رکھ دیا تھا۔ وہ تب سے اس سے بات کرنے کے لیے کال کر رہا تھا۔ مگر دوسری طرف سے فون کے آف ہونے کی اطلاع ہی مل رہی تھی۔

"ماہین کیوں پریشان کر رہی ہو۔ فون اُٹھاؤ۔" وہ فون کان سے لگائے بڑبڑایا۔ ایک دو مرتبہ اور رٹائے کرنے کے بعد اس نے فون بیڈ پر پھینک دیا۔

"اففف!! اسامہ یہ تم نے کیا کر دیا۔"

وہ اپنی سوچوں میں اسامہ سے مخاطب ہوا کہ اچانک اس کا فون بج اُٹھا۔ وہ چونکا اور تیزی سے بیڈ کے پاس پہنچ کر فون اُٹھایا۔ جس پر ماہین لکھا جگمگا رہا تھا۔ اس نے لمحے کی تاخیر کیے بغیر کال کو ریسیو کیا۔

www.urdu novels mania.com

"ہیلو ماہین!!"

"جی!!" اس کی خفگی بھری آواز ابھری۔

"ماہین قسم لے لو۔ میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتا۔" وہ دھیرے سے بولا۔

ادھر ماہ جبین نے بھی گہرا سانس لے کر خود کو پُر سکون کیا۔

"مجھے بھی یہاں لوگوں سے معلوم ہوا۔ سوری میں نے آج بہت بد تمیزی کی۔" وہ شرمندہ سی بولی۔

"کوئی بات نہیں۔ آپ سوری نہیں بولو۔" عزام نے اس کی شرمندگی کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔ ماہ جبین خاموش رہی۔

"میں اسامہ سے بات کروں گا۔ پوچھوں گا اس نے ایسا کیوں کیا۔"

"نہیں!! اس کی ضرورت نہیں۔ آپ کوئی بات نہیں کریں گے اسامہ سے۔" اس کی بات سن کر وہ فوراً بولی۔

"اچھا ٹھیک ہے، جیسا آپ چاہو۔" وہ خاموش رہی۔ عزام پھر بولا۔

"کیا میں وہاں آ جاؤں؟" اجازت طلب کی۔

"نہیں!! میں ٹھیک ہوں آپ کو آنے کی ضرورت نہیں۔" ماہ جبین کی بات پر اب کے وہ خاموش ہو گیا تو ماہ جبین پھر بولی۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔ ابھی دوستوں کے ساتھ آ نفل ٹاور دیکھ کر آ رہی ہوں۔ اس لیے وہاں سے آ کر فون آن کیا تو آپ کی کال دیکھی۔" اب کے وہ مسکرائی تھی۔

"چلیں ٹھیک ہے۔ اپنا خیال رکھے گا اور اپنا وعدہ یاد ہے نا؟" عزام نے اسے یاد دلانا

چاہا۔

"جی بالکل!! میں گاڑی کو گاڑی سمجھ کر چلاتی ہوں۔ جہاز سمجھ کر اڑاتی نہیں۔"

عزام ہنس دیا۔ ایک دو اور باتوں کے بعد اس نے فون بند کر دیا تھا۔

"آخر وہ لڑکی کون ہے؟ اور اسے کیسے معلوم اسامہ نکاح سے ہی انکاری ہے؟" وہ اس وقت بیڈ پر لیٹی ماہ جبین کو سوچ رہی تھی۔ جس کے صرف ایک جملے نے ہی اس کی نیند اڑا دی تھی۔ "کہیں سامی نے تو اسے نہیں بتایا؟ لیکن وہ کیوں بتائے گا۔ وہ تو خود اس بات کا ذکر کسی سے نہیں کرتا۔" اس نے سوچتے ہوئے دائیں جانب کروٹ لی۔ بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ "مجھے اس لڑکی پر نظر رکھنی چاہیے۔ لیکن کیسے میں تو اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی۔" وہ خود سے الجھتی بالآخر اٹھ بیٹھی۔ "اففففف!! کیا کروں؟ شاید سامی ٹھیک کہہ رہا ہے۔ میں فضول ہی سوچنے لگی ہوں۔ بلاوجہ اس لڑکی کو سر پر سوار کر لیا ہے۔" اس نے خود کو پُر سکون کرنا چاہا۔ "میں کل سامی سے ہی پوچھ لوں گی۔ ہو سکتا ہے۔ اس نے ہی ذکر کیا ہو۔ ہاں یہ ٹھیک ہے۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے واپس سونے لیٹ گئی۔ اب وہ قدر پُر سکون تھی۔ ***** - کمرے کی کھڑکی کے سامنے کھڑا وہ آسمان کو دیکھ رہا تھا۔ اس

کے عقب میں روشنی پھوٹی دکھائی دے رہی تھی۔ اندھیرے کمرے میں لیپ ٹاپ سے منگتی شعائیں کمرے میں پھیلے اندھیرے کو کاٹ رہی تھیں۔ اس کے ساتھ ہی لیپ ٹاپ پر چلتے گانے کے بول کمرے میں چھائی خاموشی کو توڑتے سنائی دے رہے تھے۔ "بہت پیار کرتے ہیں تم کو صنم قسم چاہیں لے لو خدا کی قسم بہت پیار کرتے ہیں تم کو صنم..."

ہاتھ میں گٹا رہا کمرے کی سیڑھی پر بیٹھی، وہ مسکراتے ہوئے گانا گارہی تھی۔ کیفے دے فلور (Café de Flore) میں بیٹھا ہر شخص اس کی آواز کے سحر میں جکڑا ہوا تھا۔ "ہماری غزل ہیں تصور تمہارا تمہارے بنانا بوجھنا گوارہ" وہ مصوع ریسٹورنٹ

(Massawa Restaurant) میں اس وقت زارا کے ساتھ بیٹھی مسکراتے ہوئے باتیں کر رہی تھی۔ ریسٹورنٹ کے باہر اپنی گاڑی میں بیٹھا اسامہ شیشے کے پار سے اسے مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ "تمہیں یوننی چاہیں گے جب تک ہے دم بہت پیار کرتے ہیں تم کو صنم" جہاں ٹریفک سگنل کے گرین ہونے کے انتظار میں وہ گاڑی میں بیٹھی، اسے ہاتھ ہلا کر مسکراتے ہوئے "ہیلو" کر رہی تھی۔ وہیں ابرار آلود موسم کے ساتھ ہلکی پھلکی پھوار میں وہ سنگی بیچ پر بیٹھی کسی اور ہی دنیا میں گم تھی۔ اپنی گاڑی کے ساتھ کھڑے اسامہ کو سمجھ نہ آیا۔ موسم پیارا لگ رہا ہے یا وہ۔ "ساگر کی بانہوں میں موجیں ہیں جتنی ہم کو بھی تم سے محبت ہے اتنی" ٹخنوں تک آتی واٹ فراک پہنے، بھورے گھنگریالے بالوں کا

جوڑا بنایا ہوا تھا۔ جس میں لگا گلاب کا پھول اس کے حسن کو مزید بڑھا رہا تھا۔ ریڈ کمر کا اسکا روف مظہر کی طرح گلے میں ڈالے، وہ ریسٹورنٹ لی سنک (RestaurantLe Cinq) میں اس کے سامنے کھڑی دلکش انداز میں مسکراتے ہوئے باتیں کر رہی تھی۔ اسامہ کو اس کے چہرے سے نظر ہٹانا ناممکن سا لگنے لگا۔ "کے یہ بیقراری، اب ناہوگی کم بہت پیار کرتے ہیں تم کو صنم...!" گانا بند ہوا تو وہ چونک کر اپنی سوچوں سے باہر آیا۔ مڑ کر دیکھا تو بیڈ پر رکھے لیپ ٹاپ کی چارجنگ ختم ہو گئی تھی۔ "حد ہے یا ر!! یہ مجھے کیا ہو گیا؟ میں کیوں اُسے سوچ رہا ہوں؟" وہ خود سے الجھا۔ "شاید یہ رویسہ کی باتوں کا اثر ہے۔ جو میں اُسے یوں سچ رہا ہوں۔ رویسہ بھی نا۔ بچی کو لے کر ہی شک کرنے لگی۔ نہ جانے اس لڑکی کو کیا ہو گیا ہے۔ پہلے تو کبھی شک نہیں کیا۔" وہ اب رویسہ کو سوچتا بیڈ پر لیٹ کر سونے کی تیاری کر رہا تھا۔ آنکھیں بند کرتے ہی دوسنہری آنکھیں مسکراتے ہوئے نظر آئیں۔ اس نے فوراً آنکھیں کھولیں۔ "اسامہ سنبھا لو خود کو۔ تمہاری ایک بیوی ہے۔ ایک منگیتر ہے۔ یہ ٹین اسبجز کی طرح کسی محبت و حبت کے چکر میں نہ پڑو۔ وہ بھی ایک بچی سے۔" وہ خود کو ڈپٹ کر پھر سے سونے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر وہ نہیں جانتا تھا۔ محبت تو بادشاہوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ وہ تو پھر بھی بس ایک مغرور انسان تھا۔ جواب تک کسی کی محبت میں مبتلا نہیں ہوا تھا۔ وہ اب ہونے جا رہا تھا۔ -*****- صبح

کے وقت لان میں لگی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھے صدیق صاحب اخبار پڑھنے میں مشغول تھے۔ کچھ دن سے طبیعت خراب کے باعث وہ آج بھی گھر پر ہی موجود تھے۔ ابھی وہ اخبار کا صفحہ پلٹتے ساتھ میں اس پر تبصرے بھی کر رہے تھے۔ جب سلما بیگم ہاتھ میں چائے کی ٹرے لیے لان میں چلی آئیں۔ "سنیں!! میں کہہ رہی تھی۔ اب مناب کی شادی کی تاریخ رکھ دینی چاہیے۔ باجی کب سے شادی جلدی کرنے پر اسرار کر رہی ہیں۔" سلما بیگم ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے بولیں۔ "ہمم!! کہہ تو ٹھیک رہی ہیں۔ پر ابھی ماہ جبین کے واپس آنے میں دو مہینے باقی ہیں۔ جیسے ہی وہ واپس آجائے۔ آپ شادی کی تاریخ رکھنے کے لیے باجی کو بلا لے گا۔" صدیق صاحب کہہ کر چائے کے گھونٹ بھرنے لگے۔ ماہ جبین کے ذکر پر سلما بیگم کا منہ تک کڑوا ہو گیا تھا۔ "اور اسامہ؟" سلما بیگم نے ایک آس سے پوچھا۔ "اگر وہ اس عرصے میں ماہ جبین سے اپنا تعلق ٹھیک کر لیتا ہے۔ تو پھر ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ آخر اس کا بھی حق ہے۔ اپنی بہن کی شادی میں شریک ہونے کا۔" صدیق صاحب کی بات پر سلما بیگم نے بے چینی سے پہلو بدلا۔ اب وہ کیسے بتائیں۔ اسامہ کو تو ماہ جبین کی پیرس میں موجودگی کا علم ہی نہیں۔ "یہ کیا بات ہوئی؟ اگر ان کے بچ کچھ ٹھیک نہیں ہوا تو کیا میں ساری زندگی اپنے بچے کی شکل نہیں دیکھوں گی؟" وہ خفگی سے بولیں۔ "دیکھیں سلما بیگم!! جب تک ماہ جبین واپس نہیں آ جاتی ہم اس بارے میں مزید کوئی بات

نہیں کرینگے۔ اب فیصلہ ماہ جبین کے آنے کے بعد ہی ہوگا۔" صدیق صاحب چائے کا خالی کپڑے میں رکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ سلما بیگم وہیں بیٹھی اس دن کو کوسنے لگیں۔ جس دن اسامہ اور ماہ جبین کا نکاح ہوا تھا۔ -*****- شاہ انڈسٹریز کے آفس میں بیٹھا وہ لیپ ٹاپ پر کام میں مصروف تھا۔ جب دروازہ تیزی سے کھولتی رویسہ اندر آئی۔ "یہ کیا طریقہ ہے رومی؟ مینرس نام کی کوئی چیز ہے یا نہیں؟" اسامہ ناگواری سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔ رویسہ اس کی بات کو نظر انداز کرتی اس کے سامنے جا بیٹھی۔ "میں کب سے تم سے بات کرنا چاہ رہی ہوں۔ لیکن تمہارے پاس میرے لیے وقت ہی نہیں۔" وہ خفگی سے بولی۔ "میں اس وقت بڑی ہوں بعد میں بات کرتے ہیں۔" اسامہ نے واپس لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔ "پہلے تم بغیر بتائے بزنس میٹنگ کے لیے انگریڈ چلے گئے اور اب جب سے واپس آئے ہو۔ تو آفس سے گھر اور گھر سے آفس بس یہ ہی رہ گیا ہے۔" رویسہ تلملا اٹھی۔ وہ اسامہ سے ماہ جبین کے بارے میں پوچھنا چاہ رہی تھی۔ مگر اس دن کے بعد سے اسے موقع ہی نہیں مل سکا کہ وہ اسامہ سے بات کرے۔ "اچھا ٹھیک ہے۔ بولو کیا بات ہے۔" اسامہ ہارمانتا ہوا بولا۔ "مجھے تم سے اس لڑکی کے بارے میں بات کرنی تھی۔ وہ کیا نام تھا۔۔۔ ہاں ایم جے وہ۔۔۔" اس سے پہلے رویسہ اپنی بات مکمل کرتی اسامہ نے اس کی بات کاٹ دی۔ "اگر تمہیں اس لڑکی کے متعلق بات

کرنی ہے تو بہتر ہے نہ کروں۔ ورنہ اگر تم نے کچھ بھی اس سیدھا بولا تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہوگا۔" وہ ایک دم بھڑک اٹھا۔ رویسہ اتنا تو بین آ میز لہجہ سن کر غصے سے کھڑی ہوتی اس کے آفس سے باہر نکل گئی۔ اسامہ نے اسے روکنے کی کوشش نہیں کی وہ سر جھٹکتا واپس اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گیا۔ - ***** - پیرس کی اس حسین شام میں وہ پونٹ ایلکسزینڈر بریج (PontAlexandreIII Bridge) پر کھڑی اپنی سنہری آنکھوں سے سامنے نظر آتے، سنہری روشنیوں سے منور آ نفل ٹاور کو دیکھ رہی تھی۔ شام میں پھیلنے اندھیرے میں جگمگاتے آ نفل ٹاور کا یہ منظر اسے مسحور کن لگ رہا تھا۔ سین ریور (Seine River) کے اوپر سے گزرتے بریج پر کھڑے ہو کر اس حسین منظر کو دیکھنے کا اس کا خواب آج پورا ہو گیا تھا۔ "کیلین یہاں سے آ نفل ٹاور کتنا خوبصورت لگ رہا ہے؟" وہ زارا کو دیکھتے ہوئے بولی۔ جو اس کے ساتھ کھڑی فرینچ فرانز کھا رہی تھی۔ "ہاں یار!! اب تک میں نے صرف ٹی وی میں ہی دیکھا تھا۔" "مگر میں تو پہلے بھی ایک دوبار پیرس آ چکی ہوں۔ یہاں کی ہر جگہ سے واقف ہوں۔" ایلف مزے سے اس کے ہاتھ سے فرانز لیتی ہوئے بولی۔ ساتھ ہی اس نے دوڑ لگا دی۔ "اے!! واپس دے۔" زارا چلاتی ہوئی اس کے پیچھے بھاگی۔ آج کیلین ان کے ساتھ نہیں تھی۔ ماہ جبین اکیلی کھڑی مسکراتے ہوئے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ جو بریج پر فرانز کیلئے دوڑ لگاتیں آگے جا رہی تھیں۔

مس ایم جے!! "مانوس سی آواز، وہ چونکی۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو بلیک ٹوپس سوٹ میں اسامہ کھڑا اسے مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔ "مسٹر اسامہ!!" وہ سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگی۔ اسامہ چلتا ہوا اس کے سامنے آکھڑا ہوا۔ "آپ شاید اپنی فرینڈز کے ساتھ ادھر آئی ہیں۔" وہ ماہ جبین کو بغور دیکھتا ہوا بولا۔ جو اس وقت ریڈ فراک زیب تن کیے ہوئے تھی۔ وائٹ اسکارف ہمیشہ کی طرح گلے میں مفلر کی طرح موجود تھا۔ البتہ آج اس نے اپنے گھنگریالے بالوں کو آزاد چھوڑ رکھا تھا۔ "جی!! پر آپ؟" اس نے بھنویں اُچکا کر پوچھا۔ "میں یہاں اکثر آتا رہتا ہوں۔ جب مجھے اکیلے وقت گزارنا ہوتا ہے تو اس سے زیادہ پُر سکون جگہ اور کوئی نہیں لگتی۔" اسامہ پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالے، کندھے اُچکا تا ہوا بولا۔ "ٹھیک ہے!! تو پھر آپ کو اکیلے وقت گزارنا چاہیئے۔ میں چلتی ہوں۔" ماہ جبین کہہ کر مڑی اور قدم آگے بڑھا دیئے۔ اسامہ بھی اس کے ہم قدم ہوا۔ "میں نے ایسا تو نہیں کہا کہ آپ جانیں۔"" مگر آپ نے یہ تو کہا۔ آپ یہاں اکیلے وقت گزارنے آتے ہیں۔" اس نے چہرے پر آتی آوارہ لٹوں کو کان کے پیچھے کرا۔ جنہیں ہوا اڑا کر بار بار اس کے چہرے پر لارہی تھی۔ "ہاں!! مگر مجھے لگتا ہے۔ کبھی کبھی کسی کو کمپنی بھی دے دینی چاہیئے۔" وہ ایک ساتھ قدم سے قدم ملا کر برج پر چل رہے تھے۔ اسامہ کی بات پر نہ چاہتے ہوئے بھی ماہ جبین مسکرا دی۔ "لیکن اگر دوسرے نے کمپنی مانگی ہی نہ ہو تو؟" اس نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"تو بھی ایک جینٹل مین کا فرض بنتا ہے۔ یوں خوبصورت لڑکی کورات میں اکیلانہ چھوڑے۔" واقعی؟ " بالکل!! " اس کے جواب پر ماہ جبین ہنستے ہوئے سامنے دیکھنے لگی جہاں سے ایلن اور زارا آرہی تھیں۔ اسامہ کو ماہ جبین کے ساتھ دیکھ وہ تھوڑے فاصلے پر ہی رک گئیں۔ "ویسے آپ بُرا نہ مانیں تو میں آپ کا نام پوچھ سکتا ہوں؟" اسامہ نے کچھ جھجھکتے ہوئے پوچھا۔ یہ پہلی دفعہ تھا۔ وہ یوں کسی لڑکی سے بات کرنے میں پہل کر رہا تھا۔ "میرا نام ایم جے ہے۔" وہ مسکراتے ہوئے بولی۔ آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک درآئی تھی۔ "یہ تو شاید نک نیم ہے نا۔" وہ اس کی شرارت سمجھتا ہوا بولا۔ "ماہین۔۔۔ ماہین نام ہے میرا۔" اب کے اس کا چہرہ بے تاثر تھا۔ "ہسم!! اچھا نام ہے۔" وہ مسکرا کر بولا۔ ماہ جبین خاموش ہی رہی۔ کچھ پل یوں ہی خاموشی کے نظر ہوئے۔ اس نے چہرہ موڑ کر اسامہ کو دیکھا۔ "اب اگر آپ بُرا نہ مانیں تو میں کچھ پوچھوں؟" وہ اسے اجازت طلب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اسامہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ "آپ شادی شدہ ہیں؟" ماہ جبین کے سوال نے اسے ایک لمحے کے لیے خاموش کر دیا۔ پھر بولا تو آوازیں ہلکی سی لرزش تھی۔ "یہ کس نے کہا آپ سے؟" آپ کی منگیتر۔۔۔ وہ کیا نام تھا۔۔۔؟ "وہ جان کر بھی انجان بنی۔" رویسہ!! "ہاں رویسہ!! یہ ہی نام بتایا تھا انہوں نے۔" وہ مسکراتے ہوئے بولی جبکہ اسامہ مسکرا بھی نہ سکا۔ وہ ماہ جبین کے سامنے

ضبط کیے کھڑا تھا۔ ورنہ دل تو چاہ رہا تھا۔ جا کر روئیسہ کے ایک جڑوے۔ وہ اچھے سے جانتی تھی۔ اسامہ اس بات کا ذکر کسی سے نہیں کرتا۔ "ہاں!! لیکن میرا صرف نکاح ہوا ہے۔ میری پھوپھو کی بیٹی "ماہ جبین کامران" کے ساتھ۔" "اووو!! تو آپ اس کو طلاق دے کر اپنی منگیتر سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ رائٹ؟" "نہیں!! ایسا نہیں ہے۔"

دراصل میں وہ نکاح نہیں کرنا چاہتا تھا۔ مگر میرے بابا سائیں نے میرا نکاح زبردستی میری بارہ سالہ کزن ماہ جبین سے کر دیا۔ یہ دھمکی دے کر کہ میں نے یہ نکاح نہیں کیا تو وہ مجھے جائیداد سے عاق کر دینگے۔ "وہ چہرہ جھکا کر بولا۔ جیسے کوئی گناہ کا اعتراف کر رہا ہو۔" تو نکاح کرنے کے بعد آپ وہ سب چھوڑ کر یہاں آ گئے؟ "ماہ جبین اس کے جھکے سر کو دیکھتے ہوئے بولی۔ "میں یہاں جاب کے سلسلے میں آیا تھا۔ لیکن پھر یہیں سیٹل ہو گیا۔"

روئیسہ سے میری ملاقات بھی جاب کے درمیان ہوئی تھی۔ وہ مجھے پسند کرنے لگی تھی۔ اس بات کا اظہار اس نے مجھ سے کیا تو میں نے بھی کوئی اعتراض نہیں کیا اور یوں ایک سال پہلے ہم نے منگنی کر لی۔ "اسامہ نے کہہ کر اس کی طرف دیکھا جو دلچسپی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ تبھی اس کا اگلا سوال آیا۔ "شادی کب کرینگے؟" "ایچھولی!! شادی تو میں ابھی بھی کر سکتا ہوں۔ مگر میرے بابا سائیں میری دوسری شادی کے خلاف ہیں اور درحقیقت میں ان کی رضامندی کے بغیر شادی بھی نہیں کرنا چاہتا۔" "اووو!! تو کیا کہتے ہیں وہ؟" "وہ

چاہتے ہیں۔ میں پاکستان واپس جا کر اپنے اور ماہ جبین کے رشتے کو نبھاؤ۔ لیکن میں ایسا نہیں کر سکتا۔ "کیوں وہ آپ کو پسند نہیں؟" ماہ جبین کی دلچسپی بڑھتی جا رہی تھی اور اسامہ نہ چاہتے ہوئے بھی نہ جانے کیوں اس کے سوالوں کے جواب دے رہا تھا۔ "ایسا نہیں ہے۔ بس وہ مجھ سے بہت چھوٹی ہے۔ ایک دبوسی لڑکی اور میں چاہتا ہوں۔ کم از کم میری شریک حیات ایسی ہونی چاہیے جو میرے ساتھ اس تیز دنیا میں قدم سے قدم ملانا جانتی ہوں۔" اسامہ نے آخری بات پر ماہ جبین کو دیکھا۔ جواب مسکراتے ہوئے سامنے زارا اور ایلف کو جھگڑتے دیکھ رہی تھی۔ مگر سن اسے ہی رہی تھی۔ "تو اس بات کو آپ نے اپنی "انا" کا مسئلہ بنا لیا کہ آپ کے بابا سائیں نے آپ کی مرضی کے خلاف جا کر زبردستی آپ کی شادی ایک دبوسی بچی سے کر دی۔ آپ پر ماہ جبین کو فوقیت دی۔ آپ کو آپ کی پسند سے شادی نہیں کرنے دی۔" ماہ جبین چہرہ موڑ کر اس کی آنکھوں میں جھانک کر بولی۔ "یہ انا نہیں میرا حق ہے۔" اسامہ نے جتا کر کہا۔ "بالکل!!" وہ مسکرائی۔ "اچھا اب میں چلتی ہوں۔ رات کافی ہو گئی ہے۔" "شیور!! لیکن کیا ہم دوبارہ مل سکتے ہیں؟" اور اس لمحے ماہ جبین کو لگا دریا نے سین کا سارا پانی اس پر آن گرا ہوا۔ اس کے گلے میں گھٹی سی ابھری۔ "مجھے نہیں لگتا ہمیں ملاقات کے لیے وقت کی ضرورت ہے۔ ہم تو قسمت سے ہر جگہ ہی ایک دوسرے کے سامنے آکھڑے ہوتے ہیں۔" اس کی بات پر اسامہ ہنسا۔ "ہاں بات

تو ٹھیک ہے۔ لیکن کیا ہم میں اتنی بے تکلفی نہیں بڑھی کہ ایک دوسرے سے رابطہ کر سکیں؟ "اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے ماہ جبین نے اثبات میں سر ہلادیا۔ وہ اس کا شوہر تھا اور اگر ان کے بیچ سب ٹھیک ہونے کی گنجائش نکل سکتی تھی، تو اس میں حرج ہی کیا تھا۔ اپنا موبائل نمبر اسامہ کو دے کر وہ زارا اور ایلف کی طرف بڑھ گئی۔ اسامہ وہیں کھڑا اسے جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ "ماہین!!" اس نے زیر لب دھرایا اور ایک نظر آنفل ٹاور پر ڈالی جو روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے سر پر ہاتھ پھیرا اور خود بھی اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ مگر وہ نہیں جانتا تھا۔ یہ روشنیاں اس کے مقدر میں جگمگانے کا ارادہ نہیں رکھتی تھیں۔

"یار تم اب تک یہاں ہو گھر کیوں نہیں گئے؟" وہ آفس میں داخل ہوتا ہوا بولا۔ عزام نے سر اٹھا کر اپنے سامنے موجود شخص کو دیکھا جو اخلاقیات کا مظاہرہ کیے بنا، بڑی شان سے بغیر اس کی اجازت کے سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔ "اسد کوئی تمیز نام کی چیز ہے کہ نہیں؟"

"ہے لیکن تمہارے آفس میں داخل ہوتے وقت وہ سب میں باہر ہی چھوڑ آتا ہوں۔" اس کی بات پر اسد مزید سیٹ پر پھیل کر بیٹھتا ڈھٹائی سے بولا۔

"تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔" عزام تا سف سے اسے دیکھتا نفی میں سر ہلانے لگا۔

یہ دونوں بچپن کے دوست تھے۔ تعلیم کے دوران بھی ساتھ ہی رہے تھے اور اب بزنس میں بھی عزام نے اسے اپنا پارٹنر بنالیا تھا۔

"تم نے جواب نہیں دیا۔ اب تک گھر کیوں نہیں گئے؟ کافی رات ہو گئی ہے۔" اسد نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"گھر پر میرا دل نہیں لگتا۔" عزام فائل پر نظر جمائے ہی بولا۔

"کیوں؟ ماہ جبین نہیں ہے اس لیے؟"

اسد نے جانچتی نظروں سے دیکھا۔ وہ اس کے بچپن کا دوست تھا۔ پھر دل میں چھپا چور کیسے نہ پہچانتا۔

"ایسا کچھ نہیں۔" اس نے نظریں جھکائے ہی کہا۔

"جھوٹ کسی اور سے بولنا۔" اسد نے گھورا۔

"یہ تم ماہ جبین کو بھول کر کسی اور سے شادی کیوں نہیں کر لیتے؟"

"یہ ممکن نہیں۔" جواب فوراً آیا۔

"ممکن نہیں یا "نیت" نہیں۔ اگر انسان نیت کرے تو "مریضِ عشق" سے صحت یاب ہو سکتا ہے۔" وہ سمجھاتے ہوئے بولا۔

اس کی بات پر اب کے عزام نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

"یہ جسم کا مرض نہیں جو "نیت" اور "دوا" کام کر جائے۔ یہ تو "روح" کا "دل" کا مرض ہے۔ جس کی دوا صرف "اللہ" ہی کے ہاتھ میں ہے۔"

وہ رکا، گہری سانس لے کر خود کو پُر سکون کیا۔ اسد حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ ایک مرد سے ایسی باتوں کی توقع نہیں رکھتا تھا۔

"دل اللہ کی دوا انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے، اللہ کی مرضی اس کا رخ جدھر چاہے موڑ دے۔۔۔"

یہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اس حدیث کو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی روایت کیا ہے۔۔۔ یعنی دل کے معاملے اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ ہم چاہ بھی نہیں سکتے اگر اللہ نہ چاہے۔ اور پھر محبت تو توحید سے توحید پر ختم۔ ایک اللہ کو اس کے رسول سے، ایک رسول کو اپنے اللہ سے۔ یہ محبت میں توحید کی سب سے بڑی مثال ہے۔۔۔"

عزام نے جتنی نظروں سے دیکھا۔

"یہ تم کس محبت کو کہاں ملا رہے ہو۔ تم ایک مرد اور عورت کی محبت کو اس مقدس محبت سے نہیں ملا سکتے۔" اسد نے ناپسندیدگی سے کہا۔

"کیوں؟ محبت تو صرف ایک جذبہ ہے۔ جو کسی بھی رشتے کے درمیان ہو سکتا ہے۔ بس رشتوں کو نبھانے کے تقاضے مختلف ہوا کرتے ہیں اور یہ ہم پر منحصر ہے کہ اس محبت میں ہم اللہ کی بنائی ہوئی حدود میں رہتے ہیں یا اسے پار کر جاتے ہیں۔ کیونکہ محبت کرنا گناہ نہیں حد پار کرنا گناہ ہے۔" عزام نے کہہ کر اپنی فائل بند کی اور چیزیں سمیٹنے لگا۔ اسد جو خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا اسے کھڑا ہوتے دیکھ پھر بولا۔

"تمہاری بات ٹھیک ہے۔ لیکن تم مجھے بھی تو دیکھو۔ میں "شازیہ" سے محبت کرتا تھا۔ مگر "مہراہ" سے شادی کے بعد اُسے بھول گیا اور اب دیکھو۔ میں مہراہ کے ساتھ خوش ہوں۔"

اس کی بات پر عزام مسکرایا اور دونوں ہاتھوں کو ٹیبل پر رکھ کر آگے کو جھکا۔
 "شازیہ تمہاری محبت نہیں صرف پسند تھی۔ اور پسند بدل جایا کرتی ہے۔"
 "مطلب تم کہہ رہے ہو مجھے شازیہ سے محبت نہیں تھی۔" اسد آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھ رہا تھا۔ اسے جیسے اپنے جذبات کو کمتر جاننے پر افسوس ہوا۔

"پتہ ہے۔ ہم لوگوں کے ساتھ یہی مسئلہ ہے۔ ہم محبت اور پسند میں فرق کو نہیں سمجھتے۔ وہ تمہیں پسند تھی اس لیے تم اس سے شادی کرنا چاہتے تھے۔ لیکن جب تمہاری مہراہ سے شادی ہو گئی تو تم شازیہ کو بھول گئے۔ بالکل اسی طرح جیسے ایک چھوٹا بچہ اپنے

پسندیدہ "کھلونے" سے محبت کے کئی دعوے کرتا ہے۔ کہ وہ ہمیشہ اسے اپنے پاس رکھے گا۔ مگر نیا "کھلونا" ملنے پر پرانے کو بھول جاتا ہے۔"

عزام کی بات پر وہ خاموش ہی رہا۔ الفاظ جیسے زبان سے ادا ہونے سے انکار ہی ہو گئے تھے۔

"اب تم یہیں بیٹھ کر سوچتے رہو گے یا میرے ساتھ چل رہے ہو؟"

"ہاں!! ہاں چلو۔۔۔ چل رہا ہوں۔" وہ گڑبڑا کر بولا اور عزام کے ساتھ ہی آفس سے باہر نکل گیا۔



ہاسٹل واپس آنے کے بعد وہ سیدھا بیڈ پر جا کر لیٹ گئی تھی۔ اسے سمجھ نہیں آیا کہ اس کا فیصلہ ٹھیک تھا یا نہیں۔ کیا اس نے اسامہ کو نمبر دے کر صحیح کیا؟ کیا اب ان کے بیچ کچھ ٹھیک ہو سکتا تھا؟ جبکہ وہ رویسہ سے منگنی بھی کر چکا ہے۔ وہ انہیں سوچوں میں الجھی ہوئی تھی۔ جب زارا اور ایلف اس کے پاس آ کر بیٹھ گئیں۔

"تم پریشان ہو۔ کیا ہوا؟" ایلف نے فکر مندی سے پوچھا۔ زارا بھی سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"وہ۔۔۔" اور پھر اپنی اور اسامہ کی ساری بات ماہ جبین نے کہہ سنا ڈالی۔

"یعنی وہ تم میں انٹر سٹیڈ ہو رہا ہے۔" ایلف سمجھتے ہوئے بولی۔

"نہیں!! وہ ماہ جبین میں نہیں بلکہ ماہین میں انٹر سٹیڈ ہے۔" زارا سنجیدگی سے بولی۔ ماہ جبین نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"اسے تو معلوم بھی نہیں تم ہی وہ ماہ جبین ہو۔ جسے وہ دبوسی لڑکی سمجھتا ہے۔ اس کی نظر میں تم پیرس میں رہنے والی ایک فل کنفیڈنٹ اور خوبصورت لڑکی ہو جو اس کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چل سکتی ہے۔"

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ وہ ماہ جبین میں نہیں، ماہین میں انٹر سٹیڈ ہیں۔ تم جانتی ہو میں نے انہیں پہلے دن ہی کیوں نہیں بتایا کہ میں ماہ جبین ہوں؟" اس نے افسردگی سے مسکرا کر ان دونوں کو دیکھا۔

"کیونکہ اسامہ ایک خود غرض انسان ہیں۔ اگر میں انہیں پہلے دن ہی بتا دیتی تو وہ وہیں کھڑے کھڑے مجھے طلاق دے دیتے اور ماموں جان سے یہ کہہ دیتے کہ اس سب میں میرا قصور ہے۔"

"تمہیں کیسے پتہ؟" ایلٹ بھنویں اچکا کر بولی۔

"وہ اس لیے کہ اگر انہیں دوسروں کی پرواہ ہوتی تو اس رشتے کو لٹکا کر نہیں رکھتے۔ اپنی ماں، بہن کو چھوڑ کر یہاں نہ بیٹھے ہوتے۔ باپ کا سہارا بنتے نہ کے اسے جھکانے کی کوشش کرتے۔ رویسہ کو اپنے نام کی انگوٹھی پہننا کریوں مجھ میں انٹر سٹیڈ نہ ہوتے۔ انہوں نے ہمیشہ صرف اپنے بارے میں سوچا ہے۔ انہیں اپنی خوشیاں، اپنی خواہشات عزیز رہی ہیں۔"

ماہ جبین کہہ کر خاموش ہو گئی۔ وہ دونوں افسوس سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"اب کیا ہوگا؟" سوال زار کی طرف سے تھا۔

"وہی جو منظورِ خدا ہوگا۔" اور اس جملے پر آکر ساری بات ہی ختم ہو گئی۔

وہ دونوں خاموشی سے اس کی پشت کو دیکھنے لگیں۔ جواب اُٹھ کر باتھ روم جارہی تھی۔

www.urdu novels mania.com

"کہاں ہو تم؟"

وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا ہاتھ میں گھڑی پہن رہا تھا۔ ساتھ ہی کندھے اور سر کے درمیان فون پھنسا لے وہ غصے سے دوسری طرف موجود شخص سے پوچھ رہا تھا۔

"کیا ہوا تم یہ کیسے بات کر رہے ہو؟" رویسہ کی بھی غصے سے بھری آواز ابھری۔

"فوراً گھر پہنچوں مجھے تم سے بات کرنی ہے۔" غصے سے کہہ کر اس نے فون کاٹ دیا۔

کل رات سے اس کے سر پر غصہ سوار تھا۔ اس کے نکاح کی خبر ماہین تک پہنچ گئی۔ یہ وہ کیسے برداشت کر سکتا تھا۔ خود کو ایک نظر آئینے میں دیکھ کر وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

اب اسے صرف رویسہ کا انتظار تھا۔

urdu
novels mania

www.urdu novels mania.com

"بولو کیوں بلایا ہے؟"

تھوڑی دیر میں ہی رویسہ اس کے گھر پہنچ چکی تھی اور اب لاؤنج میں اس کے سامنے کھڑی خفگی سے پوچھ رہی تھی۔ اپنی پچھلی بے عزتی بھولی نہیں تھی۔

"تم نے کیا بتایا ہے ایم جے کو؟" وہ صوفے سے کھڑا ہو کر غرایا۔

"بولو چپ کیوں ہو؟"

رویہ جو نا سمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کی دھاڑ پر سہم کر پیچھے ہوئی۔
 "میں نے کیا کہا؟"

"تم نے اس سے نہیں کہا کہ میں شادی شدہ ہوں؟ بولو۔۔"
 "کہا تھا مگر۔۔۔"

"مگر کیا ہاں؟ مگر کیا؟" وہ اس کی بات کا ٹٹا ہوا بولا۔

"آخر تم یہ سب کر کے ثابت کیا کرنا چاہ رہی ہو؟ ہاں۔" اسامہ نے رویہ کو بازوؤں سے
 پکڑ کر جھنجھوڑا۔

"مجھے درد ہو رہا ہے سامی۔" وہ بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھتی بمشکل بولی۔

"درد ہو رہا ہے؟ تو چلو آج میں یہ قصہ ہی ختم کر دیتا ہوں۔" اسامہ نے کہتے ہوئے اس کے
 ہاتھ سے منگنی کی انگوٹھی بیدردی سے اتاری اور اچھال کر دور پھینک دی۔

رویہ بے یقینی سے اپنے سامنے کھڑے اس شخص کو دیکھ رہی تھی۔ یہ وہ اسامہ تو نہ
 تھا۔ جس سے اس نے محبت کی تھی۔ یہ تو کوئی اور ہی تھا۔ اس نے ایک نظر اپنے ہاتھ پر
 ڈالی پھر چہرہ اٹھا کر اسامہ کو دیکھا۔

"جو شخص اللہ اور اس کے رسول کو گواہ بنا کر، اس ہی نکاح سے انکار کر سکتا ہے۔ تو آپ کو کیا لگتا ہے؟ وہ ان دو سولوگوں کے سامنے کی گئی اس سوکالڈ منگنی کو نبھائے گا؟ جس کی شریعت میں کوئی حیثیت ہی نہیں۔"

ماہ جبین کی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔ وہ نفی میں سر ہلاتی روتے ہوئے وہاں سے باہر نکل گئی۔ اسامہ ہنکار بھر کر خود بھی آفس کے لیے روانہ ہو گیا۔

پیرس میں ان کا وقت اتنی تیزی سے گزرے گا اس بات کا انہیں اندازہ بھی نہیں تھا۔ اب ان کے قیام میں صرف ایک ہفتہ ہی باقی تھا۔ اس کے بعد انہیں واپس اپنی اپنی منزل کی جانب لوٹ جانا تھا۔ اپنی یادوں کو پھر سے تازہ کرنے کیلئے وہ سب ایک بار پھر اس آ نفل ٹاور کے نیچے کھڑے تھے۔ صبح کی تروتازہ ہوائ نے طبیعت کو بھی نکھار دیا تھا۔ اتوار کے باعث رش زیادہ تھا۔ بہت سے گھروالے اپنے بچوں کے ساتھ یہاں موجود تھے۔ مگر ان سب سے بے نیاز وہ خاموش بیٹھی غیر مری نقطے کو گھور رہی تھی۔ اس دن کے بعد سے اس کی کئی بار اسامہ سے ملاقات ہو چکی تھی یا اسامہ ہی کبھی اسے ملنے بلا لیتا۔ لیکن ہر ملاقات

میں وہ عجیب کشمکش کا شکار ہو جاتی تھی۔ دماغ کہتا تھا۔ وہ ٹھیک کر رہی ہے۔ مگر دل۔۔۔ اس میں صرف ویرانی ہی چھائی رہتی تھی۔

"کیا سوچ رہی ہو ایم جے؟"

کیلین نے اس کی خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ بس ویسے ہی۔" اس نے ٹالنا چاہا کہ تبھی ساتھ بیٹھی زار نے اسے ہلایا۔

"ایم جے وہ دیکھو سامنے، یہ رویسہ ہے نا۔"

ماہ جبین نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔ جہاں سے رویسہ ان ہی کی طرف آرہی تھی۔

"ہاں!! لیکن یہ یہاں کیا کر رہی ہے؟"

"پتہ نہیں!! ادھر ہی آرہی ہے خود ہی پوچھ لینا۔" ایلف نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"اب تو تم خوش ہو ایم جے؟" رویسہ ان کے قریب آکر بولی۔ اس کی بات پر ماہ جبین فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔

"مطلب؟" اس نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"چھین لیا نا تم نے مجھ سے سامی کو لیکن یاد رکھنا۔ تم کبھی خوش نہیں رہ سکو گی۔"

رویہ بھگے لہجے میں بولی۔ ماہ جبین بغور اسے دیکھ رہی تھی۔ یہ وہ رویہ نہیں تھی۔ جس سے وہ پہلے ملی تھی۔ یہ تو کوئی اور ہی تھی۔ اُجڑی ہوئی حالت میں ماہ جبین کو اسے دیکھ کر افسوس ہوا۔

"میں نے کیا چھین لیا آپ سے؟ البتہ آپ خود ہی کسی کے شوہر پر ڈاکا ڈال رہی تھیں۔ پھر آپ خوش کیسے رہتی؟" وہ ٹہرے ہوئے لہجے میں بولی۔

"میں نے کسی کے شوہر پر ڈاکا نہیں ڈالا۔ سامی تو پہلے ہی اپنی بیوی کو چھوڑنے والا تھا۔ وہ یہ سب میری وجہ سے نہیں کر رہا تھا۔" رویہ چلا اُٹھی۔

"آپ فکر نہیں کریں۔ میں اچھے سے جانتی ہوں۔ دوسروں کی خوشیوں کی قبر پر اپنی خوشیوں کی سچ نہیں سجائی جاتی۔" ماہ جبین زور دے کر بولی۔ رویہ بھگی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"میں آپ سے آپ کے سامی کو نہیں چھین رہی۔ البتہ اسامہ کی بیوی ایسا ضرور کر سکتی ہے اور یقین جانیں اُسے گناہ بھی نہیں ملے گا۔ کیونکہ وہ حق پر ہوگی۔"

ماہ جبین کہہ کر وہاں سے چلی گئی۔ وہ تینوں بھی اسے جاتا دیکھ، اس کے پیچھے ہولیں۔ رویہ وہاں اکیلی کھڑی بے بسی سے رودی۔

"شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ میں کسی اور کا شوہر چھین رہی تھی۔ تبھی اللہ نے مجھ سے میری محبت چھین لی۔"

وہ اپنے کمرے میں بیٹھا ماہ جبین کی تصویر کو دیکھ رہا تھا۔ کچھ دن پہلے ہی اس نے یہ تصویر کیفے میں چھپ کر اتاری تھی۔ یہ چھوٹی سی لڑکی اسے اتنی عزیز ہو جائے گی، اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔

"کیا ہو تم جادو گر نی یا کوئی پری؟" اسامہ اس کی تصویر سے مخاطب ہوا۔ جس میں وہ کھلکھلا کر ہنس رہی تھی۔

"میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔ اس طرح میں کسی کی محبت میں گرفتار ہو جاؤں گا۔"

وہ بڑبڑایا اور اس کا نمبر نکال کر کال ملانے لگا۔ مگر دوسری طرف سے نمبر آف جا رہا تھا۔

وہ بے چین ہو اٹھا۔

"افف!! یہ لڑکی کتنے نخرے دکھاتی ہے پر شاید یہ ہی وجہ ہے۔ جو مجھے اس کی طرف کھینچتی ہے۔" وہ مسکراتا ہوا گاڑی کی چابی اٹھا کر گھر سے باہر نکل گیا۔ ارادہ دوستوں سے ملنے کا تھا۔

"سکینہ ایک ایک چیز اچھے سے صاف کرو۔ ماہ جبین ہفتے کو واپس آ جائے گی۔ ایک بھی کونا گندا نہیں رہنا چاہیے۔" علایہ بیگم ملازمہ کو ہدایت دیتے ہوئے بولیں۔

جیسے جیسے ماہ جبین کے واپس آنے کے دن قریب آرہے تھے۔ شاہ والا کی رونق بڑھتی جا رہی تھی۔ ماہ جبین کو علایہ بیگم نے ہمیشہ بیٹی کی طرح سمجھا تھا۔ ماہ جبین کی صورت ان کی بیٹی کی خواہش پوری ہو گئی تھی۔ لیکن عزام کا جھکاؤ ماہ جبین کی طرف دیکھ کر وہ تھوڑی محتاط ضرور ہو گئی تھیں۔ جس کے باعث انہوں نے ماہ جبین کو عزام سے دور رہنے کی ہدایت کی مگر اس واقعے کے بعد پھر کبھی انہوں نے دونوں کے ایک ساتھ آنے جانے پر باپندی نہیں لگائی۔ ان کیلئے ماہ جبین کی جان زیادہ عزیز تھی۔

"امی جان کیوں سکیںہ خالہ کی جان نکال رہی ہیں۔ ویسے بھی کتنے بھی کونے صاف کروالیں۔ آپ کی نکچڑی بیٹی نے نقص ہی نکالنا ہے۔" عزام کمرے میں داخل ہوتا شرارت سے بولا۔

"بدمعاش!! وہ نکچڑی نہیں سگھڑ ہے۔ اس لیے گندگی برداشت نہیں کرتی۔" علایہ بیگم نے اس کا کان کھینچتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا اب مجھے مارنا بند کریں اور چلیں شاپنگ پر ورنہ پھر آپ کے شکوے شروع ہو جائیں گے کہ میں ٹائم نہیں دیتا۔" عزام کہتا ہوا روم سے باہر نکل گیا۔

علایہ بیگم بھی سکیںہ کو ہدایت دیتیں اس کے پیچھے چل دیں۔ تاکہ کچھ کھانے پینے کا سامان خرید کر ماہ جبین کے لیے اُس کی پسندیدہ ڈش بنا سکیں۔

novels mania
www.urdu novels mania.com

وہ پارک مانٹسورس ((Parc Montsouris میں ٹھیلیٹی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے مزے لے رہی تھی۔ اس وقت یہاں ایک دکان لوگ ہی نظر آ رہے تھے۔ اس نے ٹھیلیٹے ہوئے ایک بیزارسی نظر ہاتھ میں بندھی گھڑی پر ڈالی۔

"انفص! مجھے یہاں بلا کر خود غائب ہیں۔" وہ بڑبڑاتی کہ تبھی سامنے سے اسامہ آتا دکھائی دیا۔

"خیریت!! کیوں بلایا آپ نے مجھے؟" اسامہ کے قریب آتے ہی اس نے سوال کیا۔
 "تم میرا فون کیوں نہیں اٹھا رہیں؟ کبھی تمہارا فون بزی جاتا ہے تو کبھی آف۔" وہ اس کے سوال کو نظر انداز کرتا خفگی سے بولا۔
 "میں بزی تھی۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔

رویسہ سے ملاقات کے بعد سے اس نے اسامہ سے رابطہ ترک کر دیا تھا۔ مگر آج صبح ہی اس نے ماہ جبین کو ملنے کیلئے کئی پیغامات بھیج ڈالے تھے۔ جس کے باعث وہ مجبور ہو کر اس سے ملنے چلی آئی۔

"چلو آؤ آگے چلتے ہیں۔" وہ آس پاس نظر دوڑاتا ہوا بولا۔
 "نہیں! مجھے ضروری کام ہے۔ اس لیے جو بھی بات ہے۔ جلدی کریں۔" ماہ جبین عجلت میں بولی۔ اسامہ سنجیدہ ہو کر اسے دیکھنے لگا۔

"کیا تمہارے نزدیک میری اتنی بھی اہمیت نہیں کہ کچھ وقت میرے ساتھ گزار لو؟"
 "مجھے ضروری کام ہے۔" اس نے زور دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔" وہ ہارمانتا ہوا بولا۔

"جی بولیں۔"

"تم اب تک سمجھ تو گئی ہوگی۔ لیکن شاید میرے منہ سے سنا چاہتی ہو۔"

وہ بغور ماہ جبین کو دیکھتے ہوئے بولا۔ جووائنٹ فل سلیوزٹی شرٹ کے ساتھ گرے اسکرٹ پہنے، ساتھ ہی گرے اسکارف مفلر کی طرح گلے میں ڈالا ہوا تھا۔ بھورے گھنگریالے بال جوڑے میں قید تھے۔ جس کو گلاب کے پھول سے سجا رکھا تھا۔

"آپ تمہید مت باندھیں۔ جو کہنا ہے کھل کر کہیں۔" وہ اس کی گہری ہری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔

اسامہ نے گہرا سانس لے کر اسے دیکھا اور اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں قید کر لیا۔

"میں تم سے محبت کرتا ہوں ماہین!! تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

اس کی بات پر ماہ جبین سکتے کی سی حالت میں اسے دیکھتی رہی۔ پارک میں چلتی ہوا یکدم رک سی گئی تھی۔ درختوں کے پتے بھی رک کر انہیں سننے لگے۔

"آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ شادی شدہ ہیں اور کسی کے منگیترا بھی۔" وہ سنبھل کر بولی۔

"میں رویسہ سے منگنی ختم کر چکا ہوں۔ ویسے بھی ہمارے مذہب میں منگنی کی کوئی اہمیت نہیں۔" وہ سکون سے بولا۔ ماہ جبین اسے بے یقینی سے دیکھنے لگی۔

"اور وہ لڑکی جو آپ کے نکاح میں ہے۔ اس کا کیا؟ کیا ہمارے مذہب میں نکاح کی بھی کوئی اہمیت نہیں؟" وہ بھڑک اُٹھی۔

"دیکھو ماہین!! وہ ایک زبردستی کا ان چار رشتہ ہے۔ میں اسے طلاق دے دوں گا۔ تم میرے دل کی ایک لوتی وارث ہوگی۔" وہ اس کی سنہری آنکھوں میں جھانکتا ہوا کہہ رہا تھا۔ ماہ جبین نے ایک جھٹکے سے اپنے ہاتھوں کو اس کی گرفت سے آزاد کروایا۔

"میاں بیوی کے رشتے میں "انا" نہیں چلتی مسٹر اسامہ!! بہتر ہے، آپ اپنے اور اپنی بیوی کے رشتے کو ایک موقع دیں۔" اس نے ٹہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہیں یہاں ماہ جبین کی وکالت کے لیے نہیں بلایا۔ تم صرف اپنی بات کرو۔" وہ بیزار سی سے بولا۔

"میری طرف سے جواب نہ ہے۔" ماہ جبین کہہ کر جانے لگی کہ اسامہ نے اس کی کلافی کو اپنی گرفت میں لے کر ایک جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب موڑا۔

"میں تم سے محبت کرتا ہوں۔"

"آپ کی بیوی آپ کا انتظار کر رہی ہے۔" وہ دو بدوبولی اور جھٹکے سے اپنی کلائی آزاد کروا کر وہاں سے بھاگتی چلی گئی۔ پارک میں موجود درختوں نے اس کے آنسوؤں کو گرتے دیکھا تھا۔

"میں نے تم سے محبت کی ہے۔ اتنی آسانی سے اپنی زندگی سے جانے نہیں دوں گا۔" وہ ماہ جبین کی پشت کو دیکھ کر بڑبڑایا اور غصے سے درخت پر ہاتھ مار کر وہاں سے نکلنا چلا گیا۔

ایلیکس ہاسٹل کے روم میں داخل ہوا تو سامنے ہی زارا اور ایلف کے ساتھ کیلین بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔ وہ چلتا ہوا ان کے سامنے کرسی پر آ بیٹھا۔

"تم سب چڑیلے یہاں ہو تو وہ تمہاری ملکہ کدھر ہے؟"

وہ آرام سے پھیل کر بیٹھتا ہوا بولا۔

"ایم جے باہر گئی ہے۔ لیکن تمہارا کیسے آنا ہوا؟" ایلف مسکرا کر بولی۔

"تم لوگوں کو یاد دلانے آیا تھا۔ آج رات کی پارٹی کا پھر زیادہ تر ایکسچینج اسٹوڈنٹ پرسوں واپس چلے جائینگے۔"

"ہاں ہمیں یاد ہے۔ ہم سب ٹائم سے پہنچ جائیں گے۔" زارا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا کہ تبھی ماہ جبین روم میں داخل ہوئی۔

"ہائے چڑیل!! کہاں تھیں؟ کب سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔" ماہ جبین کو دیکھ کر وہ فوراً دانت دکھاتا ہوا بولا۔

"ضروری کام تھا۔ خیر!! تم یہاں کیسے؟" وہ اپنے بیڈ پر بیٹھ کر سینڈل اُتارنے لگی۔

"آج رات کی پارٹی یاد دلانے آیا تھا۔ تم آرہی ہونا؟" اس نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"ظاہر سی بات ہے۔ جب پارٹی ہمارے لیے ہے تو ہم کیوں نہیں آئیں گے۔"

وہ مسکرا کر بولی اور سینڈلز کو ایک طرف رکھ کر آرام سے بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"کیا ہوا ایم جے تمہارا چہرہ کیوں اُترا ہوا ہے؟" کیلین نے اسے چہرے پر نظریں جمائے

پوچھا۔

"ایسا کچھ نہیں۔ بس تھک گئی ہوں۔ آرام کروں گی تو ٹھیک ہو جائے گا۔" وہ مدھم سا

مسکرائی۔ زارا اور ایلف بغور اسے دیکھ رہی تھیں۔

"چلو پھر تم آرام کرو۔ رات کو ملتے ہیں۔" ایلیکس کہتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا۔

"ارے!! بیٹھو میں ٹھیک ہوں۔" ماہ جبین نے روکنا چاہا۔

"نہیں مجھے اپنے باقی دوستوں سے بھی ملنا ہے۔ چلتا ہوں۔"

اس کی بات پر اب کے وہ خاموش ہو گئی۔

"ایلیکس کیا تم مجھے گھر چھوڑ دو گے؟ مجھے گھر جا کر رات کی پارٹی کے لیے تیاری بھی کرنی ہے۔"

ایلیکس کو جاتے دیکھ کیلین فوراً بولی۔ ایلیکس نے بُرا سا منہ بنا کر اسے دیکھا۔

"مجھے دیکھتے ہی تمہیں کام کیوں یاد آ جاتے ہیں؟"

"بکواس نہیں کرو۔ سیدھی طرح بتاؤ چھوڑ رہے ہو یا نہیں؟" کیلین نے گھورا۔ وہ تینوں اپنی ہنسی دبانے کی ناکام کوشش کرنے لگیں۔

"چلو چھوڑ دیتا ہوں۔"

وہ منہ بنا کر کتا باہر نکل گیا۔ کیلین بھی اس کے پیچھے چل دی۔ ان کے جاتے ہی وہ دونوں ماہ جبین کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"کیا ہوا ایم جے؟ کیا بات کرنی تھی اسامہ نے تم سے؟"

ماہ جبین نے اپنی پیشانی مسلتے ہوئے انہیں دیکھا جو سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ اس نے گہرا سانس لیتے ہوئے سب کہہ سنا ڈالا۔

"تم نے انکار کیوں کیا؟ بلکہ تمہیں بتانا چاہیے تھا کہ تم ہی ماہ جبین ہو۔" ایلین نے حیرت سے پوچھا۔

"کیونکہ انہیں ماہ جبین سے نہیں ماہین سے محبت ہے۔ اس لیے آج میں ماہین کا قصہ ختم کر آئی۔" اس نے افسردگی سے کہا۔

"پھر اب کیا ہوگا؟" زارا نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"رویہ کو اسامہ نے چھوڑ دیا۔ ماہین اسامہ کو چھوڑ آئی۔ اب دیکھتے ہیں۔ اسامہ ماہ جبین کو بھی چھوڑ دیتا ہے یا پھر اس کے پاس لوٹ جاتا ہے۔"

"اگر اس نے تمہارے انکار کو انا کا مسئلہ بنا کر ماہ جبین کو چھوڑ دیا تو؟ پھر کیا کروگی؟" زارا نے پھر سوال کیا۔

"مطلب میں سمجھی نہیں؟" ماہ جبین نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"ظاہر سی بات ہے۔ ماہین نے اسامہ اور ماہ جبین کے نکاح کی وجہ سے اسامہ کو انکار کر دیا۔ یہ بات اسامہ جیسا شخص کیسے برداشت کرے گا۔"

زارا کی بات پر ایک لمحے کے لیے وہاں خاموشی چھا گئی۔ جسے ماہ جبین کی آواز نے توڑا۔
 "جو اللہ کا فیصلہ ہوگا۔ مجھے منظور ہے۔ یہ بھی ممکن ہے۔ وہ ماہ جبین کے پاس واپس لوٹ جائیں۔ جب اللہ ان کے دل میں میرے لیے محبت ڈال سکتا ہے، تو میری طرف لوٹا بھی سکتا ہے۔"

ماہ جبین کہہ کر تکیہ درست کرتی آرام کی غرض سے لیٹ گئی۔ ان دونوں نے بھی پھر کوئی سوال نہیں کیا اور رات کی پارٹی کے لیے تیاری کرنے لگیں۔

"اُس نے مجھے۔۔۔ مجھے انکار کر دیا۔"

اپنے کمرے میں موجود صوفے پر بیٹھا، وہ ماہ جبین کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اس کے انکار نے اسامہ کے اندر کی انا کو جگا دیا تھا۔

اسامہ نے غصے سے ہاتھ میں موجود گلاس دیوار پر دے مارا۔ اس وقت اس کے کمرے کا نقشہ پوری طرح سے بگڑا ہوا تھا۔ ڈریسنگ ٹیبل کا سامان فرش پر ٹوٹا پڑا تھا۔ بیڈ کی چادر نیچے گری پڑی تھی۔ کشنس بھی ادھر ادھر بکھرے نظر آ رہے تھے۔

"یہ سب اس نکاح کی وجہ سے ہوا ہے۔" اس نے بڑبڑاتے ہوئے سر ہاتھوں میں گرا لیا۔

"بس بہت ہو گیا۔ میں اب اس قصے کو ہی ختم کر دوں گا۔ نہ یہ نکاح رہے گا۔ نہ ماہین کہ

انکار کی وجہ۔"

اس نے غصے سے سوچتے ہوئے اپنا موبائل اٹھایا اور کسی کو کال ملانے لگا۔ دوسری ہی بیل پر کال اٹھالی گئی تھی۔

"ہیلو ڈیوڈ! مجھے ایک دو دن کے اندر اندر طلاق کے پیپر س چاہیں۔ ساری انفارمیشن تمہیں اسی میل کر رہا ہوں جلد از جلد یہ کام ہو جانا چاہیے۔"

دوسری طرف سے ڈیوڈ کی بات سننے کے بعد اس نے کال کاٹ دی۔

"اب تمہارے انکار کے سارے جواز ختم ہو جائینگے۔ اب تمہیں میرا ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ تم خود بھی نہیں۔"

اس نے مسکرا کر سوچتے ہوئے سر صوفے سے ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔ اب وہ قدر پُر سکون تھا۔

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

شاہ ولایت اس وقت سب ڈاننگ ٹیبل پر موجود ڈنر کرنے میں مصروف تھے۔ جب سلما بیگم کھانا کھاتی علاقہ بیگم سے مخاطب ہوئیں۔

"بھابھی آپ نے عزام کے لیے کوئی لڑکی دیکھی یا نہیں؟"

سلمہ بیگم کی بات پر کھانا کھاتے عزام کا ہاتھ رکا۔ اس نے چہرہ اٹھا کر سلمہ بیگم کو دیکھا۔
 "ابھی نہیں۔ جب اللہ کی مرضی ہوگی، رشتہ بھی مل جائے گا اور شادی بھی ہو جائے گی۔"
 علایہ بیگم پُر سکون لہجے میں بولیں۔

"ہاں بھئی!! اب تو اللہ ہی مالک ہے۔ ماریہ کو تو آپ نے منع کر دیا، ورنہ اس سے اچھی
 لڑکی آپ کو ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گی۔" انہوں نے جتاتے ہوئے کہا۔ علایہ بیگم
 خاموش ہی رہیں۔

"اچھی جان آپ فکر نہیں کریں۔ مجھ جیسا انسان ماریہ جیسی لڑکی کے قابل بھی نہیں تھا۔ اس
 لیے میں جس قابل ہوں۔ مجھے ویسے ہی لڑکی ملے گی۔ آپ بس اسامہ کی فکر کریں۔" عزام
 کہہ کر کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

سلمہ بیگم تمللا کر رہ گئیں۔ اگر اس وقت صدیق صاحب نہ بیٹھے ہوتے تو وہ اسامہ کے ذکر پر
 اچھے سے عزام کی خبر لیتیں۔
 www.urdu novels mania

"عزام بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے۔ آپ زرا اپنے بیٹے کی فکر کریں۔ پوچھیں اُس سے وہ ماہ
 جبین کے ساتھ واپس آ رہا ہے یا نہیں۔"

صدیق صاحب کی بات پر عزام نے الجھن بھری نظروں سے سلمہ بیگم کو دیکھا جو اس کی
 نظروں کو نظر انداز کرتی صدیق صاحب سے کہہ رہی تھیں۔

"اسے کچھ ضروری کام ہے۔ وہ ابھی واپس نہیں آسکتا۔"

"ہنہ!! بہانے ہیں بس نہ آنے کے۔" صدیق صاحب نے ہنکار بھرا۔

"یعنی چچی جان نے اسامہ کے بارے میں جھوٹ بولا ہے کہ وہ ماہ جبین کے ساتھ ہے۔"

عزام جو سلما بیگم کو دیکھ رہا تھا۔ ساری بات سمجھ کر سر جھٹکتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"کھانا تو ختم کر لو۔" علایہ بیگم اسے دیکھ کر بولیں۔

"بس امی جان اور بھوک نہیں۔" وہ کہہ کر سیڑھیاں چڑھتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔ علایہ

بیگم ایک نظر سلما بیگم پر ڈال کر خود بھی اٹھ کھڑی ہوئیں اور برتن سمیٹ کر کچن کی جانب

چل دیں۔

urdu
novels mania

www.urdu novels mania.com

پورا ہال اسٹوڈنٹس سے بھرا ہوا تھا۔ ہاتھ میں جوس کا گلاس پکڑے، وہ چاروں ایک کونے

میں کھڑی آپس میں باتوں میں مصروف تھیں جب ایلکس ان کے پاس چلا آیا۔

"کیا ہو رہا ہے چڑیلوں؟"

"انسان کی شکل اچھی نہ ہو تو بات اچھی کر لے۔" ماہ جبین منہ بنا کر بولی۔

"آج حادثاتی طور پر اچھی لگ رہی ہو۔"

وہ ان چاروں کو دیکھتا ہوا بولا جو اس وقت باربی فراک میں موجود تھیں۔

"اور آج حادثاتی طور پر تمہاری شکل اچھی لگ رہی ہے۔ شاید یہ آخری ملاقات کا اثر ہے۔"

ماہ جبین کی بات پر وہ تینوں ہنس دیں۔ ایلکس اسے گھورتا ہوا مائیکل اور کلارک کی جانب بڑھ گیا۔

"یاریقین نہیں آ رہا۔ کتنی جلدی وقت گزر گیا نا۔"

زارا ہال میں نظر دوڑاتے ہوئے بولی۔ جہاں سب ایک دوسرے سے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

"واقعی پر تم لوگوں نے واپس جا کر بھی رابطے میں رہنا ہے۔" کیلین ان تینوں کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"بالکل!! ویسے ہم دوبارہ بھی مل سکتے ہیں۔ اگر ایم جے چاہے۔" ایلف آنکھیں مٹکا کر بولی۔

"وہ کیسے؟"

کیلین اور زارا نے ماہ جبین کی طرف دیکھا۔ جو حیران نظروں سے ایلف کو دیکھ رہی تھی۔

"ایم جے شادی کر لے اور کیسے۔"

"شادی؟"

کیلین نے سوالیہ نظریں ماہ جبین کی طرف کی جو غصے سے ایلف کو گھور رہی تھی۔
 "رک پہلے تیری ہی شادی اس ایلکس کے بچے سے کرا دیتی ہوں۔" ماہ جبین نے کہہ کر
 اس کے پیچھے دوڑ لگادی۔

کیلین اور زارا ہنستے ہوئے اسے دیکھ رہی تھیں۔ یونہی ہنستے، مسکراتے، خوشیاں بانٹتے یہ
 رات بھی بالآخر اپنے اختتام کو جا پہنچی تھی۔

وہ آفس میں بیٹھالیپ ٹاپ پر مصروف تھا۔ دفعتاً کوئی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اس
 نے سر اٹھا کر دیکھا تو سامنے رویسہ کھڑی تھی۔ جواب قدر بہتر حالت میں نظر آ رہی تھی۔
 وہ چلتی ہوئی اس کے سامنے آ بیٹھی۔

"کس کی اجازت سے تم اندر آئی ہو؟" وہ ناگواری سے بولا۔

"ایک وقت تھا جب مجھے یہاں آنے کے لیے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں تھی۔" وہ
 بے تاثر چہرے سے بولی۔ مگر آنکھیں بہت کچھ کہہ رہی تھیں۔ اسامہ نے نظریں چرا لیں۔

"اب وہ وقت نہیں رہا۔"

"ہاں!! کیوں کے اب تم وہ نہیں رہے۔ تمہیں کیا لگتا ہے سامی۔ تم نے جو میرے ساتھ کیا اس کے بعد تم خوش رہ لو گے؟ کبھی نہیں۔" وہ غرائی۔

"بکواس بند کرو اپنی۔" وہ اکتا کر بولا۔

"پتہ ہے!! ایم جے ٹھیک کہتی ہے۔ کسی کی خوشیوں کی قبر پر اپنی خوشیوں کی سچ نہیں سجاتی۔ مجھے لگا، میں غلط تھی۔ جو یہ جانتے ہوئے بھی تم سے شادی کرنا چاہتی تھی کہ تم شادی شدہ ہو۔ پر نہیں اس میں صرف میری غلطی نہیں تھی۔" وہ رکی اور اسامہ کی آنکھوں میں دیکھا۔

"اس میں تم بھی برابر کے شریک تھے۔ تم جانتے تھے۔ میں تمہیں پسند کرنے لگی ہوں مگر تم نے مجھے اپنی بیوی کے بارے میں نہیں بتایا بلکہ مجھے اپنے قریب آنے دیا۔ تم نے مجھے تب بتایا جب ہم منگنی کرنے جا رہے تھے۔ تم میری وجہ سے اپنی بیوی کو نہیں چھوڑ رہے تھے۔ بلکہ تم تو اس سے خود تعلق نہیں رکھنا چاہتے تھے۔ پھر صرف مجھے سزا کیوں؟ اگر غلط میں ہوں تو تم بھی تو قصور وار ہو۔ پھر یہ نا انصافی کیوں؟"

وہ خاموش ہوئی۔ اسامہ ناگواری سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ پہلے ہی ماہین کی طرف سے پریشان تھا اور اب رویمہ۔

"جو کچھ بھی میرے ساتھ ہوا۔ اس سب کے بعد میرا مکافاتِ عمل پر ایمان اور مضبوط ہو گیا۔ مجھے یقین ہے۔ دیر سے صبح مگر وہ تکلیف اور عزیت تم بھی اٹھاؤ گے جو آج میں اٹھا رہی ہوں۔ کیونکہ تم نے صرف اپنی بیوی کا نہیں میرا بھی دل توڑا ہے۔" وہ کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسامہ اب بھی خاموش بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ ایک ملامت بھری نگاہ اس پر ڈال کر آفس سے باہر چلی گئی۔ اسامہ بھی سر جھٹکتا ایک بار پھر کام میں مشغول ہو گیا۔

وہ بیڈ پر بیٹھی موبائل پر گھروالوں کی تصویر دیکھ رہی تھی۔ جب سلما بیگم کے گلے میں ہاتھ ڈالے اسامہ کی آٹھ سال پرانی تصویر اس کی نظروں کے سامنے آرکی۔ اس کے ساتھ ہی ماضی کا وہ منظر ذہن کے پردے پر آٹھرا تھا۔

"میں اُس بچی سے شادی نہیں کر سکتا۔ آپ بابا سائیں کو سمجھاتی کیوں نہیں؟" اسامہ سلما بیگم کے کمرے میں داخل ہوتا ہوا بولا۔ جو الماری میں اپنے اور صدیق صاحب کے کپڑے رکھ رہی تھیں۔

"میں کچھ نہیں کر سکتی یہ شاہ بی بی اور تمہارے بابا سائیں کا حکم ہے۔" وہ کپڑے رکھ کر اس کے پاس چلی آئیں اور بازو سے پکڑ کر اسے بیڈ پر بیٹھا دیا۔

"کیا بی بی کا بکرا بنانے کے لیے میں ہی ملا ہوں۔ جو اس ماہ جبین کو زبردستی میرے گلے ڈال رہے ہیں۔" وہ غصے دھاڑا۔

"آہستہ آہستہ۔ کوئی سن لے گا۔" وہ دروازے کی جانب دیکھتے ہوئے بولیں۔ جس کے پار بارہ سالہ ماہ جبین اپنے ہاتھ میں گڑیا لیے سہمی ہوئی کھڑی تھی۔ یہاں سے گزرتے ہوئے، وہ اپنا نام سن کر یہیں رک گئی۔

"تو سن لے مجھے کسی کا ڈر نہیں۔ میں نے کوئی یتیم خانہ نہیں کھول رکھا۔ جو اس ماہ جبین کی ذمہ داری اٹھاتا رہوں۔" وہ ایک بار پھر چلا اٹھا۔

"تمہارے بابا سائیں نے تمہیں جائیداد سے عاق کرنے کی دھمکی دی ہے۔ ورنہ میں نے تو بہت کوشش کی تھی۔ انہیں سمجھانے کی۔" وہ بے بسی سے بولیں۔

"وہ ایسا کیسے کر سکتے ہیں میرے ساتھ، اپنے بیٹے سے زیادہ انہیں اپنی بھانجی عزیز ہے۔" وہ غصے سے کہتا کھڑا ہو گیا۔ سلما بیگم نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑ کر واپس بیٹھایا۔

"اچھا میری بات سنو۔ صرف نکاح کی تو بات ہے۔ اس کے بعد تو تم ویسے بھی باہر چلے جاؤ گے پھر وہاں جس سے چاہے۔ اپنی مرضی سے شادی کر لینا۔" سلما بیگم سمجھاتے ہوئے بولیں۔

باہر کھڑی ماہ جبین کو اس وقت یہ باتیں سمجھ تو نہ آئیں۔ مگر ذہن کے پردے پر کہیں رقم ضرور ہو گئی تھیں۔ وہ دروازے سے ہٹ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی اس کے ساتھ ہی وہ ماضی کے اس منظر سے باہر نکل آئی۔

"آپ میری زندگی سے چلے بھی جائیں تو مجھے کوئی غم نہیں۔ کیونکہ مجھے آپ سے کوئی محبت نہیں۔" وہ بڑبڑائی۔ اور بیڈ سے اٹھ کر باہر چلی گئی۔ جہاں زارا اور ایلف کھڑی سیلفی لینے میں مصروف تھیں۔

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

"کیا ہوا امی جان آپ پریشان لگ رہی ہیں؟" عزام علایہ بیگم کے سامنے بیٹھتے ہوئے بولا۔ جو ڈاننگ ٹیبل پر بیٹھی سبزی کاٹ رہی تھیں۔

"کچھ نہیں۔ بس سلما کی باتیں اکثر پریشان کر دیتی ہیں۔" وہ سر جھٹکتے ہوئے بولیں۔

"او ہوامی جان!! آپ کیوں چچی جان کی باتوں کو دل پر لے لیتی ہیں۔ ان کی تو عادت ہے۔" وہ ان کا موڈ ٹھیک کرنے کی غرض سے بولا۔

"میں بس اور نہیں کسی کی باتیں سن سکتی اب تمہیں فیصلہ کرنا ہی ہوگا۔ یا تو تم شادی کر لو یا پھر میں سوچ لوں گی کہ میرا کوئی بیٹا نہیں۔" علایہ بیگم غصے سے کستی اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"لیکن امی جان۔۔۔" اس نے انہیں روکنا چاہا مگر وہ اس کی بات سننے بغیر آگے بڑھ گئیں۔

عزام بے بسی سے انہیں جاتے دیکھ خود بھی اٹھ کر گھر سے باہر نکل گیا۔

بالآخر وہ دن بھی آن پہنچا تھا۔ جب اس نے پاکستان واپس لوٹ جانا تھا۔ بہت سی یادیں اور خوشیاں سمیٹ کر وہ اب اپنی زندگی اپنے ملک کی جانب لوٹ رہی تھی۔ جہاں اس کے اپنے اس کے انتظار میں تھے۔

"میں تم لوگوں کو بہت مس کروں گی۔" وہ کیلین کے گلے لگتے ہوئے بولی۔

اس وقت وہ سب انیر پورٹ پر کھڑے تھے۔ آج صرف ماہ جبین کی فلائٹ تھی۔ زارا اور ایلف کو کل کی فلائٹ سے روانہ ہونا تھا۔

"ہم بھی تمہیں بہت مس کریں گے اور وہاں جا کر بھی رابطے میں رہنا۔" کیلین اس سے الگ ہوتے ہوئے بولی۔

"ہاں!! اور ہمیں اپنی شادی میں بلانا مت بھولنا۔" ایلف نے اسے پھر چھڑا۔ ماہ جبین اسے گھوری سے نوازتی زارا کی جانب مڑی۔

"اپنا خیال رکھنا ایم جے۔ جو بھی فیصلہ ہو ہمت نہیں ہار نہ تم ایک بہادر لڑکی ہو۔" زارا نے اس کی ہمت بڑھائی۔ ماہ جبین نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلادیا۔ آنکھوں میں اچانک نمی در آئی تھی۔

"اوے چڑیل!! رونے کا سین نہیں چلے گا۔ ہم سب جلد پاکستان آئیں گے۔ بلکہ سال میں ایک بار تو سب ساتھ جمع ہوا کریں گے۔" ایلکس کی بات پر اس نے مسکراتے ہوئے اس کے بال بگاڑے۔

"آج حادثاتی طور پر تمہاری شکل کے ساتھ ساتھ تمہاری باتیں بھی اچھی لگ رہی ہیں۔" ماہ جبین کی بات وہ سب ہنس دیئے۔ جبکہ ایلکس منہ بنا کر بولا۔

"چڑیل کی چڑیل رہنا۔" وہ مسکرا دی۔

فلائٹ کی بورڈنگ انا و سمنٹ ہونے لگی تھی۔ وہ ایک بار پھر سب سے مل کر اندر کی جانب بڑھ گئی۔ یہ جانے بغیر کے ایک نیا سفر اور اس کا ہمسفر، اس کا انتظار کر رہا ہے۔

"امی جان!! جلدی کریں۔ مجھے دیر ہو رہی ہے۔" عزام علیہ بیگم کو آواز دیتے ہوئے بولا۔ وہ ماہ جبین کو لینے ایئر پورٹ جا رہا تھا۔ مگر عالیہ بیگم کہنے پر رک کر ان کا انتظار کرنے لگا۔ جو ہاتھ میں ٹفن لیے کچن سے نکل کر لاونج میں آرہی تھیں۔

"یہ لو۔ اس میں سینڈوچ ہیں۔ یہ ماہ جبین کو دینا وہ راستے میں کھالے گی۔" وہ ٹفن اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولیں۔

"وہ گھر ہی آرہی ہے۔ آپ کو اسے جو کھلانا ہو گھر آنے پر کھلا پیلا لے گا۔" عزام نے حیرت سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟ تب تک وہ بھوکی رہے گی؟ شرافت سے اسے لے کر جاؤ اور گاڑی میں دے دینا۔" عالیہ بیگم گھورتے ہوئے بولیں۔

"اففف!! اچھا ٹھیک ہے دیں۔" وہ ہار مانتا ہوا بولا۔ عالیہ بیگم مسکرا دیں اور ٹفن اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔

"اب چلتا ہوں۔ چچا جان انتظار کر رہے ہیں۔"

وہ کہہ کر باہر نکل گیا۔ جہاں صدیق صاحب پہلے ہی اس کا گاڑی میں بیٹھے انتظار کر رہے تھے۔

انٹرپورٹ سے باہر نکلتے ہی اس کی نظر سیدھا عزام اور صدیق صاحب پر پڑی جو گاڑی کے ساتھ کھڑے اس کے انتظار میں تھے۔ وہ مسکراتی ہوئی ان کے پاس چلی آئی۔

"السلام علیکم!!"

"وعلیکم السلام!! کیسا ہے میرا بچہ؟" وہ پیار سے اسے گلے لگاتے ہوئے پوچھنے لگے۔

عزام مسکرا کر اس کے سلام کا جواب دیتا، اس کا سامان ڈگی میں رکھنے لگا تھا۔

"بالکل ٹھیک اور آپ کمزور لگ رہے ہیں۔" وہ انہیں دیکھتے ہوئے بولی۔

"بس بیٹا اب ہماری عمر ہو گئی ہے۔ اس کا ہی اثر ہے۔"

"ارے!! ابھی کہاں، ابھی تو آپ جوان ہیں۔" اس نے مسکرا کر کہا اور ایک نظر عزام کو دیکھا جواب اس کا سامان رکھ کر گاڑی میں بیٹھ رہا تھا۔

"چلو گھر پر سب انتظار کر رہے ہیں۔ تمہاری بڑی مامی نے تو راستے کے لیے سینڈوچ بھی ساتھ بھیج دیئے۔" وہ کہتے ہوئے گاڑی میں بیٹھ گئے۔

"واہ ولد بیسٹ مامی!! کہاں ہیں سینڈوچ؟" اس نے پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر سوالیہ نظروں سے عزام کو دیکھا جو ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا۔

"یہ لو۔"

عزام نے آگے رکھا ٹفن اٹھا کر اسے پکڑ لیا اور گاڑی کو اسٹارٹ کر کے گھر کے راستے پر ڈال دیا۔ اب گاڑی تیزی سے اپنی منزل کی جانب گامزن تھی۔

وہ اپنے آفس میں بیٹھا موبائل ہاتھ میں پکڑے مسلسل کال ملانے میں مصروف تھا۔ مگر دوسری طرف سے نمبر بند جا رہا تھا۔ اس نے غصے سے موبائل ٹیبل پر پٹخ دیا۔

"آخر اس لڑکی کا فون مسلسل بند کیوں جا رہا ہے؟" اسامہ غصے سے بڑبڑایا۔

"شٹ شٹ شٹ!! میں تو اس کے گھر کے بارے میں بھی نہیں جانتا۔ کیا کروں کیسے معلوم کروں؟" اس کو اب احساس ہوا۔ سوائے نام اور فون نمبر کے کچھ بھی تو معلوم نہیں تھا۔ اس نے اپنے بال مٹھی میں جکڑ لیے۔

"تم کہیں بھی چھپ جاؤ ماہین۔ میں تمہیں ڈھونڈ نکالوں گا۔ تمہیں کیا لگتا ہے، اتنی آسانی سے مجھے چھوڑ کر جاسکتی ہو؟"

وہ اُس کے تصور سے مخاطب ہوا اور اُٹھ کر آفس کی وال مرر کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ جس کے پار ایک جگمگاتا شہر آباد تھا۔



"انا جب حد سے زیادہ ہو

تو پھر کیوں نہ تماشا ہو"

"پتا ہے نانی جان میں وہاں اسامہ سے بھی ملی پر مجھے زرا بھی ان کو دیکھ کر کوئی خوشی محسوس نہیں ہوئی بلکہ دکھ ہی ہوا۔"

وہ شاہ بی بی کے کمرے میں موجود ان کو اپنے دل کا حال سنارہی تھی۔ گھر آ کر سب سے ملنے کے بعد وہ سیدھا ان کے کمرے میں چلی آئی تھی اور اب پندرہ منٹ سے ان کے سرہانے بیٹھی مسلسل بولے چلی جا رہی تھی۔

"جانتی ہیں کیوں؟ اوہو!! میں بھی نا۔ آپ کیسے جانتی ہوں گی۔ میں بتاتی ہوں۔ اسامہ نے وہاں منگنی کر لی ہر وقت وہ رو میسہ کے ساتھ پائے جاتے تھے۔"

اس نے مسکرا کر کہتے ہوئے شاہ بی بی کو دیکھا۔ جو خاموش لیٹی اسے دیکھ رہی تھیں۔ مگر بولتی آنکھیں افسردہ تھیں۔ اس لڑکی کو دیکھ کر جو اپنا غم بھی مسکرا کر بتایا کرتی تھی۔

"اگر یہ سب میں نے کیا ہوتا نانی جان۔ تو تب۔۔۔ تب میرے ساتھ کیا ہوتا؟" اس نے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا۔ جبکہ وہ اچھے سے جانتی تھی۔ جواب نہیں ملے گا۔ فاج کے اٹیک نے ان کا منہ تک ٹھڑا کر دیا تھا۔ جس کے باعث گھر والے ان کی آواز تک سننے سے محروم ہو گئے تھے۔

"اگر میں کسی اور کے ساتھ افیسر چلاتی، تو تب۔۔۔ تب اسامہ مجھے غیرت کے نام پر قتل کر دیتے۔ مگر انہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا کیونکہ وہ۔۔۔ وہ تو مرد ہیں نا۔ جو چاہے وہ کر سکتے ہیں۔"

"کون کیا کر سکتا ہے؟"

دروازے سے آتی آواز پر اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ علایہ مامی کھڑی اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ کمرے میں آتے ہوئے انہوں نے اس کا آخری جملہ سن لیا تھا۔ اس لیے پوچھ بیٹھی۔

"کیا ہوا؟ کون کیا کر سکتا ہے؟" علایہ بیگم نے پھر پوچھا۔ ماہ جبین جو یہ سوچ کر پریشان ہو رہی تھی کہ شاید علایہ مامی نے سب سن لیا۔ ان کے دوبارہ پوچھے جانے والے سوال پر پُر سکون ہو گئی۔

"کچھ نہیں مامی جان۔ ویسے ہی نانی جان کو پیرس اور اس کے "لوگوں" کے بارے میں بتا رہی تھی کہ "وہ" وہاں کیسے رہتے ہیں۔" وہ مسکرا کر بولی۔ اس کی بات میں چھپے مطلب کو صرف شاہ بی بی ہی سمجھ سکی تھیں۔

"اچھا ویسے میں تمہیں یہ تصویر دکھانے آئی تھی۔ زرا بتاؤ تو یہ لڑکی کیسی ہے؟" وہ مسکراتے ہوئے خود بھی بیڈ پر آ بیٹھی اور تصویر ماہ جبین کی طرف بڑھائی۔

"کون ہے یہ؟"

وہ تصویر میں موجود اس خوبصورت سی لڑکی کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"یہ افروز باجی کی بیٹی ہے۔ میں نے اسے عزام کے لیے پسند کیا ہے۔" وہ مسکرا کر بولیں جبکہ ماہ جبین مسکرا بھی نہ سکی۔ دل میں کہیں اندر ایک ٹیس سی اُٹھی تھی۔

"بہت اچھی ہے۔ عزی کو پسند ہے؟" اس نے تصویر پر نظریں جمائے ہی پوچھا۔
 "اُس نے فیصلہ مجھ پر چھوڑا ہوا ہے۔ جس سے چاہے کر دوں۔ اس لیے مجھے جو پسند ہوگی۔
 اسے بھی پسند آجائے گی۔"

وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔ خوشی چہرے سے ہی جھلک رہی تھی۔ بالآخر عزام کو
 دی گئی دھمکی جو کام کر گئی تھی۔

"یعنی عزی یہ شادی علایہ مامی کی خوشی کی خاطر کر رہے ہیں۔"

اس نے تصویر کو دیکھتے ہوئے سوچا۔ اسے علایہ بیگم کی بات سے اندازہ لگانے میں زرا دیر
 نہ لگی تھی۔ کیونکہ ماہ جبین جانتی تھی۔ وہ اسامہ نہیں۔ جس کے لیے اپنی خوشیاں اور
 خواہشات عزیز ہوں۔ وہ عزام ہے۔ جو دوسروں کیلئے اپنی خوشیاں اور خواہشات کا گلا
 گھونٹنا جانتا ہے۔

"امی جان!!" www.urdu novels mania.com

وہ انہی سوچوں میں گم تھی کہ عزام بھی علایہ بیگم کو آواز دیتا شاہہ بی بی کے کمرے میں چلا
 آیا۔

"امی جان آپ یہاں ہیں اور میں آپ کو باہر ہر جگہ ڈھونڈ رہا تھا۔" عزام نے ایک نظر ماہ
 جبین پر ڈال کر علایہ بیگم سے کہا۔

"تو ہر جگہ ڈھونڈنے کے بجائے سیدھا یہیں آ جاتے۔" وہ اس کا کان کھینچتے ہوئے بولیں۔

"مجھے بعد میں مار لیگا لیکن پہلے میرے کپڑے نکال دیں مجھے ضروری کام سے جانا ہے۔" اس نے کان پھڑپھڑاتے ہوئے کہا۔

"اچھا چلو نکالتی ہوں تمہارے کپڑے۔" وہ کہتے ہوئے اٹھیں کہ تبھی ماہ جبین نے تصویر ان کی طرف واپس بڑھا دی۔

"یہ لیں مامی جان۔ لڑکی واقعی بہت پیاری ہے۔ غزی کے ساتھ اس کی جوڑی اچھی لگے گی۔"

اس نے کہہ کر عزام کی طرف دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ ماہ جبین کی بات پر وہ بے تاثر چہرہ لیے کمرے سے باہر نکل گیا۔ علاوہ بیگم بھی تصویر لے کر اس کے پیچھے چل دی تھیں۔

"چاہے جانے کا احساس بہت پیارا ہوتا ہے نانانی جان۔" اس نے شاہ بی بی کو دیکھا جو کب سے خاموش لیٹی ان سب کی باتیں سن رہی تھیں۔

"جھلے اس شخص سے آپ کو محبت نہ ہو۔ مگر جب اس ہی شخص کو کسی اور کا ہوتے ہوئے دیکھو تو دل میں کہیں دور ایک ٹیس سی اٹھتی ہے۔ دل میں یہ خوف سا آتا ہے کہ شادی

کے بعد بھی کیا وہ شخص ہمیں یاد رکھے گا یا بھول جائے گا۔ "وہ کہہ کر مسکرائی اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اچھا اب میں نے بہت کان کھالیے آپ کے، اب آپ آرام کریں۔ میں بھی اپنے کمرے میں جاتی ہوں۔" ماہ جبین کہہ کر دروازے کی جانب بڑھی۔

"اور کیا شادی کے بعد بھی عزی میرا ایسے ہی خیال رکھیں گے یا ایک بار پھر میں اکیلی ہو جاؤں گی۔" نہ چاہتے ہوئے بھی آنکھ کا کونا نم ہوا۔ وہ ان ہی باتوں کو سوچتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

وہ اس وقت ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں ملبوس چھت پر کھڑا تیسری سیگریٹ سلگا رہا تھا۔ نیند کے باعث اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ رات کی تاریکی میں ٹھنڈ بھی بڑھتی جا رہی تھی۔ مگر وہ پرواہ کیے بغیر اپنے سیگریٹ پینے میں لگا رہا۔

"میں آپ کو کبھی نہیں بھول سکتا ماہین۔ آپ سے محبت کی ہے میں نے۔ یہ کوئی وقتی جذبہ نہیں جو بدل جائے۔"

سیگریٹ کا کش لیتا وہ ماہ جبین کے تصور سے مخاطب ہوا۔

"بھلے میری زندگی میں کوئی بھی شامل ہو جائے۔ مگر ازل سے یہ دل صرف آپ کے لیے دھڑکا ہے اور اب تک آپ کے لیے ہی دھڑکتا رہے گا۔"

سیگریٹ سے اُڑتے دھوئے میں اسے ماہِ جبین کا عکس نظر آنے لگا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اسے چھونا چاہا مگر دیکھتے ہی دیکھتے اس کا عکس ہوا میں غائب ہو گیا۔

"اگر امی جان نے دھمکی نہ دی ہوتی تو کبھی میں شادی کے لیے رضا مند نہ ہوتا۔ آخر میں کسی کو دے ہی کیا سکتا ہوں۔ میرا سب کچھ تو آپ کے پاس ہے۔"

تیسری سیگریٹ بھی ختم ہو گئی۔ اس نے آخر کا بچا ہوا حصہ نیچے پھینک کر پیر سے مسل دیا۔ ٹھنڈ کا احساس بڑھنے لگا تھا۔ وہ اپنے بازوؤں پر ہاتھ پھیرتا جانے کے لیے مڑا کہ تبھی سیرٹھیاں چڑھتی ماہِ جبین اسے اوپر آتی دکھائی دی۔

"آپ اتنی رات کو یہاں کیا کر رہی ہو؟" عزام نے اس کے قریب پہنچنے پر پوچھا۔

"میں آپ کو جواب دینے کی پابند نہیں۔"

وہ روکھے لہجے میں کہتی آگے بڑھنے لگی کہ تبھی ایک بار پھر اسے عزام کی آواز سنائی دی۔

"میں جانتا ہوں۔ آپ میری پابند نہیں مگر۔۔۔"

"میں کچھ وقت اکیلی رہنا چاہتی ہوں۔" ماہِ جبین اس کی بات کاٹ کر بولی۔ صاف واضح تھا۔

وہ عزام کو جانے کا کہہ رہی تھی۔

عزام بھی پھر کچھ بولے بنا ایک نظر اس کی پشت پر ڈال کر سیر ھیوں کی جانب بڑھ گیا۔
 "اففف!! آخر کیا ضرورت تھی۔ مجھے عزی سے ایسے بات کرنے کی، آخر مجھے بُرا کیوں لگ رہا ہے؟"

وہ اپنی پشت پر اس کے جاتے قدموں کی آواز سن کر افسردگی سے بڑبڑائی۔ وہیں چھت پر لگے گلاب کے پھول دلچسپی سے اس کی بڑبڑاہٹ کو سننے لگے تھے۔

سورج کی کرنوں کے ساتھ ہی شاہ ولایت چل پھل شروع ہو گئی تھی۔ علایہ بیگم اور سلما بیگم کچن میں کھڑی ناشتہ بنانے میں مصروف تھیں۔ مناب بھی ان کے ساتھ کھڑی مدد کروا رہی تھی۔ وہیں عزام صدیق صاحب کے ساتھ ڈاننگ ٹیبل پر بیٹھا ملک کے حالات پر بحث کر رہا تھا کہ تبھی سفید شلوار قمیض کے ساتھ گلے میں دوپٹہ ڈالے ماہ جبین اپنے بالوں کو جوڑے میں لپیٹتی ان کے پاس چلی آئی۔ نیند سے بھری آنکھیں جو اس کے ابھی ابھی اٹھنے کی گواہی دے رہی تھیں۔

"السلام علیکم!!" وہ جمائی روکتے ہوئے بولی۔ عزام اسے دیکھ کر مسکرا نے لگا۔

"وعلیکم السلام!! اُٹھ گیا میرا بچہ۔" وہ پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولے۔
 "جی ماموں جان!! پر ابھی بھی نیند آرہی ہے۔" وہ ان کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے
 بولی اور سر ٹیبل پر رکھ کر آنکھیں موند لیں۔ صدیق صاحب اس کو دیکھ کر نفی میں سر ہلاتے
 مسکرانے لگے کہ اچانک باہر کے دروازے سے بیل بجنے کی آواز آئی۔

"میں دیکھتا ہوں چچا جان۔" عزام کہہ کر اُٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد
 ہی وہ ہاتھ میں ایک خاکی لفافہ لیے واپس چلا آیا۔

"یہ کیا ہے عزام؟" وہ لفافے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے۔
 "یہ پیرس سے آیا ہے۔"

اور ان الفاظ پر ماہ جبین کرنٹ کھا کر تیر کی طرح سیدھی ہوئی۔ اس نے ایک نظر لفافے کو
 دیکھا۔ جاننے میں ایک لمحہ نہیں لگا کہ اس میں کیا ہو سکتا۔
 "دکھاؤ مجھے۔" www.urdu novelsmania.com

صدیق صاحب نے لفافے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ عزام نے ایک نظر ماہ جبین کو دیکھا جو بے
 تاثر چہرے کے ساتھ لفافے کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے خاموشی سے لفافہ صدیق صاحب کو
 تھما دیا۔

"یہ کس چیز کے پیرز ہیں؟"

وہ پیپرزنکا لیتے ہوئے بولے ساتھ میں ایک لیٹر بھی موجود تھا۔ وہ کھول کر پڑھنے لگے۔ ماہ جبین خاموش ہی رہی۔

"سلما سلما۔۔۔" وہ ایک دم دھاڑا اٹھے۔

ان کی دھاڑ پر وہ تینوں کچن سے باہر نکل آئیں۔ عزام اور ماہ جبین بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"دیکھو کیا کیا ہے تمہارے بیٹے نے مجھے اپنی مرحوم بہن کے سامنے منہ دکھانے لائق نہیں چھوڑا۔"

وہ پیپرزن سلما بیگم کے سامنے پھینکتے ہوئے چلائے۔ انہوں نے فوراً پیپرزن کو اٹھا کر دیکھا۔
 "یہ یہ تو۔۔۔" سلما بیگم سے بونا مشکل ہو گیا۔ علیہ بیگم فوراً ان کے ہاتھ سے پیپرزن کو لے کر پڑھنے لگیں۔

"ہاں آپ کے بیٹے نے ماہ جبین کو طلاق دے دی اور اس لیٹر میں آپ کے بیٹے نے صاف لکھا ہے کہ وہ یہ زبردستی کا رشتہ آج ختم کر رہا ہے۔ ماہ جبین کو طلاق دے رہا ہے۔" وہ اپنے ہاتھ میں موجود لیٹر کو ان کے سامنے لہراتے ہوئے بولے۔

عزام نے فوراً ماہ جبین کو دیکھا۔ جواب بھی بے تاثر چہرے سے سارا تماشا دیکھ رہی تھی۔

"اب میں کیا منہ دکھاؤں گا" رابیہ "کو؟ کیا کہوں گا کہ میں اس کی بیٹی کا خیال نہیں رکھ سکا۔" وہ بے بسی سے کہتے ایک دم سینے پر ہاتھ رکھ کر کھانستے چلے گئے۔ عزام اور مناب فوراً ان کی جانب بڑھے۔

"بابا سائیں۔۔۔" مناب رونے لگی۔

"چچا جان سنبھالیں خود کو۔" عزام صدیق صاحب کو سہارا دیتا ان کے کمرے میں لئے گیا۔ باقی سب بھی ان کے پیچھے چل دیئے تھے۔ اب صرف ماہ جبین تھی۔ جو وہاں اکیلی کھڑی تھی۔ وہ مرے قدموں سے آگے بڑھتی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے چھت پر چلی گئی۔

"چچا جان آپ آرام کریں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔" عزام انہیں بیڈ پر لٹاتا ہوا بولا۔ "آپ سب بھی جا کر اپنے کام کریں۔ اب جو ہو گیا اُسے بدل نہیں سکتے۔" وہ مناب اور علایہ بیگم کو دیکھتا ہوا بولا۔ سلما بیگم وہیں ہاتھ میں پانی کا گلاس لیے کھڑی تھیں۔

"پچی جان آپ چچا جان کو دیکھیں۔ میں زرا ڈاکٹر کو لے کر آتا ہوں۔" وہ کہتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

کچھ دیر بعد ہی وہ ڈاکٹر کے ہمراہ واپس کمرے میں آیا تھا۔ اچھی طرح چیک اپ کرنے کے بعد ڈاکٹر اپنے پیشہ ورانہ انداز میں بولا۔

"ویسے تو کوئی ٹینشن کی بات نہیں۔ مگر کوشش کریں کہ انہیں کوئی ٹینشن نہ ہو۔ اس عمر میں ذہنی دباؤ ان کے لیے ٹھیک نہیں۔"

"جی ڈاکٹر ہم خیال رکھیں گے۔"

عزام نے سلما بیگم کو دیکھتے ہوئے کہا جو فوراً نظریں پُر اگئی تھیں۔

ڈاکٹر نے ایک دو اور ہدایت کے ساتھ دوا کا پرچہ عزام کی طرف بڑھایا اور اس کے ساتھ ہی کمرے سے باہر نکل گیا۔ سلما بیگم بھی سر جھکا کر کمرے سے باہر چلی آئیں۔ ان میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ صدیق صاحب کا سامنا کر سکیں۔

"آپ ٹھیک ہونا؟"

وہ چھت پر کھڑی گلاب کے پھولوں کو پانی دے رہی تھی۔ جب اپنے پیچھے سے اسے عزام کی آواز سنائی دی۔

"کیوں؟ مجھے کیا ہوا ہے؟"

ماہ جبین نے مڑے بغیر ہی جواب دیا۔ عزام سمجھ گیا اب وہ اس کی چھوٹی سی ماہین نہیں جسے عزیزی کی ضرورت ہو۔ اس ماہین کو اس کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ جانے کے لیے مڑنے لگا جب اس کو اپنے پیچھے سے اُس کی آواز سنائی دی۔

"میں اسامہ سے ملی تھی۔ پیرس میں اور۔۔۔" پھر وہ سب بتاتے چلے گئی۔ عزام بے یقینی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ماہین آپ نے بتایا کیوں نہیں کہ آپ ہی ماہ جبین ہو؟ اور وہ آپ سے محبت۔۔۔"

"کیوں بتاتی؟ اور کوئی محبت نہیں۔ ویسے بھی یہ میرا معاملہ ہے۔ آپ کے علم میں جو ہونا چاہیے تھا۔ وہ بتا دیا۔" وہ سخت لہجے میں بولی۔

(اففف!! محبوب کی بے روکھی۔ مگر وہ محب ہی کیا، جو ہنس کر محبوب کی بے روکھی نہ سے۔)

"اچھا ٹھیک ہے۔ ناشتہ تو کر لو۔"

عزام نے بات ہی بدل دی۔ وہ تو ویسے بھی ماہِ جبین کے ہر فیصلے میں اس کا ساتھ دیتا تھا۔ تو پھر اب کیوں نہ دیتا۔

"میں کر لوں گی جب بھوک لگے گی۔" پھر وہی بے روکھی۔
 "طبیعت خراب ہو جائے گی۔"

وہ بھی اپنے نام کا ایک تھا۔ ماہِ جبین نے جھنجھلا کر اسے دیکھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ شادی کے بعد وہ عزام کا بدلا ہو اور پ دیکھے۔ اس لیے شادی سے پہلے ہی خود اس کی زندگی سے منسلک جانا چاہتی تھی۔

"کیا سوچ رہی ہو چلو۔"

عزام نے اسے خاموش دیکھ کر پھر کہا۔ اب کے ماہِ جبین بھی خاموشی سے اس کے ساتھ نیچے چل دی۔

www.urdu novels mania.com

"سرہم نے اچھے سے معلوم کیا ہے۔ یہ نمبر ماہین نامی لڑکی کا نہیں بلکہ کسی زارا نامی لڑکی کے نام رجسٹرڈ تھا۔" وہ صوفے پر بیٹھے اسامہ کو دیکھتے ہوئے بولا، جس کا غصے سے بُرا حال ہو رہا تھا۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔"

وہ بڑبڑایا اور اپنے سامنے کھڑے سیکریٹری کو دیکھا، جو ہاتھ باندھے، سر جھکائے کھڑا تھا۔

"آخر تم لوگوں سے ایک کام نہیں ہوا۔ تم ایک لڑکی کا پتہ نہیں کروا سکے؟"

"سر ہم پوری کوشش کر رہے ہیں۔ اس زارا نامی لڑکی کے بارے میں معلومات حاصل

کرنے کی ہو سکتا ہے۔ اس کے ذریعے ہی کچھ پتہ چل جائے۔"

وہ اسامہ کے غصے کو دیکھ کر فوراً بولا۔ کیا پتہ وہ ابھی اسے نوکری سے نکال دے۔

"ٹھیک ہے جاؤ اور جیسے ہی کوئی خبر ملے فوراً بتانا۔"

اس نے کہہ کر سامنے ٹیبل پر پڑاپانی کا گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگا لیا۔ دماغ کھول رہا تھا۔

ہر جگہ سے ناکامی اس کی انا کو ضربیں لگا رہی تھی۔

"میں تمہیں ڈھونڈ کر ہی رہوں گا، چاہے جو ہو جائے۔"

اس نے سوچتے ہوئے ہاتھ میں موجود گلاس زمین پر دے مارا۔ پورا لاونچ کانچ کے ٹوٹنے کی

آواز سے گونج اٹھا تھا۔

صبح سے رات ہونے کو آئی تھی۔ مگر کسی نے آپس میں بات تک نہیں کی، ہر کوئی ایک دوسرے سے منہ چھپائے چھپائے پھر رہا تھا۔ شاہ ولایت اس وقت موت کا سانسٹا چھا گیا تھا۔

ایسے میں علایہ بیگم اپنے کمرے بیٹھی سوچوں میں غرق تھیں جب مناب دروازے پر دستک دیتی کمرے میں داخل ہوئی۔

"تائی جان!!"

"آؤ بیٹا!! کیا بات ہے؟" انہوں نے بیڈ سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ بابا سائیں آپ کو شاہ بی بی کے کمرے میں بلارہے ہیں۔ آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔" وہ وہیں کھڑے کھڑے بولی۔

"ٹھیک ہے۔ تم چلو میں آتی ہوں۔"

"جی ٹھیک ہے۔" مناب اثبات میں سر ہلاتی باہر نکل گئی۔

"کیا بات ہو سکتی ہے؟"

وہ سوچتی ہوئی دوپٹہ درست کرتی خود بھی باہر نکل آئیں۔

لاؤنج سے گزرتے ان کی نظر کچن کی جانب اٹھی جہاں مناب اور سلما بیگم کام کر رہی تھیں۔ وہ نظر ہٹا کر شاہ بی بی کے کمرے کی جانب بڑھ گئیں۔ دروازے تک پہنچ کر انہوں نے

دستک دی اور اندر داخل ہو گئیں۔ سامنے ہی بیڈ پر شاہ بی بی لیٹی تھیں۔ ان کے بیڈ کے سامنے ہی کرسی لگائے صدیق صاحب اور عزام بھی بیٹھے تھے۔ وہ خاموشی سے جا کر بیڈ کے کنارے پر بیٹھ گئیں۔

"آپ نے بلایا تھا بھائی۔"

"جی بھابھی ہمیں آپ سے اور عزام سے کچھ بات کرنی ہے۔" وہ ان دونوں کو دیکھتے ہوئے بولے۔

"جی بھائی بولیں۔ کیا بات ہے؟"

علا یہ بیگم نے کچھ الجھ کر عزام کی طرف دیکھا، جو انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔

"بھابھی آج ہمیں احساس ہو رہا ہے کہ اسامہ اور ماہ جبین کا نکاح کرا کر ہم نے کتنی بڑی غلطی کی تھی۔ مگر جو ہو گیا اُسے ہم بدل تو نہیں سکتے۔ لیکن اُسے سدھارنے کی کوشش ضرور کر سکتے ہیں۔"

وہ سر جھکا کر بول رہے تھے۔ جیسے جو کچھ بھی ہوا، اس کے قصور وار صرف وہ ہوں۔

"بھابھی ہم چاہتے ہیں۔۔۔"

وہ رکے اور چہرہ موڑ کر خاموش لیٹی شاہ بی بی کو دیکھا، جو حوصلہ دیتی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہی تھیں۔

"کیا بات ہے بھائی؟ آپ جو بھی کہنا چاہتے ہیں بلا جھجھک بولیں۔"

علائیہ بیگم انہیں بغور دیکھتے ہوئے بولیں۔ ان کی چھٹی حس انہیں کچھ کچھ اشارہ دے رہی تھی۔

"ہم چاہتے ہیں کہ ماہ جبین اور عزام کا نکاح کر دیا جائے۔ اگر آپ دونوں کو کوئی اعتراض نہ ہو تو؟"

صدیق صاحب دونوں کو اجازت طلب نظروں سے دیکھتے ہوئے بولے۔ وہ نہیں چاہتے تھے۔ اب کوئی بھی زبردستی لیا گیا فیصلہ کسی کی زندگی خراب کرے۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے بھائی۔"

علائیہ بیگم فوراً بولیں۔ جس پر عزام حیرت سے انہیں دیکھنے لگا۔ کل تک وہ افروز کی بیٹی سے اس کی شادی کرنا چاہتی تھیں اور آج وہ ماہ جبین کے لیے راضی تھیں۔

"اور عزام تمہیں؟"

صدیق صاحب کے پوچھنے پر اس نے چونک کر انہیں دیکھا۔

"مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں پر آپ ماہ جبین سے پوچھ لیں۔ میں نہیں چاہتا ایک بار پھر اُسے زبردستی کے رشتے میں جوڑ دیا جائے۔" وہ سر جھکا کر کہہ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم ابھی ماہ جبین کو بلا کر پوچھ لیتے ہیں۔" صدیق صاحب نے کہتے ہی مناب کو آواز دی، جوان کی آواز پر فوراً حاضر ہو گئی تھی۔

"جی بابا سائیں؟"

"بیٹا جاؤ!! جا کر ماہ جبین کو بلا کر لاؤ۔"

"جی ٹھیک ہے۔"

وہ تابیداری سے کہتی وہاں سے چلی گئی۔ اس کے جانے کے تھوڑی دیر بعد ہی ماہ جبین چلی آئی۔

"جی ماموں جان!! آپ نے بلایا۔" وہ دروازے پر رک کر ادب سے گویا ہوئی۔

"ہاں بیٹا!! آؤ بیٹھو۔" وہ بیڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے۔

ماہ جبین سر جھکائے بیڈ کے دوسرے کونے پر جا بیٹھی۔ اس کے بیٹھتے ہی عزام اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

"بیٹا اب جو کچھ ہوا اُسے ہم بدل نہیں سکتے۔ مگر ہم نے ایک فیصلہ لیا ہے۔ ہم آپ کی

شادی عزام سے کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں؟"

صدیق صاحب کی بات سنتے ہی ماہ جبین نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر انہیں دیکھا، پھر ایک

ابجھن بھری نظر علیہ بیگم پر ڈالی۔ جیسے پوچھنا چاہ رہی ہو یہ سب کیا ہے؟

"بولو بیٹا!! آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں؟" انہوں نے پھر پوچھا۔

ماہ جبین نے اپنا سر جھکا لیا اور دھیرے سے بولی۔

"نہیں! مجھے یہ شادی نہیں کرنی۔"

اس کے جواب پر علایہ بیگم نے حیرت سے اسے دیکھا جبکہ صدیق صاحب کا چہرہ بے تاثر تھا۔

"آپ کے پاس سوچنے کے لیے کل صبح تک کا وقت ہے۔ اگر آپ کی ہاں ہوئی تو ہم کل شام ہی آپ کا نکاح عزام سے کرا دینگے اور اگر نہ ہوئی تو پھر آپ جس سے کہوگی، اس کے ساتھ آپ کا نکاح پڑھا دیا جائے گا۔" صدیق صاحب حتمی انداز میں کہتے اٹھ کھڑے ہوئے اور کمرے سے باہر نکل گئے۔ ان کے جاتے ہی ماہ جبین نے ایک نظر شاہ بی بی کو دیکھا، جو اس کے انکار پر افسوس سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ وہ فوراً نظریں چراتی باہر نکل گئی۔ علایہ بیگم وہیں بیٹھی پُرسوچ نظروں سے اس کی پشت کو دیکھ رہی تھیں۔

وہ کھڑکی کے سامنے کھڑی افق پر نظر آتے چاند کو دیکھ رہی تھی۔ شاہ بی بی کے کمرے سے نکل کر وہ سیدھا اپنے کمرے میں چلی آئی تھی۔ دل تھا کہ دھاڑے مار مار کے رونے کو چاہ رہا تھا۔

"ہمم!! اب مجھ پر ترس کھایا جا رہا ہے۔ کل تک ان کی شادی افروز کی بیٹی سے کرنا چاہ رہے تھے اور آج مجھے طلاق ہو گئی تو اب مجھے زبردستی عزیزی کے سر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔" وہ خود ترسی سے سوچنے لگی کہ تبھی دروازے پر دستک ہوئی۔ اس نے فوراً پیچھے مڑ کر دیکھا، دروازے پر علایہ مامی کھڑی تھیں۔

"آپ وہاں کیوں کھڑی ہیں؟ اندر آئیں۔" ماہ جبین نے ان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔
"مجھے تم سے بات کرنی ہے۔"

"جی آئیں۔"

اس کے کہتے ہی علایہ بیگم صوفے پر جا کر بیٹھ گئیں۔ ماہ جبین بھی ان کے سامنے جا بیٹھی۔
"کیا بات ہے مامی جان؟" وہ متفکر سی انہیں دیکھنے لگی۔

"تم عزام سے بدلہ کیوں لے رہی ہو؟" وہ سنجیدگی سے بولیں۔
"جی؟ میں سمجھی نہیں۔" ماہ جبین الجھی۔

"میں عزام کے لیے افروزی بیٹی دیکھ رہی تھی۔ اسی بات کا بدلہ لینے کے لیے تم اس رشتے سے انکار کر رہی ہونا۔" علایہ بیگم بغور اسے دیکھنے لگیں؟ ایک لمحے کے لیے ماہ جبین خاموش ہو گئی پھر خود پر قابو پاتے ہوئے بولی۔

"نہیں!! میں بھلا کس بات کا بدلہ لوں گی۔ میرا حق ہی کیا ہے؟ کوئی وعدہ تو نہیں کیا، نہ ہی کوئی عہد و پیمہ باندھے تھے۔ وہ ایک آزاد انسان ہیں۔"

جو باتیں کبھی بھول کر بھی ان کے درمیان نہیں آئی تھیں۔ آج وہی زیر بحث بنی ہوئی تھیں۔

"ہمیشہ سے عزام تمہارے ساتھ ساتھ رہا ہے۔ تم انجانے میں ہی سہی پر اس پر صرف اپنا حق سمجھنے لگیں تھیں۔ اس لیے جب میں نے شادی کی بات کی تو تمہیں اچھا نہیں لگا تھا اور اسی بات کا بدلہ لینے کیلئے تم اب انکار کر رہی ہو۔" وہ جتاتے ہوئے بولیں۔

"ایسا کچھ نہیں۔ آپ جس سے چاہے ان کی شادی کر دیں۔ بھلا مجھے کیوں اعتراض ہوگا۔" ماہ جبین کے چہرے پر ناگواری اُتر آئی جیسے اسے علایہ مامی کی بات پسند نہ آئی ہو۔

"عورت کبھی اپنے شوہر یا محبوب کو دوسری عورت کے ساتھ دیکھنا تو دور اُس کے ساتھ نام لیے جانا بھی پسند نہیں کرتی۔" وہ مسکرائیں اور یہی مسکراہٹ ماہ جبین کو اندر تک جلا گئی۔

"نہ وہ میرے شوہر ہیں نہ ہی محبوب۔"

"ہاں!! پر تم یہ اچھے سے جانتی ہو کہ وہ تم سے محبت کرتا ہے۔" علایہ بیگم نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کہا۔ وہ فوراً نظریں چڑا گئی۔

"آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔"

"سمجھ نہیں آ رہا یا سمجھنا نہیں چاہ رہیں؟" ماہ جبین خاموش ہی رہی۔

"دیکھو بیٹا!! میری دھمکی پر وہ شادی کے لیے راضی ہوا تھا۔ کیونکہ میں نہیں چاہتی تھی کہ کبھی کوئی مرے بیٹے پر یہ کہہ کر انگلی اٹھائے کہ اس میں کوئی کمی ہے۔ تبھی اس نے شادی نہیں کی یا پھر سلما ہی کبھی تم دونوں کے ساتھ رہنے پر کوئی سوال کھڑا کر دیتی جس سے تمہارا اور اسامہ کا رشتہ خراب ہوتا۔ بس یہی سوچ کر میں عزام کی شادی کرنا چاہتی تھی۔" وہ اسے سمجھانے لگیں۔ ماہ جبین سر جھکائے سنتی رہی۔

"لیکن اب جب وہ زبردستی کا رشتہ خود ہی ختم ہو گیا تو میں اب اپنے بیٹے کی شادی اس سے کروں گی، جو اس کی محبت ہے۔ تم پر کوئی ترس نہیں کھا رہا۔ میں یہ سب اپنے بیٹے اور بیٹی کی خوشی کے لیے کر رہی ہوں۔"

علایہ بیگم کی آخری بات پر اس نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ وہ مسکرا دیں۔

"مجھے کل صبح اپنی بیٹی کا جواب ہاں میں چاہیے۔ مجھے یقین ہے۔ وہ میرا اتنا مان تو رکھے گی۔"

وہ پیار سے اس کا گال تھپک کر کمرے سے باہر نکل گئیں۔ ماہ جبین وہیں بیٹھی بے یقینی سے بند دروازے کو دیکھ رہی تھی۔
"تو کیا یہ سب مجھ پر ترس نہیں کھا رہے۔" وہ بڑبڑائی۔

ماہ جبین کے کمرے سے نکل کر وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھیں کہ سامنے سے عزام چلا آیا۔
"امی جان آپ نے۔۔۔"

اس نے بات ادھوری چھوڑ دی پر وہ جانتی تھیں۔ وہ کیا پوچھنا چاہ رہا ہے۔
"جب میرا بیٹا میری پسند کی لڑکی کو بیوی بنانے پر راضی ہو سکتا ہے تو کیا میں اس کی محبت کو اپنی بہو بنانے پر راضی نہیں ہو سکتی۔ پھر ماہ جبین تو میری اپنی بیٹی ہے۔" وہ مسکرا کر بولیں۔ عزام بھی مسکرا دیا۔

"شکریہ امی جان!!"

"ہمم!! خوش رہو۔"

وہ اس کا ماتھا چوم کر آگے بڑھ گئیں۔ عزام نے ایک نظر ماہ جبین کے کمرے کے بند دروازے پر ڈالی پھر مڑ کر خود بھی اپنے کمرے میں چلا گیا۔

سورج کی کرنوں کے ساتھ ہی شاہ ولایت پل سیل سیل سے اٹھی تھی۔ علیہ بیگم نے صبح سے ہی نکاح کے لیے تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ انہیں پورا یقین تھا کہ ماہ جبین کا جواب "ہاں" میں ہی ہوگا۔ جبکہ اپنے کمرے میں بیٹھی سلما بیگم کو اب ایک نئے مسئلے نے آن گہرا تھا۔ جس کیلئے وہ فجر سے صديق صاحب سے الجھ رہی تھیں۔

"اب آپ اُس کا عزام سے نکاح کر رہے ہیں۔ کیا کہیں گے لوگ ایک بھائی نے طلاق دے دی تو دوسرے نے شادی کر لی۔ لوگ تھو تھو کرینگے ہم پر۔" وہ جھنجھلا کر بولیں۔

"آپ کے بیٹے نے جو کیا ہے۔ اس کو چھپانے کے لیے ہمیں کچھ تو کرنا تھا۔ ویسے بھی اسامہ اور ماہ جبین کے نکاح کے بارے میں گھر والوں کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ اس لیے کوئی انگلی نہیں اٹھائے گا۔"

انہوں نے کہتے ہوئے ٹیبل پر پڑا اخبار اٹھایا اور صوفے پر بیٹھ گئے۔
 "لیکن۔۔۔"

"لیکن کچھ نہیں۔ اگر ہم باہر ماہ جبین کا رشتہ کرتے تو انہیں اسامہ سے نکاح کے بارے میں بتانا پڑتا۔ پھر کیا کہتے ہم؟ کیوں ہمارے ہی بیٹے نے اُسے طلاق دی؟" ان کی بات کاٹ کر صدیق صاحب سختی سے بولے۔
 سلما بیگم غصے سے بیڈ سے اُٹھ کر کمرے سے باہر نکل گئیں تاکہ علایہ بیگم کے ساتھ مل کر ناشتے کی تیاری کر سکیں۔

سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی تو سب ڈائنگ ٹیبل پر موجود ناشتہ کرنے میں مصروف تھے۔ وہ ان کے پاس پہنچ کر خود بھی کرسی کھسیٹ کر بیٹھ گئی۔ سب ہی خاموشی سے ناشتے میں لگے تھے۔

"ماہ جبین بیٹا کیا سوچا آپ نے؟"

صدیق صاحب نے اس کے بیٹھتے ہی پوچھا۔ ماہ جبین کا سلاسل اُٹھاتا ہاتھ وہیں رک گیا۔

"جی ماموں جان مجھے کوئی اعتراض نہیں جو آپ کو بہتر لگے۔"

اس نے کہہ کر ایک نظر عزام کو دیکھا جو لاپرواہ بنانا شے میں مصروف تھا۔ جبکہ علایہ بیگم اس کا جواب سن کر خوشی سے کھل اٹھیں۔

"بہت اچھی بات ہے بیٹا۔ مجھے پورا یقین ہے۔ اب کے ہمارا فیصلہ غلط ثابت نہیں ہوگا۔" صدیق صاحب مسکرا کر بولے۔

"تو پھر میں نکاح کی تیاری شروع کر دوں؟"

علایہ بیگم صدیق صاحب کو دیکھتے ہوئے بولیں۔ یوں تو وہ صبح سے ہی آدھے سے زیادہ کام پنٹا چکی تھیں۔ مگر پوچھنا ضروری سمجھا۔

"ہاں کیوں نہیں!! عصر کے بعد ان دونوں کا نکاح ہوگا اور اگلے ہفتے ولیمہ کر دینگے تاکہ سارے خاندان کو ان کی شادی کی خبر ہو جائے۔"

"جی بہتر۔" www.urdu novels mania.com

علایہ بیگم مسکرائیں۔ جبکہ ماہ جبین نے جھنپ کر سر نیچے جھکا لیا۔ مناب نے شرارت سے اسے کہوئی ماری۔

"کیا ہے؟"

ماہ جبین نے گھورا پھر صدیق صاحب کو دیکھا، جو ناشتہ ختم کر کے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ سب کے چہروں پر مسکراہٹ تھی۔ سوائے سلما بیگم کے، جو اندر ہی اندر تملاتی اُٹھ کر کچن کی جانب بڑھ گئی تھیں۔

وہ آفس میں بیٹھا اپنے کام میں مصروف تھا جب سیکریٹی اجازت لیتا اندر داخل ہوا۔
 "کیا ہوا کچھ پتہ چلا؟" اسامہ لیپ ٹاپ پر نظر جمائے ہی گویا ہوا۔
 "نہیں سر!! کوشش کر رہا ہوں۔ جیسے ہی کچھ پتہ چلا، آپ تک خبر پہنچ جائے گی۔" وہ ہاتھ باندھے کھڑا سر جھکا کر بولا۔
 "ٹھیک ہے۔ پر جلد از جلد یہ کام ہونا چاہیئے۔ اب جاؤ اور جلد ہی کوئی اچھی خبر دو۔"
 "جی سر۔"

اس کے کہتے ہی سیکریٹی باہر نکل گیا۔ اسامہ کام چھوڑ کر کرسی سے ٹیک لگاتا سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"پتہ نہیں گھر پر کیا ہو رہا ہوگا۔ بابا سائیں تو اب ضرور مجھے جائیداد سے عاق کر دیں گے۔" اس نے بڑبڑاتے ہوئے آنکھیں بند کی کہ تبھی ماہ جبین کے الفاظ کانوں میں گنج گئے۔

"آپ کی بیوی آپ کا انتظار کر رہی ہے۔"

اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔

"بالآخر اب اُس کا انتظار ختم ہو گیا ہوگا۔ ویسے اب شاید بابا سائیں اُس کی شادی عزام سے کرادیں۔"

اس کی آنکھوں کے سامنے چھوٹی سی ماہ جبین کا دھندلا سا عکس لہرایا۔

"بیچارہ عزام!! اب میرے گلے کا گھنٹا وہ باندھے گا۔"

اس نے ہمدردی سے سوچا اور دوبارہ اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گیا۔

www.urdu novels mania.com

"آپی دیکھو نا باہر جا کر کیا ہو رہا ہے۔" وہ لال جوڑے میں ہلکے سے میک اپ اور جیولری کے ساتھ دلہن بنی ڈریسنگ کے سامنے کھڑے ہو کر خود کو آئینے میں دیکھ رہی تھی کہ تبھی مناب کو باتھ روم سے باہر نکلتے دیکھ فوراً بولی۔

"بے صبری لڑکی!! اتنی جلدی ہے تمہیں؟"

مناب نے شرارت سے پوچھا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ میں تو بس اس لیے کہہ رہی ہوں کہ کب سے میں یہ بھاری جوڑا پہنے بیٹھی ہوں۔ اب سنبھالا نہیں جا رہا۔"

اس نے بیچارگی سی شکل بنائی۔ مناب ہنستی ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی۔

نکاح کا سارا انتظام ہو چکا تھا۔ باہر لاؤنج میں مولوی صاحب بھی آ گئے تھے۔ صدیق صاحب نے اپنے کچھ دوستوں کو بطور گواہ بلا لیا تھا۔ ابھی وہ سب لاؤنج میں موجود تھے، جب مناب نے دیوار کی اڑلے کر لاؤنج میں جھانکا۔ سامنے صوفے پر بیٹھے مولوی صاحب نکاح پڑھا رہے تھے۔ وہ واپس پلٹ کر کمرے میں چلی آئی۔

"تم کہاں اسے چھوڑ کر چلی گئی تھیں؟" اب ماہ جبین اکیلی نہیں تھی۔ علایہ بیگم بھی اس کے ساتھ موجود تھیں۔

"وہ میں باہر دیکھنے گئی تھی۔ بابا سائیں بس اب ادھر ہی آرہے ہیں۔"

اس کی بات پر بیڈ پر بیٹھی ماہ جبین کے ہاتھ پیر پھول گئے۔ تبھی صدیق صاحب دروازے پر دستک دے کر اندر داخل ہوئے۔

"ماہ جبین بیٹا ادھر سائن کر دو۔" وہ اس کے پاس ہی بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولے۔
 ماہ جبین نے ایک نظر نکاح نامے پر ڈالی اور پین تمام کر سائن کرنے لگی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے ماضی کا منظر لہرا گیا، جب آٹھ سال پہلے وہ "ماہ جبین کامران" سے "ماہ جبین اسامہ" بنی تھی اور آٹھ سال بعد وہ پھر "ماہ جبین اسامہ" سے "ماہ جبین کامران" اور آج "ماہ جبین عزام" بن گئی۔

اس نے سائن کر کے نم آنکھوں سے صدیق صاحب کو دیکھا۔ وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے نکاح نامہ لے کر کمرے سے باہر نکل گئے۔ ان کے جاتے ہی وہ علایہ بیگم کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"بس بچہ!! میں ہوں نا۔ دیکھو کتنا خوشی کا موقع ہے اور تم ہو کے آنسو بہا رہی ہو۔" وہ اس سے الگ ہو کر اس کے آنسو صاف کرنے لگیں۔

"جاؤ مناب!! دیکھو مولوی صاحب اور باقی مہمان گئے تو ماہ جبین کو بھی باہر لے جاتے ہیں۔"

"جی تانی جان!!" مناب اثبات میں سر ہلاتی باہر نکل گئی۔

"بس عزام کے ساتھ بیٹھا کر ایک دور سم ہوں گی۔ اس کے بعد تمہاری اس جوڑے سے جان چھوٹ جائے گی۔"

وہ مسکرا کر بولیں۔ ماہ جبین بھی نم آنکھوں سے مسکرا دی کہ تبھی مناب واپس چلی آئی۔
 "تانی جان سب چلے گئے۔ اب ماہ جبین کو باہر لے چلتے ہیں۔"
 "ٹھیک ہے چلو۔"

علائیہ بیگم نے کہہ کر اسے بیڈ سے اٹھنے میں مدد دی اور مناب کے ساتھ مل کر اسے کمرے سے باہر لاؤنج میں لے آئیں۔ جہاں عزام سفید شلوار قمیض پہنے صوفے پر بیٹھا تھا۔
 علائیہ بیگم اور مناب نے ماہ جبین کو اس کے برابر بیٹھا دیا۔ ماہ جبین نے ایک چور نظر اس پر ڈالی جو بظاہر لا پرواہ بنا بیٹھا تھا۔ لیکن خود کو دیکھتی ماہ جبین کی نگاہوں کی چوری اس سے چھپی نہیں تھی۔ عزام دھیرے سے مسکرا دیا۔
 "کیوں مسکرا رہے ہیں؟" مناب نے شرارت سے بھنویں اچکا کر پوچھا۔
 "نہیں تو میں کہاں مسکرا رہا ہوں۔" وہ صاف مکر گیا۔

"واہ!! ابھی سے ماہ جبین کا اثر آ گیا۔" مناب نے ہنستے ہوئے اس کے جھوٹ بولنے پر چوٹ کی۔ ماہ جبین نے جھنپ کر سر جھکا دیا کہ تبھی علائیہ بیگم کچن سے مٹھائی ہاتھ میں لیے ان کے پاس چلی آئیں۔

"سلما پہلے تم منہ میٹھا کرادو۔"

انہوں نے دوسرے صوفے پر بیزار بیٹھی سلما بیگم کو مخاطب کیا، جو منہ بنا کر ان کے برابر آکھڑی ہوئیں۔

ماہ جبین اور عزام کو مٹھائی کھلا کر وہ واپس صوفے پر جا بیٹھی تھیں۔ خوشگوار ماحول میں رسموں کی ادائیگی کے بعد علایہ بیگم اور مناب ماہ جبین کو اس کمرے میں لے گئیں۔ جبکہ عزام اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ آفس نہ جانے کے باعث اب اسے گھر پر ہی آفس کا کام پٹھانا تھا۔

"بھائی آپ نے بلایا؟"

صدیق صاحب شاہ بی بی کے کمرے میں موجود تھے۔ جب علایہ بیگم دروازے پر دستک دیتی اندر چلی آئیں اور ایک نظر شاہ بی بی پر ڈالی جو آنکھیں بند کیے لیٹی تھیں۔ وہ اندازہ نہیں لگا سکیں کہ شاہ بی بی جاگ رہی ہیں یا سو رہی ہیں۔

"جی بھائی!! وہ مجھے طلاق کے پپر زچا بیٹے تھے۔"

صدیق صاحب نے بے تاثر چہرے سے کہا۔

"جی ابھی لائی۔"

علائیہ بیگم اثبات میں سر ہلاتی واپس اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئیں۔ کچھ دیر بعد ہی وہ پیپرز لیے واپس کمرے میں چلی آئی تھیں۔

"یہ رہے پیپرز۔"

علائیہ بیگم نے پیپر زان کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔ انہوں نے کل ہی ماہ جبین سے ان پر سائن کروا لیے تھے، مگر گھر کے ماحول کے باعث صدیق صاحب کو دے نہیں سکی تھیں۔

"عزام نے وکیل کو دکھا دیئے تھے نا؟" صدیق صاحب نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"جی عزام نے کل ہی سارا کام کروا دیا تھا۔"

"ٹھیک ہے۔"

وہ پیپرز لیے شاہ بی بی کے کمرے سے باہر نکلے اور اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔

کمرے میں پہنچتے ہی انہوں نے الماری میں رکھا اسامہ کا لیٹر نکالا، جس میں واضح طور پر لکھا تھا کہ وہ ماہ جبین کو طلاق دے کر اس نکاح سے آزاد کر رہا ہے۔

"یہ تم نے اچھا نہیں کیا اسامہ، اس کے لیے میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا۔"

صدیق صاحب نے نفرت بھری نظر طلاق کے پیپر زپر ڈال کر اسے بھی لیٹر کے ساتھ ہی الماری میں رکھ دیا۔

"اپنی بھانجی کی دوسری شادی بھی کروادی۔ مگر اپنی بیٹی کی پہلی کی بھی فکر نہیں ہے۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئیں۔ آواز اتنی اونچی تھی کہ بیڈ پر سونے کیلئے لیٹے صدیق صاحب کے کانوں تک با آسانی پہنچ گئی۔

"پرسوں بلا لیں اپنی بہن کو مناب کی شادی کی تاریخ رکھ دینگے۔" صدیق صاحب کہتے ہوئے اٹھ بیٹے جبکہ سلما بیگم الماری سے کپڑے نکالنے لگیں۔

"اور اسامہ کیا وہ اپنی بہن کی شادی میں شریک نہیں ہوگا۔"

"آپ کے بیٹے کو کچھ کہا نہیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم نے اُسے معاف کر دیا۔ ماہِ جبین کا بھی نکاح اس لیے جلدی کرایا کہ گھر میں تناؤ نہ بڑھے اور اب مناب کی شادی کی وجہ بھی گھر کا ماحول خوشگوار رکھنا ہے۔"

صدق صاحب کی بات سن کر علایہ بیگم غصے سے پیر پٹختی کپڑے بدلنے کیلئے ہاتھ روم میں گھس گئیں۔ جبکہ ہاتھ میں پانی کا جگ لیے، دروازے کے باہر کھڑی ماہ جبین اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

صبح ہوتے ہی اس نے واٹس اپ گروپ میں اپنے اور عزام کے نکاح کی تصویرے ڈال دی تھیں۔ جسے دیکھتے ہی زارا اور ایلن نے خاص طور پر فون کر کے طلاق کی بات چھپانے پر اسے خوب سنائی تھی۔ جبکہ کیلین اور ایلکس کو نکاح میں نہ بلائے جانے کا دکھ تھا۔

"چڑیل یہ تو نے اچھا نہیں کیا۔"

ایلکس نے غصے سے بھرا میسج کیا۔ ماہ جبین مسکرا دی ہر دو منٹ بعد اس کی طرف سے ایسے ہی میسج موصول ہو رہے تھے۔

"اچھا غصہ چھوڑو میری بات سنو۔" اس نے سنجیدہ ہو کر میسج ٹائپ کیا۔
"کیا؟" جواب فوراً آیا۔

"مجھے رویسہ کا نمبر چاہیے۔ اب تم مجھے کیسے لا کر دیتے ہو یہ تمہارا مسئلہ ہے۔"

اس نے میسج سینڈ کر کے موبائل ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا اور اپنے بال باندھے لگی کہ میسج ٹون پھرنج اُٹھی۔

"کیا کرو گی اُس کے نمبر کا؟"

"وہ سب تمہارا مسئلہ نہیں بس جلد ہی میرا کام کر دو۔" اس نے فوراً جواب ٹائپ کیا۔

"اوکے ہو جائے گا چڑیل!!" ماہ جبین کے میسج پر اُس نے تمللا کر جواب دیا۔ وہ ہنس دی۔

ایک دو اور باتوں کے بعد اس نے فون واپس ٹیبل پر رکھا اور پھر سے بال باندھنے لگی۔ آج اس کا ارادہ ثمرین اور ادیبہ کے گھر جانے کا تھا۔ ابھی انہیں خبر جو دینا باقی تھی۔

urdu
novels mania

www.urdu novels mania.com

"مارٹن میرے واپس آتے ہی مجھے ماہین کے بارے میں ساری انفارمیشن اپنے آفس کی ٹیبل پر چاہیے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو تم نوکری سے فار۔"

وہ بیگ میں کپڑے ڈالتا ساتھ میں فون پر سیکریٹری کو دھمکا بھی رہا تھا۔ بزنس میٹنگ کی وجہ سے اسے ایک ہفتے کے لیے استنبول جانا پڑ رہا تھا۔ جس کے لیے اسے آج ہی نکلنا تھا۔

"جی سر میں پوری کوشش کروں گا۔" اسپیکر سے سیکریٹری کی آواز اُبھری۔
 "کوشش نہیں پکا کام ہونا چاہیے۔ سمجھے؟"
 "جی سر۔"

اس کا جواب سنتے ہی اسامہ نے فون کاٹ دیا اور موبائل کو بیڈ کی طرف اچھال کر خود ہاتھ روم میں گھوس گیا۔

اُدھر آفس میں بیٹھا سیکریٹری فون کو گھورتے ہوئے بڑبڑا رہا تھا۔

"یہ پاکستان نہیں ہے۔ جو کسی کا بھی بائیو ڈیٹا اٹھا کر دے دیں، نہ ہی میں اتجنسی کا بندہ ہو جو مانگتے ہی انفارمیشن حاضر۔"

وہ سر جھٹک کر واپس اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گیا۔

Urdu novels mania
 www.urdu novels mania.com

"یار ماہ جبین اتنا سب ہو گیا اور تم نے ذرا بھی خبر ہونے نہیں دی۔" صنوبر اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

وہ دونوں اس وقت ثمرین اور ادیبہ کے گمرے میں موجود تھیں۔ ان سب کے اسرار پر ماہ جبین نے پیرس سے لے کر عزام سے نکاح تک کی ساری بات انہیں بتادی تھی۔

"میں کیا کر سکتی ہوں۔ میں تو چاہتی بھی نہیں تھی ایسا ہو۔"

ماہ جبین نے کہہ کر چائے کا گھونٹ بھرا اور کپ واپس ٹرے میں رکھ دیا۔

"تم نے تو نکاح میں بھی نہیں بلایا۔" ادیبہ خفگی سے بولی۔

"یاراموں جان نے سب اتنی جلدی میں کر ا کہ کسی کو بلانا تو دور بتانے کا بھی موقع نہیں ملا۔"

"اور عزام اُس نے کچھ کہا تم سے نکاح کے بعد؟" ثمرین نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"نہیں جب سے اسامہ کے بارے میں بتایا ہے۔ اُس کے بعد سے اب تک کوئی بات نہیں کری۔"

ماہ جبین نے سر سر می لہجے میں کہا مگر اندر کہیں ٹیس سی اٹھ رہی تھی۔ خود کو انور کے جانے پر۔

"ہو سکتا ہے۔ کام کی وجہ سے کچھ پریشان ہوں۔ تبھی ٹائم نہیں ملا تم سے بات کرنے کا۔" ثمرین نے اندازہ لگایا۔

"ہاں!! ہو سکتا ہے۔" ماہ جبین نے کندھے اچکا دیئے۔

"بیچارہ عززی!! بہت بُرا ہوا۔ مجھے معلوم ہوتا تو کبھی ان کے ساتھ یہ ظلم نہ ہونے دیتی۔ کبھی ماموں جان کو ماہ جبین سے عززی کا نکاح نہیں کرنے دیتی۔" صنوبر نے افسردگی سے آہ بھری۔

"رک تیری تو کمیٰ!! میرے شوہر کو عززی بولنے کی تیری ہمت کیسے ہوئی۔" ماہ جبین کے خطرناک تیور دیکھ کر صنوبر نے بیڈ سے اتر کر کمرے سے باہر دوڑ لگا دی۔ ماہ جبین بھی بیڈ سے اتر کر اس کے پیچھے بھاگی۔

"ان دونوں کا کچھ نہیں ہو سکتا۔"

ادیبہ ہنستے ہوئے بولی۔ شمرین بھی اس کی بات پر مسکرا دی۔

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

وہ اپنے بیڈ پر آڑی ترچھی لیٹی کتابیں پھیلانے بیٹھی تھی جب دروازے پر دستک دے کر عزام اندر آیا۔ ماہ جبین نے بانیں ابرو اٹھا کر اسے دیکھا پھر واپس نگاہوں کو نیچے جھکا لیا۔ نکاح کو ایک ہفتہ ہونے کو آیا تھا اور آج وہ اسے اپنی شکل دکھا رہا تھا۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟" نظریں کتابوں پر جمائے ہی پوچھا۔

"آپ بڑی تو بالکل نہیں لگ رہی ہو، تو چلو میرے ساتھ مجھے کچھ کام ہے۔"

عزام اس کے سوال کے ساتھ ساتھ سامنے پھیلی کتابوں کو بھی نظر انداز کرتا ہوا بولا۔

"رات کو ولیمہ ہے۔ جو بھی بات ہے، وہیں بتا دے گا۔" اس نے کتابیں سمیٹتے ہوئے کہا۔

"ماہین پلینز!! ایسے ہی بہت کام ہیں۔ میں ٹائم ویسٹ نہیں کر سکتا۔"

عزام نے کہتے ہوئے نرمی سے اس کی کلائی پکڑی اور بیڈ سے نیچے اُتار دیا۔

"جلدی سے تیار ہو کر نیچے آئیں۔ ہمیں کہیں جانا ہے۔"

وہ کہہ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ ماہ جبین نے خفگی سے بند دروازے کو گھورا پھر خود بھی پیروں میں سینڈلز پہن کر دوپٹے سنبھالتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔

novels mania
www.urdu novels mania.com

"عزیز یہ کہاں لے کر آئے ہیں؟" عزام کے گاڑی روکتے ہی وہ الجھ کر اسے دیکھنے لگی۔

"گاڑی سے اُتر تو سہی پھر بتاتا ہوں۔"

وہ کہتا ہوا سیٹ بیلٹ کھول کر گاڑی سے باہر نکلا۔ ماہ جبین بھی اس کی تقلید کرتی گاڑی سے اُتر گئی۔

"یہ کس کا گھر ہے؟"

وہ سامنے موجود اس عالیشان سفید بنگلے کو دیکھ رہی تھی۔ جو اپنی خوبصورتی کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

"اندر تو چلیں۔"

عزام اس کا ہاتھ پکڑ کر اندر کی طرف بڑھا۔ جہاں دروازے کے پار گلاب کے پھولوں کے ساتھ ساتھ دنیا بھر کے پھولوں سے سجا خوبصورت لان موجود تھا۔ ماہ جبین دیکھتی رہ گئی۔ "کتنی خوبصورت ہے عزی۔ کیا یہ۔۔۔ کیا یہ ہمارا ہے؟" ایک خیال سا اس کے ذہن میں آیا۔

"نہیں!! یہ آپ کا ہے۔"

عزام نے مسکرا کر اسے دیکھا، جو نا سمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیا مطلب؟" www.urdu novels mania.com

"مطلب کے یہ گھر میں نے آپ کے نام کر دیا۔ نکاح کے بعد سے گھر کی تلاش میں تھا، مگر کوئی سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا۔ پھر یہ ملا تو پھیلی نظر میں ہی پسند آ گیا۔ بس پھر آپ کے لیے خرید لیا۔"

اس کی بات پر ماہ جبین نے چہرہ موڑ کر اس عالیشان بنگلے پر نظر ڈالی۔ جس کے بارے میں اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔ اس نے تو بس ایک گھر کی خواہش کی تھی۔ اپنا گھر پھر چاہے ایک کمرے کا ہی کیوں نہ ہوتا۔

"آپ کو یاد تھا؟"

وہ بنگلے پر ہی نظریں جمائے بولی۔

"کبھی آپ کی کوئی بات بھولا ہوں؟" عزام نے پلٹ کر سوال کیا۔ ماہ جبین نے نم آنکھوں سے نفی میں سر ہلا دیا۔

"یہ آنسو کس لیے؟ مجھے پتہ ہے یہ تاج محل نہیں، کیونکہ میں بھی تو شاہ جہاں نہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ تو نہیں آپ آنسو بہائیں۔"

اس کی نم آنکھوں کو دیکھ کر عزام شرارت سے بولا۔ ماہ جبین مسکرا دی اور وقت کے اس شاہ جہاں کو دیکھا، جس کے لیے وہ کسی ممتاز سے کم نہ تھی۔

"اب یہیں کھڑے رہنا ہے یا اندر چلیں؟" اس نے بھنویں اچکا کر پوچھا۔

"چلیں۔"

ماہ جبین اس کا ہاتھ تھام کر بنگلے کے اندر چلی گئی۔ جتنا وہ باہر سے خوبصورت تھا۔ اس سے کہیں زیادہ اندر سے خوبصورت تھا۔ وہ ستائش بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے آگے بڑھنے لگی۔ عزام وہیں رک کر اسے دیکھنے لگا۔

"اپنا گھر وہی ہوتا ہے۔ جو پیسوں سے خریدا جائے۔ جہاں صرف آپ کا حق ہو۔ نہ باپ کے گھر سے جانے کا دوکھ ہو، نہ سسرال سے نکالے جانے کا خوف۔ پھر چاہے وہ ایک کمرے کا ہی کیوں نہ ہو پر آپ کا ہو۔" ماہ جبین کو اپنے کسے الفاظ یاد آئے۔

"تو آپ نکاح کے بعد سے اس میں مصروف تھے؟"

اس نے پلٹ کر عزام کو سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ وہ چلتا ہوا اس کے پاس آیا۔

"جی!! کیونکہ میں چاہتا تھا کہ ایک ایسی چھت ہو، جسے آپ اپنا کہہ سکو۔ آپ نے کہا تھا۔ اپنا گھر صرف وہی ہوتا ہے، جو پیسوں سے خریدا جائے۔ لیکن میں کہتا ہوں گھر صرف پیسوں سے نہیں "محبت" سے بھی ملتا ہے۔"

اس کے گال پر ہاتھ رکھے وہ محبت سے چور لہجے میں کہہ رہا تھا۔ اس کی بات میں چھپا اشارہ ماہ جبین اچھے سے سمجھ گئی۔

"تھنک یو عزیزی!!"

وہ کہتے ہوئے عزام کے گلے لگ گئی۔ اس نے بھی ماہ جبین کو متاعِ جاں کی طرح اپنے بازوؤں میں اٹھالیا اور اوپر منزل کی طرف جاتی گول سیڑھیوں پر چڑھنے لگا۔

"آپ نے نکاح کے بعد سے کوئی بات نہیں کی تو مجھے لگا تھا۔ آپ مجھ سے ناراض ہیں۔"

عزام کے گلے میں ہاتھ ڈالے ماہ جبین نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں بھلا ناراض ہو سکتا ہوں؟" وہ مسکرایا۔ ماہ جبین بھی مسکرا دی۔

اوپر پہنچ کر اس نے ماہ جبین کو نیچے اتار دیا۔ اب وہ راہداری میں چلتے آگے بنے کمروں کی طرف بڑھ رہے تھے۔

"ویسے عزی کیا اتنے بڑے بنگلے میں صرف ہم دونوں رہیں گے؟"

"نہیں ہمارے بچے بھی تو رہیں گے۔" وہ ایک بار پھر شرارت سے بولا۔

"ویری فنی!! میں مامی جان کی بات کر رہی تھی۔" ماہ جبین نے مسکرائٹ دبائی۔

"یہ تو ساس بہو کا معاملہ ہے۔ مجھے کیا پتہ وہ بہو کے گھر رہتی ہیں یا نہیں۔" عزام نے کندھے اچکائے۔

"انہیں ہمارے ساتھ رہنا چاہیئے، تاکہ وہ میرے بچوں کو سنبھالیں اور میں ان کے۔"

اب کے وہ شرارت سے کہتی، اس کے بال بگاڑ کر ہنستے ہوئے آگے بھاگ گئی۔ عزام بھی اس کی شرارت کو سمجھتا ہوا اس کے پیچھے بھاگا۔

یونہی ہنستے مسکراتے، پورا بنگلہ دیکھنے کے بعد عزام اسے لیے واپس گھر کی جانب روانہ ہو گیا۔ ابھی رات ویسے کی تیاریاں بھی باقی تھیں۔ جس کے بعد ایک نئے، خوبصورت سفر کا آغاز ہو جانا تھا۔

"مناب بیٹا تم نے ماہ جبین کو دیکھا ہے؟ میں نے پورا گھر چھان مارا لیکن وہ لڑکی نہ جانے کہاں چلی گئی ہے۔ آج ولیمہ ہے اور اسے زرا بھی فکر نہیں۔" علایہ بیگم کچن میں آ کر پریشانی سے بولیں۔ مناب مسکرا دی۔

"آپ ادھر بیٹھیں اور پریشان نہ ہوں عزام بھائی کے ساتھ گئی ہے۔" وہ انہیں کرسی پر بیٹھاتے ہوئے بولی۔

"ان دونوں کو پتہ ہے۔ گھر میں کتنے کام باقی ہیں۔ ماہ جبین کو پارلر بھی جانا ہے۔ لیکن پھر بھی ادھر ادھر گھومنے میں لگے ہیں۔"

وہ غصے سے تیز آواز میں بڑبڑا رہی تھیں۔ پیچھے سے آتے عزام اور ماہ جبین ان کی بات پر وہیں رک کر مسکرا نے لگے۔

عزام نے بھنویں اچکا کر مناب سے معاملہ پوچھا۔ جو مسکرا کر انھیں دیکھ رہی تھی۔
 "عزام بھائی آپ آگئے۔"

وہ شرارت سے بولی اور ساتھ ہی دونوں کو پھنسا گئی۔ علایہ بیگم نے فوراً پیچھے مڑ کر دیکھا اور
 غصے سے بولیں۔

"تم دونوں کہاں گئے تھے۔ بارہ بج رہے ہیں اور رات کو ولیمہ ہے۔ کتنے کام پڑے ہیں،
 مگر نہیں۔ تم لوگوں کو زرا پرواہ نہیں ہے۔"

ان کی ڈانٹ پر ماہ جبین نے سر جھکا دیا۔ جبکہ عزام مسکراتا ہوا ان کے پاس آیا اور شانوں
 سے تھام کر پیار سے گویا ہوا۔

"امی جان کیوں اتنا غصہ کر رہی ہیں؟ بتائیں کیا کام ہے۔ ابھی کر دیتا ہوں۔" کہہ کر اس
 نے گال پر بوسہ دیا۔

"بس بس!! مکھن نہیں لگاؤ اور جاؤ ان دونوں کو پارلر لے کر جانا ہے جلدی کرو اور تم
 دونوں جا کر تیار کرو۔"

وہ آخری بات مناب اور ماہ جبین کو کہتی کچن سے باہر نکل گئیں۔ وہ دونوں بھی پارلر جانے
 کلیئے اپنے اپنے کمروں کی جانب بڑھ گئی۔

"چلو بھئی!! سارے شادی شدہ مردوں کی طرح اب میری بھی بینڈ بجنے والی ہے۔"

عزام سرد آہ بھرتا واپس گھر سے باہر نکل گیا۔ آخر ان دونوں کو پارلر جو لے کر جانا تھا۔

استنبول میں کلائنٹ سے میٹنگ کرنے کے بعد وہ واپس اپنے ہوٹل جا رہا تھا۔ جب راستے میں سلما بیگم کی کال آگئی۔ اس نے فوراً کال ریسپونڈ کی۔

"السلام علیکم امی جان!!"

"وعلیکم السلام!! کیسے ہو بیٹا؟" ان کی محبت بھری آواز اسپیکر سے ابھری۔

"میں ٹھیک ہوں امی جان۔ گھر پر سب کیسے ہیں؟" اس نے صورتحال معلوم کرنا چاہی۔

"تمہارے بابا تم سے بہت ناراض ہیں۔ لیکن اُسے چھوڑو، میں نے یہ کہنے کے لیے فون کیا ہے کہ مناب کی تاریخ رکھ دی ہے۔ پیر سے اس کی شادی کی تقریبیں شروع ہو جائیں گی۔ تم اس کی شادی میں آرہے ہونا؟" انہوں نے ایک آس سے پوچھا۔

"میں کیسے آسکتا ہوں امی جان؟ بابا سائیں میری شکل بھی دیکھنا پسند نہیں کریں گے۔" وہ بے بسی سے بولا۔

"تم ان کی فکرت کرو۔ انہوں نے ماہ جبین کی شادی عزام سے کر دی اور آج تو ان کا ولیمہ بھی ہے۔ دیکھنا وہ سب بھول کر تمہیں بھی معاف کر دیں گے۔" وہ یقین سے بولیں۔

"اتنی جلدی!! کیا واقعی؟ عزام نے شادی کر لی؟" اسے حیرت ہوئی۔

"ہاں!! تمہارے بابا نہیں چاہتے تھے۔ گھر کا ماحول خراب رہے۔ اس لیے انہوں نے

سب کو مصروف کر دیا۔ مناب کی شادی بھی اس لیے ہی جلدی کر رہے ہیں۔"

ان کی بات پر وہ کچھ دیر خاموش رہا پھر دھیرے سے بولا۔

"میری طرف سے مناب کو بہت پیار دیے گا۔"

"کیا۔۔ کیا تم نہیں آؤ گے؟" وہ پریشان ہوا اٹھیں۔

"یہ ممکن نہیں امی جان۔ مجھے ابھی بہت کام ہیں۔" وہ نہیں کہہ سکا اسے ابھی ماہین کو

ڈھونڈنا ہے۔

"ٹھیک ہے۔ جب ہم مرجائیں تو تب بھی مت آنا۔" سلما بیگم نے غصے سے کہہ کر فون

کاٹ دیا۔ جبکہ اسامہ ہیلو ہیلو کرتا رہ گیا۔

"شٹ!! اب کیا کروں۔"

اس نے ایک ہاتھ سے پیشانی کو مسلاتے ہوئے ڈرائیور کو تیز گاڑی چلانے کا بولا۔ وہ اب

جلد از جلد ہوٹل پہنچنا چاہتا تھا۔

ولیمہ کی تقریب شہر کے بڑے سے بینکویٹ ہال میں رکھی گئی تھی۔ جس میں کئی نامور
 بزنس مین اور ان کی فیملز کے ساتھ ساتھ عزام کے آفس کا اسٹاف بھی شامل تھا۔ صدیق
 صاحب نے بھی کوئی کٹر نہیں چھوڑی۔ پورے خاندان کو ولیمہ کی دعوت دے ڈالی تھی۔
 اب بھی وہ مہمانوں سے ملاقات کر رہے تھے۔ جب عزام بلیک کوٹ پینٹ پہنے، ان کے
 پاس چلا آیا۔

"چچا جان!! ماہ جبین کو آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔ وہ بریڈل روم میں آپ کا انتظار کر
 رہی ہے۔" عزام نے کہہ کر ایک نظر مہمانوں پر ڈالی جو اس وقت ڈنر کرنے میں مصروف
 تھے۔

www.urdu novels mania.com

"ٹھیک ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔" صدیق صاحب کہہ کر بریڈل روم کی جانب بڑھ گئے۔
 جبکہ عزام اپنے دوستوں کی جانب چل دیا۔

سلور اور گرے بریڈل جوڑے میں وہ دلہن بنی پُر سکون سی چیر پر بیٹھی تھی۔ اس کے سامنے ہی مناب پریشانی سے ادھر سے ادھر چمک کاٹ رہی تھی۔

"ماہ جبین تمہیں لگتا ہے۔ بابا سائیں مان جائیں گے؟"

مناب پریشانی سے بولی جبکہ ماہ جبین مسکرا نے لگی۔

"جی مجھے پورا یقین ہے۔ کم از کم آج اور ابھی تو ماموں جان میری بات نہیں ٹالیں گے۔" اس نے یقین دلانا چاہا۔

"لیکن۔۔۔"

مناب بول ہی رہی تھی۔ جب صدیق صاحب دروازے پر دستک دے کر اندر داخل ہوئے۔ ان کو دیکھتے ہی مناب روم سے باہر نکل گئی۔

"بیٹا آپ کو کچھ بات کرنی تھی؟" وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گئے۔

"جی ماموں جان!! اگر میں آپ سے کچھ مانگوں تو آپ منع تو نہیں کریں گے نا؟" صدیق صاحب کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر وہ ایک آس سے بولی۔

"بولو بیٹا کیا چاہیے؟"

وہ مسکرائے مگر اگلے ہی لمحے ماہ جبین کے الفاظ نے ان کی مسکراہٹ سمیٹ دی۔
 "اسامہ کو معاف کر دیں اور آپ کی شادی میں شریک ہونے دیں۔" وہ دھیرے سے بولی۔

"ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ہم اسامہ کو کبھی معاف نہیں کریں گے اور نہ ہی اب وہ یہاں کبھی قدم رکھے گا۔" صدیق صاحب ایک دم بھرک اٹھے۔

"کیوں ماموں جان؟ آپ میری وجہ سے ان سے ناراض ہیں۔ لیکن دیکھیں میں عزام کے ساتھ خوش ہوں تو آپ بھی انہیں معاف کر دیں۔ کیا اپنی بیٹی کی شادی پر آپ اس کی یہ خواہش پوری نہیں کر سکتے؟"

اس کی بات پر وہ کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئے۔ پھر بولے تو لہجے میں تھوڑی نرمی تھی۔
 "ٹھیک ہے۔ لیکن صرف اپنی بیٹی کی خواہش پر معاف کر رہا ہوں۔"
 "شکریہ ماموں جان!!"

وہ خوشی سے مسکراتے ہوئے ان کے گلے لگ گئی۔ صدیق صاحب اس کا ماتھا چوم کر
 بریڈل روم سے باہر نکل گئے۔ ان کے جاتے ہی مناب فوراً اندر چلی آئی اور ماہ جبین کو
 دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کیا ہوا؟ بابا سائیں مان گئے؟"

"ایسا کبھی ہوا ہے۔ جو میں کہوں وہ بات نہ مانی جائے۔" وہ مسکرا کر فخر سے بولی۔

"واقعی مجھے یقین نہیں آ رہا؟" مناب کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی۔

"نہ کریں۔ جب اسامہ آپ کی شادی پر ادھر ہوں گے تو خود یقین آ جائے گا۔" ماہ جبین نے لا پرواہی سے کندھے اچکائے۔

"تھینکو ماہ جبین!!"

مناب نم آنکھیں لیے اس کے گلے لگ گئی۔ اتنے سالوں بعد بھائی کو اپنے سامنے دیکھنے کا تصور ہی آنکھوں میں نمی لے آیا تھا۔

"اچھا بس اب رونا بند کریں اور ہم گھر کب جائیگی؟ میں تنگ آ گئی ہوں اس بھاری جوڑے کو سنبھالتے سنبھالتے۔" اس نے منہ بنا کر کہا۔ جس پر مناب ہنس دی۔

"ابھی تو تم اسٹیج پر چلو پھر گھر بھی چلے جائیگی۔" اس نے کہہ کر ماہ جبین کو سہارا دیتے ہوئے کھڑا کیا کہ تبھی علایہ بیگم بھی چلی آئیں۔

"کیا کر رہی ہو لڑکیوں؟ جلدی باہر چلو فوٹو گرافر انتظار کر رہا ہے۔"

انہوں نے کہہ کر ایک طرف سے ماہ جبین کے لینگے کو پکڑا اور مناب کے ساتھ مل کر اسے باہر اسٹیج پر لے آئیں۔ جہاں عزام پہلے سے موجود تھا۔ علایہ بیگم اور مناب نے اسے بھی لے جا کر عزام کے برابر میں بیٹھا دیا۔

فوٹوز کھنچوانے کا سلسلہ شروع ہوا تو سب سے پہلے صنوبر چلی آئی اور سیدھا جا کر عزام کے برابر میں بیٹھی اس کے ساتھ ہی ثمرین اور ادیبہ بھی تھیں، جو ماہ جبین کے پاس بیٹھ گئی تھیں۔

"کیسے ہیں عزی آپ؟" اس نے مسکرا کر پوچھا۔

"جی الحمد للہ ٹھیک!!"

عزام نے بھی مسکرا کر جواب دیا۔ جبکہ ماہ جبین نے ہلکے سے چہرہ موڑ کر کھا جانے والی نظروں سے صنوبر کو دیکھا، مگر وہ اس کی نظروں کو نظر انداز کیے شرارت سے لگی رہی۔ جس کے باعث ثمرین اور ادیبہ کا اپنی ہنسی کو دبانا مشکل ہو گیا۔

یونہی ہنستے مسکراتے چہروں کے ساتھ باتیں کرتے اور خوشگوار ماحول میں فوٹوز کھنچوانے کے بعد بالآخر یہ تقریب بھی اپنے اختتام کو جا پہنچی تھی۔

www.urdu novels mania.com

"جوانا میں رہا، وہ رہ گیا

جو جھک گیا، وہی سب پا گیا"

انا

قسط #26

از۔ جیا عباسی

فجر سے ہوتی ہلکی ہلکی بارش نے موسم کو قدرِ خشکوار بنا دیا تھا۔ ایسے میں کچن میں موجود علایہ بیگم ناشتہ بنانے میں مصروف تھیں۔ جب سلما بیگم کچن میں چلی آئیں۔

"شادی کے بعد پہلا دن ہے اور ابھی تک پڑے سو رہے ہیں۔ آپ ابھی سے لگام ڈالیں ورنہ آگے تو اس سے بھی بُرا حال ہو جانا ہے۔" وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے بولیں۔

علائیہ بیگم نے ناگواری سے انہیں دیکھا۔

"مجھے سمجھ نہیں آتا سلما، آخر تم اس بچی کے پیچھے کیوں پڑی رہتی ہو؟ عزام سے اس کی شادی ہو گئی، اس کا مطلب یہ نہیں میں اس پر پابندی لگاؤں۔ وہ پہلے میری بیٹی اور ہو بعد میں ہے۔ اس لیے جیسا پہلے سب چلتا تھا اب بھی سب ویسا ہی رہے گا۔" وہ سمجھاتے ہوئے بولیں۔ جبکہ سلما بیگم تلملا اٹھیں۔

"میں تو آپ کے بھلے کلیئے کہہ رہی تھی۔ آپ تو اٹل مجھے باتیں سنائیں لگیں۔"

ان کی بات پر علایہ بیگم چولہا بند کرتیں ان کے پاس آ کر بیٹھ گئیں۔

"میں صرف تمہیں سمجھا رہی ہوں۔ تمہیں اُس سے اختلاف اس بات پر تھا کہ اُس سے نکاح کے بعد اسامہ واپس لوٹ کر نہیں آیا۔ لیکن اب تو اسامہ نے اُسے طلاق دے دی تو اب یہ قدور تیں کیوں؟"

وہ پوچھ رہی تھیں۔ مگر سلما بیگم خاموش رہیں۔

"مناب بتا رہی تھی کہ بھائی نے ماہ جبین کے کہنے پر اسامہ کو معاف کر دیا۔ اس لیے اب تم بھی اپنے دل سے ساری نفرتیں نکال دو۔ ویسے بھی وہ بن ماں باپ کی بچی ہے۔ جتنی بھی محبت اُس کو دی جائے کم ہے۔"

علایہ بیگم بول رہی تھیں۔ جبکہ سلما بیگم کا ذہن ان کی ایک ہی بات پر اٹک کے رہ گیا۔
 "کیا۔۔ کیا واقعی انہوں نے اسامہ کو معاف کر دیا؟" انہوں نے بے یقینی سے پوچھا۔
 "ہاں!! اب اسامہ بھی مناب کی شادی میں شامل ہو جائے گا۔ ہمارے گھر کی خوشیاں لوٹ آئیں۔ دیکھنا اب سب پہلے جیسا ہو جائے گا۔" علایہ بیگم مسکرائیں۔

"میں۔۔ میں اسامہ کو بتاتی ہوں۔"

وہ خوشی سے کھتی اٹھ کر کچن سے باہر نکل گئیں۔ علایہ بیگم نفی میں سر ہلاتی واپس اٹھ کر اپنے کام میں لگ گئیں۔

آنکھ کھلتے ہی اس نے سب سے پہلے دیوار پر لگی گھڑی پر نظر ڈالی، جو صبح کے دس بج رہی تھی۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی اور چہرہ موڑ کر اپنے دائیں جانب لیٹے عزام کو دیکھا، جو ابھی بھی اپنی نیند پوری کرنے میں مصروف تھا۔

"عزی!! عزی اٹھیں دس بج گئے۔" ماہ جبین نے اس کا کندھا پکڑ کر ہلایا۔

"ماہین سونے دیوار!! آج ویسے بھی سنڈے ہے۔" وہ کروٹ بدلتے ہوئے بولا۔

"عزی اٹھ جائیں۔ آپ نے وعدہ کیا تھا۔ شاپنک پر لے جانے کا۔ کل ویسے بھی آپ کی مایوں ہے۔ میں کیا پہنوں گی؟" اس نے کہتے ہوئے ایک بار پھر کندھا ہلایا۔

"تو لے جاؤں گا۔ ابھی پورا دن پڑا ہے۔ پلیز!! دس منٹ۔" اب کہ عزام نے کہہ کر ماہ جبین کا تکیہ اٹھا کر اپنے منہ پر رکھ لیا۔

وہ اسے دیکھ کر نفی میں سر ہلاتی اٹھ کر الماری کی طرف بڑھی اور اپنے کپڑے نکال کر ہاتھ روم میں چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ نہادھو کر ہاتھ روم سے باہر نکل آئی اور تو لیے سے اپنے بالوں کو رگڑتی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

"جب اسامہ یہاں آکر مجھے دیکھیں گے تو کیسا ریٹ کرینگے؟"

وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی سوچنے لگی کہ اچانک اس کی نظر آئینے میں نظر آتے، عزام کے لیپ ٹاپ پر پڑی۔

"کیوں نا دیورجی کو ان کی بہن کی شادی کی دعوت دی جائے۔"

وہ مسکرا کر سوچتی ٹیبل پر رکھے لیپ ٹاپ کی طرف بڑھی اور اسے اٹھا کر صوفے پر جا بیٹھی۔

"عزی کے پاس تو ان کا ای میل ایڈریس ہوگا ہی۔"

خود کلامی کرتی وہ ای میل چیک کرنے لگی کہ تبھی اس کی نظر ایک نام پر جا کر اٹک گئی۔

"یس!! مل گیا۔"

ایک جاندار مسکراہٹ اس کے لبوں کو چھو گئی۔ چہرہ موڑ کر اس نے ایک نظر سوتے ہوئے عزام پر ڈالی اور ساتھ ہی آہستہ آہستہ اپنی انگلیوں کو حرکت میں لاتی چلی گئی۔

www.urdu novels mania.com

"میں عورت ذات ہوں، کمزور و کمتر سہی،

کہ مجھے زیب نہیں دیتا، تیرے آگے اکرٹنا۔۔۔

تو تو آدم ہے۔۔۔ کہ ابنِ آدم ہے۔

جو اعلیٰ تخلیق کہلایا، جسے فرشتوں نے پوجا۔

مگر یہ کہاں لکھا ہے؟ تو مجھ سے معتبر ہے؟
 میں بھی تو تیرا ہی حصہ ہوں، تیری پسلی سے منگلی ہوں۔
 گر تو مکمل ہوتا، گر تو ہی سب کچھ ہوتا۔۔۔
 تو رہ لیتا خود اکیلا، خدا میری تخلیق کیوں کرتا؟
 میں بھی تو کچھ ہوں، کچھ نہیں بہت کچھ ہوں۔
 خواہوں۔۔۔ کہ بنتِ خواہوں۔
 جو تیری پاساں بنی، تیرا سا بیاں بنی۔
 تیرا راز کھلائی، تیری ہمارا کھلائی۔
 تو یہ کیسے ممکن ہے؟ بھلا کیونکر ممکن ہے؟
 میں کمتر کھلاؤں۔ کبھی اپنے وجود کا بھی کوئی حصہ کمتر ہے؟
 بھلا چاند اور سورج کوئی بدتر ہو سکتا ہے؟
 میں لاکھ نازک و کمزور سی،
 مگر میں تجھ سی ہی ہوں۔
 انا مجھ میں بھی رکھی ہے، بلا کی رکھی ہے۔ کچھ مان میرا بھی ہے۔
 خودار میں بھی ہوں، بلا کی ہوں۔

بے مول ہو کر جھک نہیں سکتی، تیری انا سے مٹ نہیں سکتی۔

تو بھی تو میرے جیسا ہے۔

میرا کمزور وجود بھی تیرے وجود کا حصہ ہے۔۔۔ (حیا شیخ)

اس وقت وہ استنبول کے مشہور ہوٹل گرینڈ حیات ((Hotel Grand Hyatt کے روم میں موجود بیڈ پر لیپ ٹاپ لیے بیٹھا تھا۔ کچھ دیر پہلے ہی اس کی سلما بیگم سے بات ہوئی تھی۔ مگر کام کا بہانا بنا کر اس نے پھر اُنھیں ٹال دیا تھا۔ ابھی بھی وہ کی بورڈ پر تیزی سے انگلیوں کو حرکت دیتا اپنے آفس کا کام کر رہا تھا کہ تبھی اسے عزام کی جانب سے ای میل موصول ہوئی۔

"اس وقت عزام کی ای میل۔"

اس نے حیران ہوتے ہوئے اس کی ای میل کھولی۔

"ڈنیر کزن اسامہ!!"

السلام علیکم۔۔۔

اُمید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ ویسے مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ کہاں سے شروع کروں اور کہاں پہ ختم۔ لیکن بات تو کہیں سے شروع کرنی ہے۔۔۔

میں نے جب سے ہوش سنبھالا تب سے اپنا نام آپ کے نام کے ساتھ جڑا پایا۔ مگر آپ میرے ساتھ کہیں نہیں تھے۔ میں نے کہیں پڑھا تھا۔ نکاح میں بہت طاقت ہوتی ہے۔ دو لوگوں کے دلوں میں محبت ڈال دیتی ہے۔ لیکن جب آپ نے مجھے طلاق دی۔ تو مجھے یقین آ گیا۔ یہ تو قسمت کی بات ہے۔ گجائش اُس ہی رشتے میں نکلتی ہے۔ جہاں اللہ نے ساتھ زندگی کا سفر لکھا ہوتا ہے۔ آپ کا اور میرا سفر بس یہیں تک تھا۔ اس لیے ماہین کے کہنے کے باوجود بھی آپ میرے پاس یعنی ماہ جبین کے پاس نہیں لوٹے۔"

ماہین کا نام دیکھ کر ہی اسامہ کی آنکھیں بے یقینی سے پھیل گئی۔ کچھ دیر تک تو اسے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہ آیا۔ کئی بار اس لائن کو دھو رایا، مگر پھر اس نے آگے پڑھنا شروع کیا۔

"اب آپ یہ سوچنے لگیں گے کہ میں ماہین کو کیسے جانتی ہوں۔ تو آپ کی یہ ٹینشن بھی میں دور کر دیتی ہوں۔ دراصل ماہین ہی ماہ جبین تھی۔"

جہاں بے یقینی بڑھتی جا رہی تھی۔ وہیں اسے اپنے اندر گھٹن بھی بڑھتی محسوس ہوئی۔ اسامہ نے جلدی سے اپنی شرٹ کے اوپری بٹن کھولے۔

"اب آپ یہ سوچیں گے کہ میں نے آپ سے یہ بات کیوں چھپائی؟ تو چلیں یہ بھی بتا دیتی ہوں۔ میں پیرس پڑھنے کے لیے آئی تھی۔ اس لیے پیرس پہنچنے سے پہلے، میں آپ سے اس لیے یہ بات چھپانا چاہتی تھی کہ کہیں آپ خوش فہمی میں نہ مبتلا ہو جائیں کہ میں وہاں آپ کے لیے آرہی ہوں۔ لیکن جب میں نے پہلی بار آپ کو رویمہ کے ساتھ شاپنگ مال میں داخل ہوتے دیکھا، اس کے بعد سے میں یہ بات اس لیے چھپانا چاہتی تھی کہ کہیں آپ کو اصلیت پتہ چل گئی تو آپ رویمہ کی وجہ سے اُسی وقت مجھے طلاق نہ دے دیں۔ کیونکہ جتنا میں نے آپ کو جانا ہے۔ آپ ایک خود غرض انسان ہیں۔"

جیسے جیسے وہ پڑھتا جا رہا تھا۔ سانس بڑھتی جا رہی تھی۔ اسے سی کہ باوجود بھی کمرے کے ماحول میں گھٹن سی بڑھنے لگی۔ اسامہ کو سانس لینا مشکل لگنے لگا تھا۔

"اور اب آپ یہ بھی سوچیں گے کہ آپ تو مجھ سے اظہارِ محبت کر چکے تھے۔ پھر میں نے حقیقت کیوں چھپائی؟ کیوں آپ کو دھوکا دیا؟ تو جناب اسامہ صدیق شاہ!! آپ کو ماہِ جبین سے نہیں ماہین سے محبت تھی۔ آپ تو یہ تک نہ پہچان سکے کہ سامنے موجود لڑکی ہی آپ کی بیوی تھی۔ اس سب کے باوجود میں نے آپ کو موقع دیا۔ آپ سے کہا کہ اپنی بیوی کہ

پاس لوٹ جائیں۔ وہ آپ کا انتظار کر رہی ہے۔ مگر آپ نے اُس بات کو بھی انا کا مسئلہ بنالیا، میری بات نہیں مانی۔ خیر قصہ مختصر کرتی ہوں۔ آج پھر میں آپ سے کہہ رہی ہوں، اپنی بہن کے پاس واپس لوٹ آئیں۔ وہ آپ کا انتظار کر رہی ہے۔ ماموں جان بھی آپ کو معاف کر چکے ہیں اور ماہ جبین کا بوجھ بھی آپ کے سر سے اُتر گیا ہے۔ اب آکر اپنی بہن کو بھی دعاؤں میں رخصت کر دیں۔ میں اُمید کرتی ہوں اس بار کوئی انا اڑے نہیں آئے گی۔۔۔

اللہ حافظ!!

منجانب: ایم جے عرف ماہ جبین عزام!!

اور اس سہمے اُسے اپنی نظروں کے سامنے پورا کمر اگھومتا ہوا محسوس ہوا۔ سانس کے ہوتے ہوئے بھی دل کا بند ہو جانا کسے کہتے ہیں۔ یہ آج اسے معلوم ہوا تھا۔

"یہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ماہ جبین۔۔۔ ماہین نہیں۔۔۔ نہیں یہ جھوٹ ہے۔ مجھے مجھے پاکستان جانا ہوگا۔ ہاں! مجھے جانا ہوگا۔"

وہ بڑبڑاتا ہوا اٹھا اور معاؤف ذہن کے ساتھ اپنا سامان سمیٹنے لگا۔ اب اسے جلد از جلد بس پاکستان پہنچنا تھا۔

"لاڈورانی آپ ادھر ہیں اور میں آپ کو پورے گھر میں ڈھونڈ رہی تھی۔"

ماہ جبین مناب کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولی۔ تھوڑی دیر پہلے ہی وہ عزام کے ساتھ شاپنگ سے واپس آئی تھی اور آتے ہی سب کو کپڑے دکھانے میں مصروف ہو گئی تھی۔

"پورے گھر میں ڈھونڈنے کے بجائے سیدھا میرے کمرے میں آ جاتیں۔"

وہ مسکرا کر بولی۔ ماہ جبین بھی مسکراتی ہوئی شاپنگ بیگز ہاتھ میں لیے بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی۔

"ویسے تم ناشتہ کرتے ہی عزام بھائی کے ساتھ شاپنگ پر چلی گئیں۔ مجھے بتایا تک نہیں عزام بھائی نے تمہیں رونمائی میں کیا گفٹ دیا۔"

اس نے شکوہ کیا جس پر ماہ جبین نے شرمانے کی اکیٹنگ کرتے ہوئے، اپنا بائیں ہاتھ مناب کے سامنے کر دیا۔ جس میں ہیرے کی بیش قیمتی خوبصورت سی انگوٹھی جگمگا رہی تھی۔

"واؤو!! بہت خوبصورت ہے۔ کاش حمزہ بھی مجھے ایسا ہی گفٹ دیں۔ لیکن اب پتہ نہیں وہ مجھے کیا دینگے۔" مناب کو اپنی فکر ستانے لگی۔

"ابھی یہ گفٹ کا خیال دماغ سے نکالیں اور یہ دیکھیں۔ کل مایوں میں یہ پہنوں گی۔" ماہ جبین نے بیگ سے ڈارک گرین سوٹ نکال کر اس کے سامنے کیا۔ جس پر نفاست سے کیا گیا گولڈن کرٹھائی کا کام خوبصورتی سے جگمگا رہا تھا۔

"بہت خوبصورت ہے۔" مناب ستائش سے دیکھتے ہوئے بولی۔

"ہینا!! عزیزی کی چوس ہے۔"

ماہ جبین مسکرائی اور بیگ سے دوسرے کپڑے بھی نکال کر دکھانے لگی۔ مناب خاموشی سے اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھ رہی تھی۔ جس کی زندگی میں آج سے پہلے یہ خوشیاں صرف اس کے بھائی کی وجہ سے گم تھیں۔

"ہمیشہ ایسے ہی ہنستی مسکراتی رہو۔" www.urduNovelsMania.com

مناب نے سچے دل سے دعا دی۔ ماہ جبین کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔

تاریکی رات میں اُٹھتی گلاب کی خوشبوؤں نے پوری چھت میں بسیرا کر رکھا تھا۔ ایسے میں اُس کی کمر کے گرد بانہیں پھیلائے، وہ اُس کے کندھے پر ٹھوڑی رکھے کھڑا تھا۔

"کیا ہوا خاموش کیوں ہو؟"

عزام نے ماہ جبین کی خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ نہیں!! میں بس سوچ رہی ہوں اگر اسامہ نے ادھر آکر ہنگامہ کیا تو؟" اس نے چہرہ موڑ کر عزام کو دیکھا۔

"اب جو ہو گیا اُسے بدل نہیں سکتے پر کوشش کر سکتے ہیں کہ آگے کے حالات بہتر رہیں۔"

وہ دھیرے سے بولا۔

ماہ جبین نے واپس سامنے دیکھتے ہوئے اپنا سر اس کے شانے پر ٹکا دیا۔

"اگر ماموں جان مجھ سے ناراض ہو گئے تو؟" اسے ایک اور فکر نے آن گہرا۔

"آپ پریشان نہ ہو۔ میں ہوں نا، سب سنبھال لوں گا۔"

عزام کی بات پر ماہ جبین اس کی طرف مڑی اور کانچ سی چمکتی ہری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے دھیرے سے بولی۔

"آپ کی یہ محبت سالوں سے مجھ پر ادھا رہے۔ جسے میں ساری زندگی لگا کر بھی ادا نہیں کر سکتی۔"

اور اس اظہارِ محبت کے انوکھے انداز پر عزام کی مسکراہٹ مزید گہری ہوگی۔ اس نے ماہ جبین کو خود سے قریب کر کے گلے سے لگایا۔ جس پر وہاں موجود گلاب کے پھول بھی ان کی محبت پر اور بھی مہک اُٹھے۔

صبح ہوتے ہی شاہ ویلا میں مایوں کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں۔ ہر کوئی ادھر سے ادھر سامان اٹھانے پھر رہا تھا۔ ایسے میں لاؤنج میں کام کرتی ماہ جبین کی نظر بار بار دروازے کی طرف اٹھ رہی تھی۔ شاید کسی کے آنے کا انتظار تھا۔

"کہاں رہ گئی؟"

اس نے ہاتھ پر بندھی گھڑی پر نظر ڈال کر کوفت سے سوچا۔

"ماہ جبین یہ ٹوکرے اندر کمرے میں لے جاؤ۔" سلما بیگم کچن سے جھانکتے ہوئے بولیں۔

"جی ماما جان!!"

اس نے کہہ کر ایک نظر دروازے پر ڈالی اور میوہ جات سے بھرا ٹوکرا اٹھا کر کمرے میں چلی گئی۔ جہاں علایہ بیگم باقی سامان سیٹ کر رہی تھیں۔

"یہ لیں امی جان!!"

ماہ جبین نے ٹوکران کی طرف بڑھایا۔ ویسے کے بعد سے وہ بھی علایہ بیگم کی تاکید پر انہیں "امی جان" ہی کہنے لگی تھی۔ جس پر علایہ بیگم خوشی سے مسکرا اٹھتی تھیں۔

"ماہ جبین بیٹا سارے ٹوکرے آگئے؟" علایہ بیگم نے اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں بس ایک اور باہر ہے۔ ابھی لے کر آئی۔"

وہ کہہ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔ مگر جیسے ہی لاؤنج میں پہنچ کر نظر دروازے کی طرف اٹھی، واپس پلٹنا بھول گئی۔

"اسامہ!!"

سامنے ہی وہ کھڑا تھا۔ اُجڑی ہوئی حالت میں۔ وہ اُسے دیکھتی رہ گئی۔ یہ وہ تو نہیں تھا، جسے وہ پیرس میں چھوڑ آئی تھی۔

"ماہین!!"

اُس کے لب دھیرے سے ہلے۔ وہ یہاں تک کیسے پہنچا تھا یہ تو بس وہی جانتا تھا۔ جس بات کو استنبول سے جھٹلاتا آیا تھا۔ سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ کر اس کی تصدیق ہو گئی تھی۔ وہ بے یقینی کی کیفیت میں چلتا ہوا اس کے سامنے آیا کہ تبھی اپنے کمرے سے نکل کر

لاؤنج میں آتا عزام، تیزی سے ان کی طرف بڑھا اور ماہ جبین کے ساتھ کھڑے ہو کر اس کا ہاتھ اپنی مضبوط گرفت میں تھام لیا۔

"ماہین!!"

وہ ان دونوں کو دیکھ کر بے یقینی سے بولا۔

"ماہ جبین!!"

عزام نے ٹوکا۔ بھلا وہ کہاں برداشت کرتا، اُس کے سوا کوئی اور اسے ماہین کہہ کر بلائے۔
"تم۔۔۔ تم۔۔۔"

اسے سمجھ نہ آیا، وہ کیا کہے، وہ کیا کرے، کس سے فریاد کرے، کس کے آگے روئے۔
وہ تو خود اپنے پیروں پر کھاڑی مار چکا تھا۔ خود اُسے طلاق دے چکا تھا۔ پھر کس کو اپنا غم بتاتا؟

آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔ پورا شاہ والا اسے گھومتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔
"کیا ہوا اسامہ؟"

اسے کہیں دور سے عزام کی متفکر سی آواز سنائی دی اور دیکھتے دیکھتے وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گیا۔

"اسامہ!!"

"اے ابنِ آدم!!

ایک تیری چاہت ہے.... ایک میری چاہت ہے۔

مگر ہوگا وہی.... جو میری چاہت ہے!!

اگر تو نے خود کو سپرد کر دیا اُس کے.... جو میری چاہت ہے۔

تو میں بخش دوں گا تجھ کو.... جو تیری چاہت ہے!!

اور اگر تو نے نافرمانی کی اُس کی.... جو میری چاہت ہے۔

تو میں تھکا دوں گا تجھ کو اُس میں.... جو تیری چاہت ہے!!

اور پھر ہوگا وہی.... جو میری چاہت ہے!!"

www.urdu novels mania.com

"یہ کیا ہو گیا میرے بیٹے کو؟ ابھی تو وہ آیا تھا اور یہ سب؟"

سلما بیگم اس کے سرہانے بیٹھی روتے ہوئے بولیں۔ ساتھ ہی مناب کھڑی انہیں چپ کرانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"ایسا بھی کچھ نہیں ہوا اسے۔ صرف بیہوش ہوا ہے۔ ہو سکتا ہے موسم کی تبدیلی کے باعث ایسا ہوا ہو۔ پاکستان میں ویسے بھی بہت گرمی ہے۔ نہیں برداشت ہوا ہو گا یہاں کا موسم۔"

صدیق صاحب ان کے مسلسل رونے سے تنگ آ گئے تھے۔ اس لیے سخت لہجے میں بولے۔

"عزام جاؤ جا کر رات کی تقریب کا انتظام دیکھو اور ماہ جبین بیٹا آپ مناب کو لے کر اس کے کمرے میں جاؤ۔" وہ ماہ جبین اور عزام کو دیکھتے ہوئے بولے، جو خاموش کھڑے بیڈ پر لیٹے اسامہ کو دیکھ رہے تھے۔

"جی ماموں جان!!"

وہ دونوں کہہ کر مناب کو اپنے ساتھ لیے کمرے سے باہر نکل گئے۔

"بس کر دو سلما وہ ٹھیک ہے۔ کچھ نہیں ہوا۔ ڈاکٹر نے کہا ہے نا، تھوڑی دیر میں ہوش آ جائے گا۔"

سب کے جاتے ہی وہ سلما بیگم کو سمجھاتے ہوئے نرمی سے بولے۔

"لیکن ایسے کیسے؟ میں تو ابھی اُس سے ملی بھی نہیں تھی اور یہ سب۔" انہوں نے کہہ کر دوپٹے سے آنکھیں رگڑیں۔

ڈاکٹر نے اُسے آرام کی دوائیاں دی ہیں۔ جب ہوش آجائے تو سکون سے مل لئیے گا۔
اب تو آپ کا شہزادہ یہیں ہے۔ "وہ کہہ کر بیڈ سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔

"میں زرا تیا ریاں دیکھ لوں اور اب آپ بھی جا کر باقی کے کام دیکھیں۔ بھابھی اکیلے سب
کیسے کریں گی۔" صدیق صاحب کہہ کر کمرے سے باہر نکل گئے۔ سلما بیگم نے ایک نظر
اسامہ کو دیکھا اور اس کے ماتھے پر پیار کر کے خود بھی کمرے سے باہر نکل آئیں۔

صبح سے دوپہر اور دوپہر سے رات ہونے کو آئی تھی۔ تقریب کی ساری تیاریاں مکمل
ہو چکی تھیں۔ مہمان بھی دھیرے دھیرے آنے لگے تھے۔ ایسے میں وہ اپنے کمرے میں
ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا تیار ہو رہا تھا۔ جب سلما بیگم اس کے کمرے میں چلی آئیں۔
"تیار ہو گئے بیٹا؟"

وہ اس کے پاس آ کر پیار سے اسے دیکھتے ہوئے بولیں۔ جو سفید شلوار قمیض میں بے حد
وجہ لگ رہا تھا۔ وہ بے تاثر چہرے سے خود کو آئینے میں دیکھنے لگا۔
"کیا ہوا؟"

اس کی خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ نہیں؟ میں زرا باہر مہمانوں کو دیکھ لوں۔" وہ کہہ کر باہر نکل آیا۔ سامنے ہی ڈارک

گریں سوٹ پہنے ماہ جبین علیہ بیگم کی بات سن رہی تھی۔ وہ اسے دیکھتا رہ گیا۔

"بیٹا عزام چھت پر لائنٹ ٹھیک کرنے گیا تھا۔ اب تک نہیں آیا۔ جا کر دیکھو کہاں رہ گیا

ہے۔" وہ ماتھے کو چھوتے ہوئے پریشانی سے بولیں۔

"اوھو!! امی جان میں دیکھتی ہوں۔ ٹینشن نہیں لیں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"ارے سب مہمان آگئے اور یہ اوپر سے ہی اتر کر نہیں دے رہا۔ جلدی جاؤ۔"

"جی جاتی ہوں۔"

وہ مسکراتی ہوئی سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی۔

اسامہ جو اپنے کمرے کے باہر کھڑا ان کی بات سن رہا تھا۔ علیہ بیگم کے جاتے ہی فوراً

سیڑھیاں چڑھتا اوپر چھت کی جانب بڑھا۔

"امی جان تو کہہ رہی تھیں چھت پر ہیں۔ پروہ تو یہاں نہیں ہیں۔"

وہ چاروں طرف نظریں دوڑاتی ہوئی بڑبڑاتی کہ تبھی اسے اپنے پیچھے سے قدموں کی آہٹ

سنائی دی۔

"عزیز آپ۔۔۔"

وہ مڑی اور اپنے پیچھے کھڑے شخص کو دیکھ کر اس کے الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے۔

"ارے عزام بیٹا تم ادھر ہو اور میں نے ماہ جبین کو اوپر بھیج دیا، تمہیں دیکھنے۔"

وہ باہر لان میں کھڑے عزام کو دیکھتے ہوئے بولیں۔ جو سفید شلوار قمیض میں ملبوس کھڑا مہمانوں سے باتیں کر رہا تھا۔

"کیوں؟ میں کوئی چھوٹا بچہ تھوڑی ہوں جو آپ نے اُسے مجھے ڈھونڈنے بھیج دیا۔" عزام ہنستا ہوا بولا۔

"بد معاش!! چلو میں زرا مہمانوں سے مل لوں۔"

وہ کہہ کر آگے بڑھ گئیں۔ جبکہ عزام مہمانوں سے ایکسکیوز کرتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟" وہ اسامہ کو گھورتے ہوئے بولی۔

"مجھے۔۔۔ مجھے تم سے بات کرنی ہے۔" وہ کہتا ہوا اس کی طرف بڑھا کہ ماہ جبین نے اسے ہاتھ کے اشارے سے وہیں روک دیا۔

"میں نے ہر بات ای میل میں بتا دی۔ اب کچھ نہیں بچا بات کرنے کے لیے۔"

"تم نے مجھے دھوکا دیا ہے۔" وہ ایک دم دھاڑا۔

"میں نے دھوکا دیا ہے؟ میں نے؟" اس نے بھنویں اچکا کر پوچھا۔

"ہاں!! تم نے تم نے مجھ سے چھپایا کہ تم ہی ماہ جبین ہو۔"

اس کی بھرائی ہوئی آواز فضاء میں گونجی۔

"چلیں!! میں نے چھپایا، لیکن آپ کو کتنا یاد تھا؟ آپ کو تو یہ بھی یاد نہیں تھا کہ ماہ جبین کیسی دکھتی ہے۔ بلکہ اسے بھی چھوڑیں، آپ تو مجھے میرے نام تک سے نہیں پہچان سکے۔ ایم جے کا مطلب کیا ہے، یہی پوچھا تھا نا آپ نے؟"

وہ تیکھی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔ اسامہ خاموش رہا۔

"ایم جے کا مطلب ماہ جبین ہے۔ مگر افسوس ماہ جبین آپ کی زندگی میں کہیں ہوتی تو آپ اسے پہچانتے۔ وہ تو کہیں آپ کی زندگی میں تھی ہی نہیں۔" وہ استہزائیہ ہنسی۔

"تم تب بہت چھوٹی تھیں اور اب بالکل بدل گئی ہو۔ پھر میں کیسے پہچانتا۔ ویسے بھی میں نے آٹھ سال تمہیں نہیں دیکھا۔۔۔"

"ہاں!! آپ آٹھ سال اس زبردستی کہ رشتے کی وجہ سے گھر سے دور رہے۔ لیکن کیا یہ زبردستی کا رشتہ میں نے خود آپ سے جوڑا تھا؟"

وہ اس کی بات کاٹتے ہوئے بولی۔ اسامہ اس کے سوال پر اب بھی خاموش رہا۔
 "یہ فیصلہ تو بڑوں کا تھا۔ پر سزا مجھے ملی۔ میری ذات کی مسلسل نفی کی گئی۔ کیا میری کوئی عزتِ نفس نہیں تھی، کیا میں انسان نہیں تھی؟" وہ رکی اور اسامہ کے جھکے سر کو دیکھا۔
 "میں نے آپ کو موقع دیا تھا۔ کہا تھا اپنی بیوی کے پاس لوٹ جائیں۔ کیونکہ میں اس رشتے کو نبھانا چاہتی تھی۔ مگر آپ نے مجھے طلاق دے دی۔ خیر!! اب سب کچھ ختم ہو چکا ہے۔ اس لیے اب آپ بھی اپنی زندگی میں آگے بڑھ جائیں۔"

وہ کہہ کر جانے لگی کہ اسامہ نے اسکا ہاتھ پکڑ کر روکا۔

"میں تم سے محبت کرتا ہوں۔"

اس کے اظہارِ ماحہ جبین بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔ ایک وقت تھا، جب وہ اس کی ذات کی نفی کر کے گیا تھا اور اب وہی کھڑا اظہارِ محبت کر رہا تھا۔

"تو میں کیا کروں؟ اللہ نے جوزمہ داری آپ پر ڈالی وہ آپ دوسروں کے سر ڈال کر چلے گئے۔ آپ نے اللہ کے فیصلے کو قبول نہیں کیا تو اللہ آپ کی خواہش کو کیسے پورا کرتا؟ ویسے

بھی میں نے کہا مناسب ختم ہو گیا ہے۔ میری شادی ہو گئی اور میں اپنے شوہر کے ساتھ بہت خوش ہوں۔ بہتر ہے اب آپ بھی سب بھول کر آگے بڑھ جائیں۔"

وہ اب کے نرمی سے بولی۔

"یہ ممکن نہیں۔ میں تمہیں نہیں چھوڑ سکتا۔" وہ غرایا۔

"آپ چھوڑ چکے ہیں۔"

وہ جتا کر بولی اور اپنا ہاتھ چھڑواتی، سیرھیوں کی طرف بڑھنے لگی کہ عزام کو وہاں کھڑا دیکھ کر ادھر ہی رک گئی۔

وہ اکیلا نہیں تھا۔ ساتھ روئیسہ بھی تھی۔ جو کب سے کھڑی ان دونوں کی باتیں سن رہی تھی۔

ماہ جبین تیزی سے اس کی طرف بڑھی اور روئیسہ کا ہاتھ تھام کر اسامہ کے سامنے لے آئی۔

"دوسو لوگوں کے سامنے اس سے منگنی کی تھی نا۔ تو انہیں لوگوں کے سامنے اس سے نکاح بھی کر سکتے ہیں۔ جب خواب دکھانا جانتے ہیں تو انہیں پورا کرنا بھی سیکھتے۔"

ماہ جبین نے کہہ کر روئیسہ کا ہاتھ چھوڑا اور وہاں سے فوراً نیچے چلی گئی۔

"ماہین!!"

عزام بھی اس کے پیچھے بھاگا۔

اب وہاں صرف وہ دونوں تھے اور رات کا سناٹا۔

"تمہیں پتہ ہے اسامہ!! ایک وقت میں ایک ہی انسان کے لیے دو طرح کے جذبات رکھنا بہت تکلیف دہ ہے۔

میں تم سے اتنی محبت کر بیٹھی ہوں کہ تمہیں چھوڑ نہیں سکتی۔ مگر تم سے اتنی نفرت بھی کرنے لگی ہوں کہ اب زندگی کے سفر میں پہلے کی طرح چل نہیں سکتی۔"

وہ بے تاثر چہرے سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔ جو کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح شکست خوردہ حالت میں اس کے سامنے سر جھکائے کھڑا تھا۔ اس کی بات پر بھی وہ خاموش رہا۔ رات میں چھائی خاموشی مزید گہری ہونے لگی۔

"وار بھر پور کیا، اُس نے انا پر میری۔۔۔"

خود بھی مغموم ہوا، آہ و بکا پر میری۔۔۔"

www.urdu novels mania.com

چھ سال بعد۔۔۔

گاڑی سیدھا "ایم جے ولا" کے پورچ میں آکر رکی تھی۔ وہ گاڑی سے نکل کر سیدھا اندر کی جانب بڑھا۔ جہاں لاؤنج میں ہی اس کی دنیا آباد تھی۔

"امی جان یہ تو شرٹ ہی نہیں پہن رہا۔"

ماہ جبین بے بسی سے علایہ بیگم کو دیکھتے ہوئے بولی، جو صوفے پر بیٹھی ہنستے ہوئے اپنے جڑواں پوتوں کی شرارتیں دیکھ رہی تھیں۔

"السلام علیکم!!"

عزام مسکرا کر سلام کرتا ان کے پاس آیا اور علایہ بیگم کے سامنے سر جھکا دیا۔

"وعلیکم السلام خوش رہو ہمیشہ!!"

وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولیں۔

"آپ چیلنج کر لیں میں کھانا لگاتی ہوں۔" ماہ جبین نے اس کے ہاتھ سے بریف کیس لیتے

ہوئے کہا۔ عزام نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اپنے دونوں بچوں کو باری باری پیار کیا

اور کپڑے بدلنے اپنے کمرے کی جانب چلا گیا۔

"جاؤ بیٹا!! جا کر دیکھو عزام کو کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے۔ یہ کپڑے مجھے دے دو میں

پہنا دوں گی۔"

"جی امی جان!!"

اس نے اثبات میں سر ہلا کر کپڑے انہیں پکڑائے اور خود بھی سیڑھیاں چڑھتی اوپر کمرے کی جانب چل دی۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر سیدھا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے عزام پر پڑی۔ وہ اس کے پاس چلی آئی۔

"خیریت!! اتنی جلدی آگئے؟"

عزام کی شرٹ کے بٹن بند کرتے، اس نے بھنویں اچکا کر پوچھا۔

"کیوں؟ واپس چلا جاؤں؟" اس نے الٹا سوال کیا۔

"میں نے یہ بھی نہیں کہا۔" وہ مسکرائی۔

"پھر کیا کہا؟"

عزام نے بازوؤں سے تھام کر خود سے قریب کیا۔

"سدھر جائیں!! دو بچوں کے باپ بن گئے۔ اب بھی سکون نہیں۔" اسے خود سے دور

کرتی وہ سیدھا دروازے کی جانب بڑھی۔

"رکوا بھی بتاتا ہوں۔"

وہ فوراً اس کے پیچھے لپکا۔ جبکہ ماہ جبین ہنستی ہوئی لاؤنج میں چلی آئی۔ جہاں اب وہ شرارتی

بچے اپنی دادی کو تنگ کرنے میں مصروف تھے۔

"زندگی کتنی مکمل سی لگنے لگی ہے نا۔"

عزام پیچھے سے اس کے شانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔ نظریں اپنے شہزادوں پر جمی تھیں۔

"ہاں!!"

ماہ جبین مسکرا کر بولی اور عزام کا ہاتھ تھامے ان تینوں کی جانب بڑھ گئی۔

بے شک!! صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔ اسے بھی اپنے نے صبر کا پھل مل گیا تھا۔ عزام اور اپنے بچوں کی صورت۔۔۔

urdu
novels mania

پیرس کی سرد راتوں میں کمرے میں بیٹھا وہ لیپ ٹاپ آن کیے اُن چاروں کی تصویر دیکھ رہا تھا۔ جس میں ماہ جبین اور عزام اپنے بچوں کو لیے مسکرا رہے تھے۔ اس نے دھیرے سے ماہ جبین کی تصویر پر ہاتھ پھیرا۔

"چھ سال گزر گئے۔ مگر آج بھی تم میرے لیے اتنی ہی ضروری ہو جتنا پہلے تھیں۔ میں چاہ کر بھی تم کو اپنے دل سے نکال نہیں پارہ۔ تمہاری محبت میرے لیے روگ بن گئی

ہے۔ تمہاری ذات کی نفی کی تھی۔ آج تمہارا وجود ہی میری سانسوں کی وجہ ہے۔ تم پاس نہیں۔ لیکن تمہارے ہونے کا احساس مجھے زندہ رکھے ہوئے ہے۔ کاش۔۔۔ کاش میں انا میں نہ رہتا اور اللہ کے فیصلے کو قبول کر لیتا تو آج یوں تڑپ نہ رہا ہوتا۔"

اس نے سوچتے ہوئے لیپ ٹاپ بند کیا اور سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر سونے کے لیے لیٹ گیا۔ آنکھیں بند کرنے سے پہلے ایک نظر اپنے بائیں جانب لیٹی رویسہ پر ڈالی۔ جو بظاہر تو سو رہی تھی۔ مگر اسامہ کی ہر حرکت سے اچھے سے واقف تھی۔

اسامہ نے کروٹ بدل کر آنکھیں بند کر لیں کہ تبھی دوسری جانب لیٹی رویسہ نے آنکھیں کھول کر اس کی پشت کو دیکھا۔

"یہ تو ہونا ہی تھا۔ دوسروں کو دکھ پہنچا کر ہم اپنی خوشیوں کی توقع کیسے کر سکتے تھے۔" اس نے تلخی سے سوچا۔

وہ ایک ہی سفر پر چلتے ہوئے دو اجنبیوں کی طرح زندگی گزار رہے تھے۔

رویسہ نے دوسری طرف کروٹ لے لی اور کمبل ٹھیک سے لیتے ہوئے خود بھی سونے کی کوشش کرنے لگی۔

"جس نے رجوع کیا، وہ پا گیا

انا میں جو رہا، وہ رہ گیا
 جو تنہا رہا، وہ فنا ہوا
 نہ میں رہا، نہ تو رہا
 جو جھک گیا وہی سب پا گیا۔۔۔!!"

 ختم شد۔

